معجزاتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ریاض احمد سعید

۳۹۲۶۴۳۲
ر ۱۳۸ ح
۲۸ ھ ۹۱

فہرست مضامین

۲۸۵۹۱

نمبر شمار		عنوان	صفحہ
۱		افتتاحیہ	۳
۲	پہلا باب	حقیقتِ معجزہ	۷
۳	دوسرا باب	معراج اور شق قمر	۱۱
۴	تیسرا باب	پیشین گویاں	۱۸
		(ا) (عمومی)	
		(ب) (بسلسلہ عہد جدید)	
۵	چوتھا باب	دعائے خیر	۵۴
۶	پانچواں باب	افراطِ اشیاء (پانی، کھانا، دودھ)	۷۰
۷	چھٹا باب	شفائے امراض	۹۴
۸	ساتواں باب	خبر غیب	۱۰۶
۹	آٹھواں باب	بے جان اشیاء اور بے زبان جانور	۱۲۵
۱۰	نواں باب	بے ادبی کی سزا	۱۴۴
۱۱	دسواں باب	ذاتی کردار کا معجزہ	۱۵۸
۱۲	گیارہواں باب	معجزہ قرآن	۱۶۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

افتتاحیہ

خطہ پوٹھوار کے مشہور بزرگ پیر مہر علی شاہ مرحوم کی مشہور زمانہ نعت کا ایک شعر ہے۔

کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا
ایہ گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

اس مرد قلندر کا یہ شعر جملہ ثنا خوان رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دل کی ترجمانی کرتا ہے۔ ذکر رسول عربی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لئے کمر باندھیں تو عجز کی یہی کیفیت ہوتی ہے۔ اس بحر بے کنار میں اترنے سے دل گھبراتا ہے۔ قدم قدم پر اپنی ناتوانی کا احساس ہوتا ہے۔ کہ بھلا میں اس سے کیا نکال پاؤں گا۔

یوں تو حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مدح سراؤں کی تعداد لاکھوں کروڑوں میں ہے، مگر ان پر ماضی میں لکھی گئی اور قیامت تک لکھی جانے والی تحریروں کی حیثیت محض اس قدر ہے کہ جیسے کوئی سمندر سے ایک مشکیزہ بھر کر نکال لے۔

ایسے میں قلم اٹھاتا ہوں تو کانپ جاتا ہوں، مگر ایک انجانی سی قوت حوصلہ بخشتی ہے کہ اور کچھ نہیں تو فہرست میں نام ہی لکھا جائے گا اور شاید یہی سند تیری نجات کا باعث بن جائے۔

اسلام آباد
یکم ذی الحج ۱۴۰۶ھ

والسلام
بندۂ ناچیز
ریاض احمد سید

جملہ حقوق بحق انسٹی ٹیوٹ آف سیرت سٹڈیز محفوظ

انتساب

سعادت علی حسنین کے نام

جو

علم کی سیڑھی

پر

پہلا قدم

رکھنے کو ہے

Marfat.com

پہلا باب

حقیقت معجزہ

اللہ کے پاک نبیوں کے اوصاف اور صلاحیتیں عام انسانوں سے مختلف ہوتی ہیں۔ اللہ انہیں ایک عظیم مقصد کے لئے منتخب کرتا ہے۔ انہیں اپنے بندوں کی رہنمائی کی ذمہ داری سونپتا ہے۔

اللہ کی مخلوق میں ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں اچھے بھی بُرے بھی' نرم مزاج بھی اور تند خُو بھی۔ نیکی کی بات کو سننے اور قبول کرنے والے بھی اور اکھڑ مزاج ہٹ دھرم بھی' جب بھی کوئی نبی اللہ کا پیغام لاتا ہے تو اسے ہر قسم کے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔

مخلوقِ خدا کے چار گروہ :

○ .... ان میں ایک گروہ وہ ہے جو اپنی نیک فطرت کی وجہ سے حق بات کو سنتا ہے۔ پرکھتا ہے اور آسانی سے ایمان لے آتا ہے۔

○ .... دوسرے گروہ پر نسبتاً زیادہ محنت کرنا پڑتی ہے۔ وہ ذرا دیر سے راہ راست کی طرف آتا ہے۔

○ .... تیسرا گروہ وہ ہے' جو نیکی کی طرف خود نہیں آتا بلکہ ایسا کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ نئے دین کے غلبے کی صورت میں' وہ بھی دوسروں کے ساتھ شامل ہو جاتا ہے۔

○ .... چوتھا گروہ سخت ہٹ دھرم ہوتا ہے' کوئی تحریص اور ترغیب اس پر اثر نہیں کرتی۔ انبیا کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتا ہے حتیٰ کہ عذاب الٰہی کا شکار ہو جاتا ہے۔

ان کے علاوہ ایک گروہ اور بھی ہے۔ جسے نبی کی ہر بات اچنبا معلوم ہوتی ہے۔ ان کی سمجھ میں نہیں آتا کہ انہیں میں رہنے والا' بظاہر ان جیسا ایک شخص نبی کیسے بن سکتا ہے۔ ان کے خیال کے مطابق تو نبی کو کوئی مافوق الفطرت ہستی ہونا چاہئے یہ وہ لوگ ہیں جو انبیاء سے معجزے مانگتے ہیں۔ کہ اگر واقعی اللہ کے نبی ہو تو ہمیں کوئی معجزہ دکھاؤ۔ کوئی ان ہونی' کوئی اچنبا' کوئی عجیب واقعہ' جو ہم نے کبھی دیکھا ہو نہ سنا۔

ایسے مطالبات سبھی انبیاء سے ہوئے۔ جس کے جواب میں کبھی حضرت صالحؑ کو پتھر سے اونٹنی بنانا پڑی اور کبھی حضرت موسیٰؑ کو عصا سے سانپ' کبھی حضرت عیسیٰؑ کو مردے میں جان ڈالنا پڑی تو کبھی جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چاند دو ٹکڑے کر کے دکھانا پڑا۔

مگر دوستو! ایک بات اچھی طرح سے ذہن میں بٹھالیں کہ معجزہ اللہ کے حکم سے ہوتا ہے۔ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ جو چاہے کر سکتا ہے۔ اپنے پیارے نبیوں کو آزمائش میں دیکھ کر' وہ کچھ کر دیتا ہے' جو عام انسانوں کی عقل سے بالاتر ہوتا ہے۔

معجزہ کیا ہے:

پس معجزہ ایک ایسا وصف اور ایک ایسی قوت ہے' جو اللہ اپنے نبیوں کو عطا کرتا ہے اور اس کے ذریعے ایسے ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں جو روزمرہ زندگی کا خاصہ نہیں اور یوں عوام الناس کے لئے حیرت کا سبب بنتے ہیں۔

- ○ .... مثلاً درخت ساکت ہے' اگر اللہ کے حکم سے چلنا شروع کر دے تو یہ معجزہ ہوا۔
- ○ .... پتھر بے زبان ہے اگر اللہ کے حکم سے بولنے لگے' تو یہ معجزہ ہے۔
- ○ .... آگ میں گرمی ہوتی ہے اور جلا دیتی ہے اگر اللہ کے حکم سے گرمی اور جلانے کی صلاحیت کھو دے تو یہ معجزہ ہوا۔
- ○ .... ڈنڈے سے سانپ نہیں بنتا' مگر اللہ کے حکم سے بن جائے تو یہ معجزہ

ہے۔

○ .... مردہ زندہ نہیں ہوتا، اگر اللہ کے حکم سے ہو جائے تو معجزہ ہے۔

○ .... آدھ سیر کھجوروں سے سینکڑوں انسانوں کا پیٹ نہیں بھرتا، مگر اللہ کے حکم سے ایسا ہو جائے تو یہ معجزہ ہے۔ وغیرہ وغیرہ

ایمان لانے کے لئے معجزہ ضروری نہیں

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ معجزہ، ایمان لانے کا سبب بن جائے۔ لوگ انبیاء سے معجزوں کا تقاضا کرتے تھے۔ اور قسمیں اٹھا کر عہد کرتے کہ معجزہ دیکھ کر ایمان لے آئیں گے۔ لیکن ایسا بہت ہی کم ہوا۔ اکثریت تو معجزات دیکھنے کے بعد بھی اپنی ہٹ پر قائم رہتی۔ وہ انہیں سحر، جادو، نظر بندی اور نہ جانے کیا کچھ کہتے تھے۔ دراصل دلوں پہ پڑے قفل آسانی سے نہیں کھلتے اور ہدایت اسے ہی نصیب ہوتی ہے، جس کے مقدر میں ہو۔

فرعون نے حضرت موسیٰؑ سے معجزہ طلب کیا۔ انہوں نے اللہ کے حکم سے کئی معجزے دکھائے، ہاتھ کو بغل میں دبا کر نکالا تو سورج کی طرح چمکنے لگا، اپنا عصا زمین پر پھینکا تو اژدھا بن گیا۔ فرعون کے درباری جادوگر اللہ کے پیغمبر کے سامنے بے بس ہو گئے اور سجدے میں گر گئے، مگر فرعون کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ بولا

ترجمہ: یہ تو کھلا جادو ہے (النمل۔ ۱۳)

اس کے دل میں نیکی کی رمق نہیں تھی۔ چنانچہ ہدایت نہ پا سکا اور پھر وہ وقت آ گیا کہ ہدایت کی راہیں بند ہو گیں۔ اللہ کی رسی کھنچ گئی اور فرعون حضرت موسیٰؑ کا تعاقب کرتے ہوئے دریائے نیل میں غرق ہو گیا۔

آگے چلیں، حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش بذات خود ایک بہت معجزہ ہے۔ باپ کے بغیر پیدا ہوئے لیکن قوم نے تسلیم نہ کیا اور معجزات کی فرمائش کی۔ انجیل کے بیان کے مطابق حضرت عیسیٰؑ نے بے شمار معجزے دکھائے۔ مگر ڈھاک کے وہی تین پات۔ آپ جب بھی کوئی معجزہ دکھاتے، کفار کہتے کہ ان کے قبضے میں جن اور دیو

ہیں اور ان کی مدد سے ایسے کام کر دکھاتے ہیں۔ ایک دفعہ ایک گونگا آپ کی دعا سے باتیں کرنے کے قابل ہو گیا تو مخالفین نے ایمان لانے کی بجائے مذاق اڑایا کہ یہ کونسی بات ہے۔ اس میں عیسیٰؑ کا کیا کمال ہے۔ یہ تو زبول (۱) دیوتا نے کیا ہے۔

اور آگے چلیں، جناب سرور کونین، حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مبعوث ہوئے کفار نے حسب دستور معجزے مانگے۔ عجیب و غریب مطالبے ہوتے، کہ اکیلے کیوں جان ہلکان کرتے پھر رہے ہو، فرشتوں سے کہو کہ وہ تمہاری گواہی کے لئے آئیں۔ یا یہ کہ اپنے اللہ سے کہہ کر اپنے لئے سونے چاندی کا محل بنوالو۔ پھر کہا کہ درختوں کو چلا کر دکھا اور یہ کہ پتھروں سے کلمہ پڑھاؤ۔

غرض کفار کی جانب سے اس طرح کے کئی بے سروپا مطالبات ہوتے تھے۔ مگر معجزات کو دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے۔ پھر وہی پرانا حربہ استعمال کیا کہ یہ تو جادو ہے۔

تاریخ اور احادیث کی کتب کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ معجزوں سے متاثر ہو کر ایمان لانے والوں کی تعداد بہت ہی کم ہے اور اکثریت ان لوگوں کی تھی، جنہوں نے کسی قسم کی بحث میں پڑے بغیر رسول خدا کی آواز پر لبیک کہا۔ ان کے دلوں میں ایمان کی چنگاری موجود تھی اور یہی بڑھ کر شعلہ بن گئی۔

آئندہ صفحات میں مختلف موضوعات کے تحت حضور سرور کونینؐ کے معجزات کا ذکر کیا جائے گا۔

۱۔ ایک دیوتا کا نام

Marfat.com

دوسرا باب

معراج اور شق قمر

معراج

واقعہ معراج کو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے معجزات میں ایک اہم مقام حاصل ہے۔ ایک ہی رات میں آپؐ مکہ مکرمہ سے چل کر بیت المقدس پہنچے اور پھر آسمانوں کی سیر کی۔ عرش بریں پر گئے، ذات حق سے راز و نیاز ہوئے اور پھر صبح ہونے سے پہلے واپس بھی آ گئے۔

اس واقعہ کی تفصیل یوں ہے کہ آپؐ کو نبوت ملے بارہ برس بیت چکے تھے۔ کفار کے مظالم عروج پر تھے، قبول اسلام تو دور کی بات ہے۔ وہ تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بات تک سننے کے لئے تیار نہ تھے۔ اسی دوران حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے طائف کا سفر کیا۔ کہ شاید وہاں کے لوگ نئے دین کے پشت پناہ بن جائیں، مگر امید بر نہ آئی۔

سخت پریشانی کا عالم تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنا زیادہ وقت عبادت میں گزارتے تھے۔ ایک رات خانہ کعبہ میں دیر تک نماز اور نوافل میں مصروف رہے۔ فارغ ہوئے تو وہیں آنکھ لگ گئی، کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت جبرائیلؑ تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو جگا کر اللہ کا پیغام پہنچایا کہ اپنے پیارے نبی کو عرش پر ملاقات کی دعوت دی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پریشان ہوئے کہ وہاں تک کیسے پہنچا جائے گا۔ جبرائیلؑ بولے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فکر نہ کریں۔ آسمانی سواری براق حاضر ہے۔ بس اللہ کا نام لے کر اس پر سوار ہو جائیں۔ جبرائیل نے براق کی لگام پکڑی اور حضور سوار ہونے لگے تو براق چمکا۔

جبرائیلؑ نے کہا۔ یہ تجھے کیا ہو گیا ہے۔ جانتا نہیں دو جہان کے آقا آج تجھ پر سواری کر رہے ہیں۔

یہ سن کر براق ادب سے کھڑا ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس کی پشت پر سوار ہو گئے۔ حضرت جبرائیلؑ پائیلٹ کے طور پر آگے آگے جا رہے تھے۔ یہ براق بھی عجیب سواری تھی۔ اس قدر تیز رفتار کہ کبھی دیکھی نہ سنی۔ مکہ سے روانہ ہو کر پہلا پڑاؤ مدینہ میں ہوا۔ حضورؐ نے نماز ادا کی ' روانہ ہونے لگے تو جبرائیلؑ نے بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بہت جلد ہجرت کر کے اس شہر میں آنے والے ہیں۔ دوسری منزل کوہ سینا پر تھی ' یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت موسیٰؑ اللہ سے ہم کلام ہوا کرتے تھے۔ تیسری منزل بیت اللحم کی تھی۔ جہاں حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے تھے۔ آخر بیت المقدس جا کر رکے۔ براق کو باندھ کر خانہ خدا کے اندر گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ پہلے زمانوں کے سارے پیغمبر وہاں جمع ہیں' نماز کا وقت ہو رہا ہے اور کسی کا انتظار ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پہنچے تو سبھی نے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی امامت میں نماز ادا کی۔

بیت المقدس سے آسمان کا سفر شروع ہوا۔

جبرائیلؑ اب بھی ہمراہ تھے۔ پہلے آسمان پر پہنچے' جبرائیلؑ نے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی آمد کا اعلان کیا۔ آسمان کے دروازے کھلے۔ یہاں حضرت آدمؑ نے حضور کا اپنے بیٹے کے طور پر بڑے فخر کے ساتھ استقبال کیا۔

دوسرے آسمان پر پہنچے تو حضرت عیسیٰؑ اور حضرت یحییٰؑ سے ملاقات ہوئی۔ تیسرے پر حضرت یوسفؑ ' چوتھے پر حضرت ادریسؑ' پانچویں پر حضرت ہارونؑ' چھٹے پر حضرت موسیٰؑ اور ساتویں پر حضرت ابراہیمؑ سے تعارف ہوا مزید آگے بڑھے تو ایک مقام پر پہنچ کر جبرائیلؑ اچانک رک گئے۔ حضورؐ نے سبب پوچھا تو عرض کی "یا رسول اللہ! یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ میری پہنچ یہیں تک ہے' اگر ایک انچ بھی آگے جاؤں تو اللہ کا نور مجھے جلا کر رکھ دے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بات اور ہے' آپ تو اللہ کے محبوب اور مہمان ہیں۔ آگے آپ اکیلے ہی تشریف لے جائیں گے۔"

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آگے بڑھتے گئے حتیٰ کہ خطیرۃ القدس کا مقام

Marfat.com

آ گیا۔ یہاں اللہ اور نبیؐ کے درمیان صرف دو کمان یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ اللہ کے حضور سلام پیش کیا۔ فوراً ہی جواب ملا۔ مہمان اور میزبان کے درمیان راز و نیاز ہوئے اور میزبان نے اپنے مہمان کو تحفہ کے طور پر پچاس نمازیں عطا کیں۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آپؐ کی امت ہر روز پچاس نمازیں ادا کرے۔

حضورؐ واپس ہوئے۔ ابھی چھٹے آسمان پر ہی تھے۔ کہ حضرت موسیٰؑ سے ملاقات ہو گئی۔ پوچھا کیا تحفہ ملا پچاس نمازوں کا سن کر حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی امت سے پچاس نمازوں کی پابندی نہ ہو سکے گی۔ مجھے اپنی امت کا تلخ تجربہ ہے، چنانچہ ان کے کہنے پر نمازیں کم کرانے کے لئے دوبارہ اللہ کے دربار میں حاضر ہوئے۔ اللہ نے دس نمازیں کم کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت موسیٰؑ کے مشورہ پر پھر اللہ کے حضور حاضر ہوئے۔ حتیٰ کہ فرض نمازیں پانچ رہ گئیں، اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے واضح کر دیا۔ کہ پانچ پڑھنے والوں کو بھی پچاس کا ثواب ملے گا۔ اس سفر کے دوران حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے آسمان کے عجائبات کی سیر کی اور جنت اور دوزخ کا نظارہ بھی کیا۔

واپسی کے سفر میں بیت المقدس پہنچے یہاں پھر تمام پیغمبر موجود تھے۔ فجر کا وقت تھا دوبارہ امامت فرمائی اور براق پر سوار ہو کر مکہ واپس پہنچ گئے۔

بیت المقدس کا نقشہ آنکھوں کے سامنے

معراج سے واپسی ہوئی تو پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے آپ کو خانہ کعبہ میں موجود پایا۔ قبیلہ قریش کے کچھ لوگ بھی وہاں موجود تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان سے معراج کے واقعات کا آغاز کیا۔ تو سخت حیران ہوئے کہنے لگے محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے کوئی نیا شو

Marfat.com

چھوڑا ہے۔ اپنے دین کو پھیلانے کے لئے اب انسانی عقل و فہم سے بعید باتیں کرنے لگ گیا ہے۔ یہ بھلا کیونکر ممکن ہے کہ کوئی شخص شب بھر میں ساتوں آسمانوں کی سیر کر آئے۔ انبیاء اور ملائکہ سے بھی مل آئے اور بیت المقدس سے بھی ہو آئے۔ انہوں نے اسے (نعوذ باللہ) جھوٹ قرار دیا۔

کچھ سیانے لوگوں کو ایک ترکیب سوجھی قریش میں سے بہت سے ایسے لوگ تھے جنہیں ملک شام کی جانب تجارتی سفروں کے دوران بیت المقدس دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ ابھی تک رسولِ خدا کا ادھر سے گزر نہیں ہوا۔ چنانچہ بولے کہ آسمانوں کی باتیں تو آسمانوں والا ہی بہتر جانتا ہے۔ فرشتوں اور نبیوں سے ملاقات کی تصدیق یا تردید کا بھی ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں۔ البتہ بیت المقدس کے بارہ میں چند سوال پوچھیں گے اگر جواب صحیح ہوئے تو آپ کا دعویٰ درست تسلیم کر لیا جائے گا۔

بتائیے کہ بیت المقدس کا نقشہ کیسا ہے اِدھر کفار نے یہ سوال کیا اُدھر اللہ کے حکم سے بیت المقدس کی عمارت کا نقشہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی آنکھوں کے سامنے آ گیا۔ کفار جو پوچھتے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تفصیل سے بتا دیتے تھے۔ جناب رسالتمآب کے اس معجزے نے کفار کو ہلا کر رکھ دیا۔ وہ یہ سوچ سوچ کر پاگل ہوئے جا رہے تھے[۱] کہ رسولِ خدا کا گزر کبھی بیت المقدس کے پاس سے بھی نہیں ہوا اور وہ ایک ایک بات یوں کھول کر بیان فرما رہے ہیں کہ گویا سب کچھ آنکھوں کے سامنے ہو۔ ان عقل کے اندھوں کو کیا معلوم تھا کہ واقعی اللہ تبارک و تعالےٰ اپنے پیارے بندے اور رسولؐ کی آنکھوں کے سامنے بیت القدس کو کھول کر پھیلا دیا تھا۔

۱۔ صحیح بخاری

شق قمر

سورج، چاند، ستارے اللہ کی نشانیاں ہیں اور اسی کے حکم کے تابع ہیں۔ ان کی گردش اور طلوع و غروب ایک نظام کے تحت ہے۔ جس میں کبھی رخنہ نہیں پڑتا۔ مگر اللہ نے اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو وہ مقام فرمایا کہ قدرت کی یہ نشانیاں بھی آپؐ کی اطاعت کرنے لگیں۔

شق القمر، رسول خدا کا ایک اہم معجزہ ہے۔ کہ کس طرح چاند آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حکم سے دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔

اعلان نبوت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے قریش مکہ کو اسلام کی دعوت دی، تو وہ آپ کے خون کے پیاسے ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آپؐ کے ساتھیوں پر ظلم و ستم کی انتہا کر دی۔ نہ صرف خود آپ کی تعلیمات پر کان نہ دھرتے بلکہ دوسروں کو بھی ایسا کرنے سے منع کرتے۔ حج کے دنوں میں دور دراز سے لوگ مکہ میں جمع ہوتے، حضور صلی اللہ و آلہ وسلم موقع غنیمت جانتے ہوئے ان سے ملتے اور انہیں دین اسلام قبول کرنے پر آمادہ کرتے۔ مخالفین یہاں بھی آپؐ کا پیچھا نہ چھوڑتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پیچھے ان لوگوں کے پاس پہنچ جاتے اور انہیں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بات نہ سننے کی تلقین کرتے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دشمنوں کی ان حرکتوں کی پرواہ کئے بغیر باہر سے آنے والے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے رہتے۔

ہجرت سے کوئی پانچ سال پہلے کا واقعہ ہے کہ حج کے موقع پر مکہ میں جشن کا سماں تھا۔ دور و نزدیک سے آنے والے قبائل نے حرم کے گرد و نواح میں ڈیرے ڈال رکھے تھے۔ ہر قسم کی مشرکانہ رسوم ادا کی جا رہی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم موقعہ غنیمت جانتے ہوئے زائرین کے خیموں میں تشریف لے گئے اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔ اس کام سے فارغ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم گھر کی طرف آ رہے تھے۔ کہ راستے میں ابو جہل اور اس کے ساتھیوں

سے ملاقات ہو گی۔ ابو جہل نے دیکھتے ہی مذاق کے انداز میں کہا "اے محمد ابن عبداللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)تم باہر سے آئے ہوئے لوگوں کو تو چپکے چپکے اپنے دین کی طرف بلاتے ہو لیکن ہمیں کچھ نہیں بتاتے۔"

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا "میں تو سب کچھ بتانے کے لئے تیار ہوں لیکن تم لوگ سنتے ہی نہیں ہو۔"

ابو جہل کے ساتھیوں میں سے ایک نے کہا "ایسے ہی کیوں کر سنیں۔ کوئی نشانی یا معجزہ دکھاؤ تو بات بھی ہے۔ حرم پاک کے پاس جس وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور مشرکوں میں یہ مکالمہ ہو رہا تھا' تو رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی۔ آسمان پر چودھویں کا چاند پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ ابو جہل نے بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا اگر آپ آسمان پر چمکنے والے چاند کو دو ٹکڑے کر دیں' تو ہم آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو سچا نبی مان لیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا دین قبول کر لیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے آنکھ اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا تو اللہ کے حکم سے چاند دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا جو چند لمحوں بعد پھر سے جڑ گئے۔

ابو جہل اور اس کے ساتھی یہ منظر دیکھ کر بے حد حیران ہوئے' چاہیے تو یہ تھا کہ یہ معجزہ دیکھنے کے بعد وعدے کے مطابق مسلمان ہو جاتے۔ لیکن ان کے دلوں پر تو تالے پڑے ہوئے تھے۔ ابو جہل فوراً بولا "محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) واقعی تم بہت بڑے جادوگر ہو، تم نے ہماری نظر بند کر دی اور ہماری آنکھوں نے دھوکہ کھایا۔

عزیز دوستو! حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہ معجزہ صرف مکہ والوں ہی نے نہیں دیکھا بلکہ دور دراز کے رہنے والے لوگوں نے بھی اس کی تصدیق کی۔ اس واقعہ کے کئی روز بعد ایک تجارتی قافلہ مکہ پہنچا تو قافلہ والوں نے بتایا کہ یہاں سے کئی میل دور انہوں نے بھی چاند کو دو ٹکڑوں میں تقسیم ہوتے دیکھا۔

یہی نہیں بلکہ ہندوستان کے ایک ہندو راجے کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ

Marfat.com

اس رات اپنے محل کی بالکونی میں بیٹھا تھا کہ اچانک چاند کے دو ٹکڑے ہوتے دیکھ کر پریشان ہو گیا۔ درباری نجومی کو طلب کر کے وجہ پوچھی تو اس نے حساب لگا کر بتایا کہ یہ ملک عرب میں پیدا ہونے والے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے معجزے کے سبب سے ہے۔ تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ راجے نے اپنے ایک درباری کو اس اطلاع کی تصدیق کے لئے عرب بھی بھیجا جو وہاں جا کر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہاتھ پر اسلام لایا۔

Marfat.com

تیسرا باب

پیشین گویاں

عام انسان کوتاہ نظر ہوتا ہے۔ اُسے آنے والے کل کا کچھ علم نہیں ہوتا۔ مگر پیغمبروں کا معاملہ مختلف ہے۔ انہیں ذات حق اپنے خصوصی علم کا ایک حصہ عطا کر کے بہت سے رازوں سے پردہ اٹھا دیتی ہے اور پیغمبروں کے امام' جناب سرور کونین حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مقام تو سب سے افضل ہیں۔ قدرت نے اُن کی نظر کو بے حد وسعت بخشی ابتدائے آفرینش سے لے کر دنیا کے ختم ہونے کے بلکہ اس کے بعد کے حالات وواقعات ان کی نظروں کے سامنے مجسم کر دیئے۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے اس خصوصی علم کی بدولت بعض اوقات آنے والے واقعات کے بارے میں بتا دیا کرتے تھے اور یہ پیشین گویاں حرف بحرف پورا ہوتی تھیں۔ آپؐ نے اپنی بعض پیشین گویوں میں تو سینکڑوں سال بعد ہونے والے واقعات کا ذکر کیا ہے اور بعض واقعات تو زمانہ حال میں رونما ہو رہے ہیں اور انسانی عقل اس راز کو سمجھنے سے قاصر ہے کہ چودہ سو سال پہلے موجودہ دور کے حالات وواقعات کی کیونکر خبر ہو گئی۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیشین گویوں کے باب کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

ا) پیشین گویاں (عمومی)

ب) پیشین گویاں (بسلسلہ عہد جدید)

Marfat.com

پیشین گوئیاں

(عمومی)

(۱)

ازل سے ابد تک کی خبر

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نماز فجر کے بعد اکثر پند و نصائح پر مشتمل مختصر سی تقریر فرمایا کرتے تھے اور سورج نکلنے کے ساتھ ہی عام طور پر مجلس برخاست ہو جایا کرتی تھی۔ لیکن ایک روز خلاف معمول اس نشست نے اس قدر طول پکڑا کہ ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ ظہر ادا ہوئی تو تقریر کا سلسلہ پھر سے جاری ہو گیا اتنے میں عصر آ گئی، نماز ادا کی گئی اور تقریر کا تسلسل پھر سے قائم ہوا، جو مغرب تک جاری رہا۔

اس طویل خطبے میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے آغاز آفرینش سے لے کر قیامت تک کے تمام حالات و واقعات اور آثار بیان فرما دیئے انسانی حافظے اور ذہن کی ایک حد ہوتی ہے۔ اتنی ساری باتیں لوگوں کے ذہن میں محفوظ نہ رہ سکیں۔ کچھ یاد رہیں، کچھ بھول گئیں اور بعض کی کیفیت تو خواب سی ہو گئی۔

وقت گزرتا گیا مگر صحابہ کرام کا بیان ہے کہ ان کی زندگیوں میں جو بھی واقعہ پیش آتا انہیں معلوم ہو جاتا تھا کہ یہ تو جناب رسالت مآبؐ نے پہلے ہی بیان فرما دیا تھا اور کیفیت کچھ ایسی ہوتی تھی کہ جیسے کسی شخص کی شکل ذہن سے اتر جائے اور اس کے سامنے آتے ہی پچھلے تمام حالات و واقعات پھر سے یاد آ جائیں۔ گویا کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے، صحابہ کرام کو وہ سب کچھ بتا دیا جو ان کی زندگیوں

میں اور اس کے بعد پیش آنے والا تھا۔[۱]

(۲)

جو چاہو، سو پوچھو

انسان کو اپنے ماضی اور مستقبل کے بارے میں جاننے کا بہت اشتیاق ہوتا ہے اور وہ ایسے اشخاص اور مواقع کی تلاش میں رہتا ہے کہ اس کا یہ شوق پورا ہو سکے، گو قدرت نے اپنے بہت سے اسرار رموز حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر آشکارا کر دیئے تھے، مگر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس سلسلے میں عوام الناس کی حوصلہ افزائی نہیں فرمائی۔

اسلام کے ابتدائی دنوں میں جبکہ دین نے بعض لوگوں کے دلوں میں مضبوطی سے جڑ نہیں پکڑی تھی، کئی شخص حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے طرح طرح کے سوال پوچھا کرتے تھے، مقصد آزمائش ہوتی تھی۔ مستقبل کے بارے میں تو کوئی شخص نہیں جانتا، البتہ ماضی کا علم ہوتا ہے۔ لہٰذا بیشتر سوال ماضی کے حوالے سے ہوتے تھے۔

چنانچہ ایک روز آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خطبہ دے رہے تھے کہ پچھلی صفوں میں کھسر پھسر شروع ہو گئی۔ وجہ پوچھی تو پتہ چلا کہ کچھ لوگ چند سوال پوچھنا چاہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مداخلت ناگوار گزری، جوش میں آ گئے۔ فرمایا "سلونی عما شئتم"

ترجمہ: جو چاہو مجھ سے پوچھ لو۔

ایک شخص اٹھ کھڑا ہوا بولا میرا باپ کون ہے۔ فرمایا حذافہ۔

۱۔ صحیح مسلم، باب الاخبار النبیؐ

Marfat.com

دوسرا اٹھا اور یہی سوال دہرایا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جواب دیا تمہارا باپ سالم غلام شیبہ ہے۔

یہ سن کر اس کی تو سٹی گم ہو گئی۔

اور آپؐ نے بار بار فرماتے جاتے تھے "پوچھو مجھ سے 'پوچھو مجھ سے' جو چاہتے ہو مجھ سے پوچھو"

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہ رنگ دیکھ کر حضرت عمر فاروقؓ اپنی جگہ سے اٹھے۔ ہاتھ باندھ کر عرض کی یا رسول اللہ! یہ ناسمجھ لوگ ہیں۔ بیشک ہم اللہ کو اپنا پروردگار، محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اپنا رسول اور اسلام کو اپنا پسندیدہ دین سمجھتے ہیں!

صحابہ بیان کرتے ہیں کہ اس واقعہ کے کافی دیر بعد تک بھی حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طبیعت متغیر رہی۔

(۳)

کلید کعبہ کے بارے میں پیشین گوئی

ہجرت سے کچھ عرصہ پہلے کا ذکر ہے کہ ایک دن حضور حرم پاک تشریف لے گئے چاہا کہ کعبہ کے اندر داخل ہونے کی سعادت حاصل کریں۔ مگر دروازہ مقفل تھا۔ کلید بردار عثمان بن طلحہ کی تلاش ہوئی تو قریب ہی مل گیا۔ مگر دروازہ کھولنے پر آمادہ نہ ہوا بولا کعبہ کا دروازہ پیر اور جمعرات کے دن کھلتا ہے اور آج ممکن نہیں ہے۔

رسول خدا نے فرمایا عثمان! انکار نہ کر، وہ دن دور نہیں کہ کعبہ کی کنجی ہمارے قبضہ میں ہو گی اور ہم جسے چاہیں گے دیں گے۔

صحیح بخاری کتاب العلم

عثمان بن طلحہ نے یہ سنا تو دل نے گواہی دی کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زبان سے نکلی ہوئی بات کبھی غلط نہیں ہو سکتی۔ ایسا یقیناً ہو کر رہے گا۔ اندر سے کانپ گئے اور آپؐ کی خواہش کے احترام میں دروازہ کھول دیا۔

پھر وہ دن بھی آ گیا مکہ فتح ہوا۔ محبوب خدا کی پیش گوئی پوری ہو گی۔ عثمان بن طلحہ اور کعبہ کے دوسرے خدمتگار خدمت نبوی میں حاضر تھے۔ حضرت علیؓ نے آگے بڑھ کر کعبہ کی کنجی اٹھا لی اور عرض کی۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یہ ہمیں عطا ہو تاکہ حاجیوں کو پانی پلانے کے ساتھ ساتھ کعبہ کی حفاظت کا شرف بھی ہمیں حاصل ہو جائے۔

ارشاد ہوا۔ نہیں، یہ اعزاز ہمیشہ عثمان بن طلحہ کے پاس رہے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی یہ پیشین گوئی بھی درست نکلی اور آج تک کعبہ کی چابی عثمان بن طلحہ کے خاندان میں چلی آ رہی ہے۔

۴

ابو صفوان کے قتل کی پیشگی اطلاع

مسلمان ہجرت کر کے مدینہ منورہ گئے تو یہ شہر ان کے لئے دارالامان بن گیا۔ اب کفار مکہ آسانی سے ان تک نہیں پہنچ سکتے تھے۔ زمانے کے ستائے ہوئے مسلمانوں کو چین نصیب ہوا اور اللہ کے دین کا بول بالا ہونے لگا کفار مکہ کو یہ صورت حال قطعی ناقابل قبول تھی۔ چنانچہ مسلمانوں کو نابود کرنے کے لئے مدینہ پر چڑھائی کی تیاریاں کرنے لگے اور پہلا معرکہ بدر کے میدان میں ہوا۔

غزوہ بدر سے کئی ماہ پہلے کا ذکر ہے کہ مدینہ کے ایک انصاری رئیس حضرت سعدؓ کسی کام کی غرض سے مکہ گئے اور ایک قریشی سردار ابو صفوان کے مہمان ہوئے۔

28591

Marfat.com

طواف کعبہ کا ارادہ کیا تو میزبان بھی ہمراہ ہو لئے، مبادا کفار مکہ شرارت کریں۔ حضرت سعدؓ طواف میں مشغول تھے کہ ابو جہل ادھر آنکلا، ایک مسلمان کو یوں بے خطر طواف کرتے دیکھ کر آگ بگولہ ہو گیا۔

بولا تم لوگ منہ اٹھائے طواف کرنے چلے آتے ہو۔ حالانکہ تم نے بے دینوں (مسلمانوں) کو اپنے ہاں پناہ دے رکھی ہے اور سمجھتے یہ ہو کہ اس فعل سے اپنے اللہ کو راضی کر رہے ہو۔ خدا کی قسم! اگر آج تم ابو صفوان کے ساتھ نہ ہوتے تو زندہ و سلامت گھر نہیں جا سکتے تھے۔

حضرت سعدؓ نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ بولے تم یہ خیالِ خام دل سے نکال دو۔ ہمیں طواف سے کوئی نہیں روک سکتا اور اگر تم نے یہ حرکت کی تو یاد رکھو تمہارے تجارتی قافلے مدینے کی راہ سے نہ گزر سکیں گے۔

ابو صفوان کو حضرت سعدؓ کی یہ جُرأت ناگوار گزری، ابو جہل کی طرف اشارہ کر کے بولا۔

سعدؓ! یہ مکہ کے سرکردہ رئیس ہیں۔ آپ کو ان کے ساتھ اس انداز میں گفتگو نہیں کرنا چاہئے تھی۔

حضرت سعدؓ کا جوش دیدنی تھا۔ بولے 'صفوان! تم اپنی حدود میں رہو' زیادہ معتبر بننے کی ضرورت نہیں۔ میں نے اپنے پیارے نبی جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ تمہارے دن تھوڑے ہیں اور تم عنقریب مسلمانوں کے ہاتھوں مارے جاؤ گے۔

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیش گوئی کا سن کر صفوان کانپ اٹھا۔ زبان رسالت سے نکلی ہوئی بات کا اس قدر یقین تھا کہ حضرت سعدؓ سے پوچھنے لگا کیا مسلمان مجھے یہاں آ کر ماریں گے۔ سعدؓ بولے۔ اس سلسلے میں تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

غرض حضرت سعدؓ وطن لوٹ آئے۔ کفار کی تیاریاں زور پکڑ گئیں اور اس واقعہ سے چند ہی ماہ بعد پوری تیاری کے ساتھ مدینہ کی جانب چلے۔ ابو صفوان کا معاملہ

Marfat.com

بہت نازک تھا۔ دل میں جناب رسالت مآبؐ کی پیش گوئی کی کھٹک تھی۔ لاکھ بہانے کئے کہ کسی نہ کسی طریقے سے مہم میں شرکت سے بچا رہے، مگر ابو جہل نے ایک نہ چلنے دی۔ بولا "تو گویا تم بھی بے دینوں کے چکر میں آ گئے۔"

ابو صفوان گھر سے روانہ ہوا تو بیوی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی پیشین گوئی یاد دلائی۔ بولا مجھے سب یاد ہے۔ مگر کیا کروں قوم کے ہاتھوں بے بس ہو گیا ہوں۔ البتہ ایک بات کہے دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ غلط نہیں ہو سکتے اور مجھے زندہ مکہ لوٹنا نصیب نہیں ہو گا۔

چنانچہ بدر کا معرکہ تمام ہوا تو دیکھنے والوں نے دیکھا کہ کفار کے ستر مقتولین میں ابو صفوان بھی شامل ہے۔

آخر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی زبان سے نکلی ہوئی بات کیوں کر غلط ثابت ہو سکتی تھی![1]

۵

مقتل کی خبر

غزوہ بدر سے پہلے کفار مکہ کی تیاریوں کی اطلاع مسلمانوں تک پہنچی تو وہ قدرے پریشان ہوئے۔ دنیوی اعتبار سے دیکھیں تو ان کی پریشانی بجا بھی تھی۔ بالغ مسلمانوں کی تعداد کسی صورت تین سو سے زائد نہ تھی اسلحہ اور دیگر جنگی ساز و سامان بھی کچھ زیادہ نہیں تھا۔ اور سواری کے جانوروں کی تعداد بھی نہ ہونے کے برابر۔

اُدھر مکہ سے آئے دن پریشان کن خبریں آ رہی تھیں۔ کسی دن خبر آتی کہ ہزار سے زائد جنگجو مدینہ پر چڑھائی کرنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ کبھی اطلاع ملتی کہ تمام کے تمام سر سے پاؤں تک لوہے میں غرق ہیں۔ کبھی ان کے گھوڑوں کی برق

۱۔ صحیح بخاری کتاب المغازی

Marfat.com

رفتاری کے چرچے ہوتے تو کبھی ان کے ہتھیاروں کی برتری کے قصے سننے میں آتے تھے۔

مسلمان اپنی کم تعداد اور بے سرو سامانی کے باوجود جذبہ جہاد سے سرشار تھے۔ اسلامی لشکر کا ایک ایک سپاہی اللہ کی راہ میں کٹ مرنے پر تلا بیٹھا تھا۔ مگر کفار کی عددی برتری اور بے پناہ تیاریاں کسی حد تک اثرانداز ضرور ہو رہی تھیں۔ اور بعض مسلمان سہمے سہمے سے تھے۔

حضور سرور کونینؐ نے یہ صورت حال دیکھی تو مسلمانوں کو فتح کی پیشگی بشارت دی۔ یہی نہیں بلکہ ان کے حوصلے مزید بلند کرنے کی غرض سے میدان بدر میں تشریف لے گئے اور فرمایا کہ کفر اور اسلام کا پہلا معرکہ اس میدان میں ہوگا ستر کفار اس لڑائی میں مارے جائیں گے' اور حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے صحابہ کو ایک ایک کافر کا نام لے کر اس کا مقتل دکھایا۔

اس واقعہ سے مسلمانوں کے حوصلے بہت بڑھ گئے اور بڑی بے تابی سے کفار کے لشکر کا انتظار کرنے لگے' آخر وہ دن آگیا۔ میدان بدر میں ٹھیک ستر کفار قتل ہوئے اور لطف کی بات یہ ہے کہ ہر کسی کی نعش عین اس جگہ سے ملی جہاں حضور سرور کائناتؐ بتا چکے تھے!

⑥

سہیل بن عمرو کے متعلق پیشگوئی

سہیل بن عمرو قریش کا مشہور سردار تھا۔ اپنی فصاحت' بلاغت اور زباندانی کی وجہ سے پورے عرب میں پہچانا جاتا تھا۔ فن تقریر میں خاص مہارت رکھتا تھا اور زمانہ جاہلیت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور صحابہ کرام کے خلاف بدزبانی اور یاوہ گوئی اس کے خاص موضوعات تھے۔ بدر کا معرکہ ہوا تو اس

۱۔ صحیح مسلم' غزوہ بدر

Marfat.com

کی جوشیلی تقریروں نے جلتی پرتیل کا کام کیا، ہر کوئی مسلمانوں کو تہس نہس کرنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا کفار کو شکست ہوئی اُن کے ستر سُور مے مارے گئے اور اتنے ہی گرفتار ہوئے گرفتار ہونے والوں میں سہیل بن عمرو بھی شامل تھا۔ قیدی دربار رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں پیش کئے گئے تو عمرو کو دیکھتے ہی حضرت عمرؓ بھڑک اٹھے' ماضی کی بدتمیزیاں یاد آ گئیں تلوار سونت کر کھڑے ہو گئے۔

عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اجازت ہو تو اس گستاخ کے دانت توڑ دوں۔

ارشاد ہوا عمرؓ! ہرگز نہیں عنقریب عمرو میں وہ انقلاب آئے گا۔ کہ تمہاری طبیعت خوش ہو جائی گی۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا عمرو اسلام لائے تو ان کی خطابت اسلام کا سرمایہ بنی۔ اب سارا زور اسلام کی تبلیغ اور ترقی پر صرف ہونے لگا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رحلت اور حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت کی خبر مکہ پہنچی تو حضرت عمروؓ کے جادو اثر خطبے نے مسلمانوں کی ڈھارس بندھائی اور انہیں یہ غم سہنے کا حوصلہ بخشا![1]

دین کی اس خدمت پر حضرت عمروؓ کو عمر فاروقؓ سمیت کئی صحابہ نے مبارک باد دی اور یوں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیشین گوئی پوری ہوئی۔

۷

گھر میں شہادت

۱۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی' مدارج النبوت حصہ اول ص ۳۸۶

Marfat.com

غزوہ بدر کے لئے تیاریاں شروع ہوئیں تو مسلمانوں کا جوش دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ بچے 'بوڑھے' جوان سبھی جذبہ جہاد سے سرشار تھے۔ مرد تو مرد عورتیں بھی کسی سے پیچھے نہ تھیں۔ بعض نے تو خود کو جہاد کے لئے پیش بھی کر دیا۔

انہیں میں صحابیہ اُمّ ورقہؓ بھی تھیں۔ خدمت رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی۔

یارسول اللہ! شہادت کی خواہش رکھتی ہوں۔ جہاد میں شرکت کی اجازت مرحمت ہو' تاکہ دل کی مراد بر آئے۔

ارشاد ہوا! اُمّ ورقہؓ میدان میں جانے کی کیا ضرورت ہے۔ گھر ہی میں رہو۔ تمہیں وہیں شہادت نصیب ہوگی۔

چنانچہ اپنے بارے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیشین گوئی سن کر پھولے نہیں سماتی تھیں۔ ہر کسی سے ذکر کرتی تھیں اور تو اور' اپنے آپ کو بڑے فخر سے شہیدہ بھی کہلانا شروع کر دیا۔

لوگوں نے وجہ پوچھی' تو بولیں۔ حبیب خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زبان سے نکلے ہوئے لفظ ہیں۔ ایک دن پورے ہوں گے۔ تو میں اس سعادت سے ابھی ہی سے حصہ کیوں نہ لینا شروع کر دوں۔

خاتون گھر میں تنہا رہتی تھیں۔ کام کاج کے لئے ایک غلام اور لونڈی رکھے ہوئے تھے۔ یونہی وقت گزرتا گیا۔ حتیٰ کہ حضرت عمر فاروقؓ کا عہد آ گیا۔ ایک شب غلام اور لونڈی کے دل میں نہ جانے کیا آئی کہ بڑی بی کو گلا دبا کر ہلاک کر دیا اور یوں مدتوں بعد حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیشین گوئی پوری ہوئی اور اُمّ ورقہ شہیدہ بنیں۔

۱۔ سنن ابی داؤد

Marfat.com

۸

تین پیش گویاں

عزیز دوستو! آپ حاتم طائی کے نام سے واقف ہوں گے۔ عرب کے قبیلہ طےَ کا یہ شخص اپنی سخاوت کی وجہ سے بے پناہ شہرت رکھتا تھا۔ اور اس کی سخاوت ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔

اِسی حاتم کے ایک صاحب زادے تھے۔ عدی بن حاتم۔ وہ اسلام لائے اور صحابی رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بنے۔ ایک دن حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ دو شخص آئے سخت پریشان دکھائی دے رہے تھے۔ حضورؐ نے وجہ پوچھی تو ایک بولا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کیا عرض کروں فلاں جگہ سے آیا ہوں، پورا علاقہ چوروں اور ڈاکوؤں کی آماجگاہ بنا ہوا ہے۔ مال و اسباب لُٹ جاتا ہے اور لوگ مارے خوف کے گھروں میں دبک کر رہ گئے ہیں۔ دوسرے نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھوک و افلاس نے برا حال کر دیا ہے۔ نوبت فاقوں تک پہنچ گئی ہے جسم و جان کا رشتہ برقرار رکھنا محال ہو رہا ہے۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کی باتیں سنیں تو حضرت عدیؓ کی طرف متوجہ ہوئے۔

پوچھا کیوں عدیؓ! تم نے حیرہ دیکھا ہے۔"

حضرت عدیؓ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! دیکھا تو نہیں لیکن محل وقوع سے آگاہ ہوں'

ارشاد ہوا۔" اگر تم زندہ رہے تو دیکھو گے کہ حیرَہ سے ایک ہودج نشین عورت چل کر خانہ کعبہ کا طواف کرے گی اور اس کو خدا کے سوا کسی کا خوف نہ ہو گا۔

۱۔ حیرہ: ملک شام کی سرحد پر واقع ایک جگہ

Marfat.com

پھر فرمایا" اگر تم زندہ رہے تو دیکھو گے کہ کسریٰ کا خزانہ فتح کر لیا جائے گا۔"

مزید فرمایا اگر تمہاری زندگی نے وفا کی' تو دیکھو گے کہ ایک شخص مٹھی بھر سونا چاندی لے کر نکلے گا کہ کسی کو خیرات دے لیکن دولت کی کثرت کا یہ عالم ہو گا کہ کوئی لینے والا نہ ہو گا۔[۱]

حضرت عدیؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ باتیں سنیں تو سخت تعجب ہوا کہ عرب معاشرے میں اس قدر حیرت ناک تبدیلی کیسے آ جائے گی۔ اپنے قبیلہ طے کے ڈاکوؤں کے بارے میں تو انہیں خاص طور پر کھٹکا تھا کہ وہ اپنی مجرمانہ سرگرمیاں کیونکر ترک کریں گے۔ لوٹ مار جن کا پیشہ تھا اور جنہوں نے سارے ملک عرب میں آگ لگا رکھی تھی۔

لیکن یہ انقلاب انہوں نے اپنی آنکھوں کے سامنے برپا ہوتے ہوئے دیکھا۔ واقعی اکیلی خاتون ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک بے دھڑک سفر کر سکتی تھی۔ اسے کسی قسم کا خوف و خطرہ نہ ہوتا تھا چوری' ڈاکے کا تو نام و نشان تک ختم ہو گیا۔ انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ کسریٰ کی سلطنت مسلمانوں نے فتح کی اور اس کا خزانہ مال غنیمت بنا۔ حضرت عدیؓ بنفس نفیس اس مہم میں شریک تھے۔ البتہ تیسری پیش گوئی حضرت عدیؓ کی زندگی میں پوری نہ ہو سکی مگر آنے والی نسلوں نے دیکھا کہ بنو امیہ کے زمانے میں مسلمانوں کے ہاں مال و زر کی کثرت کا یہ عالم تھا کہ صدقہ و خیرات قبول کرنے والا ڈھونڈے سے نہیں ملتا تھا۔

عزیز دوستو! یوں ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ساری پیشین گوئیاں پوری ہوئیں۔

(۹)

خسرو کی سلطنت پارہ پارہ ہو گئی

۱۔ صحیح بخاری باب علامات النبوہ

Marfat.com

٦ھ میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دنیا کے بڑے بڑے بادشاہوں کو تبلیغی خط لکھ کر اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ عرب کے دستور کے مطابق خط میں پہلے بھیجنے والے کا نام اور پھر مکتوب الیہ کا نام آتا تھا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہی انداز اختیار کیا۔

ایران کے بادشاہ خسرو پرویز کے پاس یہ خط پہنچا تو دیکھتے ہی آگ بگولا ہو گیا۔ بولا میرا غلام ہو کر مجھے یوں مخاطب کرتا ہے۔ اس کی یہ جرات میں ابھی اسے مزہ چکھاتا ہوں۔

نامہ مبارک پھاڑ ڈالا اور اسی وقت یمن کے گورنر امیر باذان کو حکم دیا کہ نبوت کے اس دعویدار کو گرفتار کر کے فی الفور میرے سامنے پیش کرو۔

چنانچہ امیر باذان نے اپنے دو آدمی اس حکم کے ساتھ مدینہ منورہ روانہ کیے۔ دونوں دربار رسالت میں پہنچے اپنے حاکم کا پیغام پہنچایا تو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تبسم کیا اور فرمایا "تم کس بھول میں ہو تمہارا بادشاہ خسرو پرویز تو اپنے بیٹے کے ہاتھوں مارا گیا اور میں نے اس کی سلطنت کو ٹکرے، ٹکرے کر دیا۔"

قاصد یہ جواب سن کر سخت حیران ہوئے یمن واپس پہنچے تو سب اطلاعات کی تصدیق ہو گئی۔ کہ واقعی جس دن وہ دربار رسالت میں حاضر ہوئے تھے اسی دن خسرو ہلاک ہوا۔ اس کا قاتل اس کا بیٹا شیرویہ تھا۔ جس نے باپ کے علاوہ اپنے سترہ بھائیوں کو بھی قتل کرا دیا تھا۔

یمن کے گورنر باذان کو ان تفصیلات کا علم ہوا تو دل نے گواہی دی کہ بے شک محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، چنانچہ اپنے دو بیٹوں کے ہمراہ خدمت نبوی میں حاضر ہو کر ایمان لے آیا۔

اور ایران کی سلطنت کے بارے میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رض کے عہد

Marfat.com

میں ایران فتح ہوا۔ اور مسلمانوں کی حکومت ایرانی سلطنت کے پایہ تخت تک پہنچ گئی۔[۱]

(۱۰)

مال واسباب کی بشارت

حضرت جابرؓ ایک معروف صحابی ہو گزرے ہیں۔ طویل عمر پائی۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد بھی ایک عرصہ تک زندہ رہے۔

ایک روز حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان کے گھر تشریف لے گئے حضرت جابرؓ خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے۔ جناب رسالت مآبؐ کی نشست کے لئے ایک عمدہ سا بچھونا نکال کر لائے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت جابرؓ کی وارفتگی سے بہت محظوظ ہوئے۔ فرمایا جابرؓ! کیا تمہارے گھر کوئی قالین بھی ہے۔ عرض کی۔ یا رسول اللہ! ہمارے ہاں قالین کہاں۔ یہ تو امارت کی نشانی ہے۔ فرمایا جابرؓ! وہ وقت آنے والا ہے کہ تم قالینوں اور عمدہ فرشوں پر بیٹھو گے۔

بات آئی گئی ہو گئی۔ وقت گزرتا گیا۔ حضور سرور کونینؐ رحلت فرما گئے اسلامی فتوحات کا سلسلہ دراز ہوا' نئے نئے علاقے مسلمانوں کے زیر اثر آنے لگے۔ مال واسباب کی بھی کوئی کمی نہ رہی۔ حضرت جابرؓ کو بھی ان نعمتوں سے حصہ ملا۔ گھر میں قالین بھی آ گیا اور 'اور بھی بہت کچھ۔ مگر جب قالین بچھتا' بیٹھنے سے گریز کرتے۔ دل میں کسک سی پیدا ہوتی۔ کہ ہمارے آقا و مولاؐ نے تو زندگی مشکلات میں گزار دی اور ہم نت نئی نعمتوں سے بہرہ افروز ہو رہے ہیں! بیوی سے قالین سمیٹ دینے کو کہتے تو وہ کہتیں ایسا نہ کریں یہ تو رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیشین گوئی ہے۔[۲]

۱۔ شبلی نعمانی' سیرۃ النبی جلد اول ۱۔ صحیح بخاری باب علامات النبوۃ

Marfat.com

(۱۱)

فتوحات کی بشارت

غزوہ خندق کے دوران خندق کھودی جارہی تھی کہ ایک بہت بڑا پتھر راہ میں حائل ہوگیا۔ صحابہ نے پورا زور لگا لیا مگر وہ ٹوٹنے کا نام ہی نہیں لیتا تھا۔ جب سب تھک ہار گئے تو مسئلہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں رکھا گیا۔ آپؐ تشریف لے گئے اور کدال کی تین ضربوں سے اسے ریزہ ریزہ کر دیا۔ ہر ضرب کے بعد چنگاری سی اڑتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہر بار نعرہ لگاتے تھے۔

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۚ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ

هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ (الانعام - ۱۱۵)

ترجمہ: اور تیرے پروردگار کی باتیں سچائی اور انصاف کے ساتھ پوری ہوئیں۔ اس کی باتوں کو کوئی بدل نہیں سکتا اور وہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔

صحابہ دم بخود کھڑے تھے ان کی آنکھوں کے سامنے ایک واضح معجزہ رونما ہورہا تھا ہر ضرب کے ساتھ اس آیت کو پڑھنے کی حقیقت کو نہ سمجھ سکے تو وضاحت چاہی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں نے پہلی ضرب ماری تو قدرت نے کسریٰ[1] کے تمام شہر اور علاقے میرے سامنے کر دیئے یہاں تک کہ میں نے انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

حاضرین نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! دعا فرمائیں کہ وہ فتح ہوں، آپؐ نے دعا فرمادی۔

دوسری ضرب کے بارے میں فرمایا کہ اس کے لگانے پر قیصر[2] کے تمام شہر اور آبادیاں میری آنکھوں کے سامنے لائے گئے۔

صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ان کے لئے بھی دعا فرمائیں۔ کہ فتح ہوں سر

۱۔ اُس زمانہ کی سلطنت ایران ۲۔ اُس زمانہ کی سلطنت روم

Marfat.com

کار دو جہاںؐ نے آمین کہا۔

تیسری ضرب کے متعلق فرمایا کہ اس کے بعد حبشہ کے تمام گاؤں، شہر اور علاقے میری نظروں کے سامنے تھے اور حبشہ کے متعلق فرمایا کہ جب تک وہ لوگ تمہارے ساتھ چھیڑ چھاڑ نہ کریں، ان کے معاملات میں دخل نہ دینا اور ترکوں کے بارے میں بھی یہی رویہ روا رکھنا۔

تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی یہ پیشین گویاں حرف بحرف پوری ہوئیں اور مسلمانوں نے قیصرو کسریٰ اور حبشہ کی سلطنتوں کو فتح کیا۔

(۱۲)

اپنی وفات کی اطلاع

حجۃ الوداع سے واپسی پر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بیمار پڑ گئے۔ مرض میں روز بروز شدت آ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ زہراؑ اکثر عیادت کے لئے آتیں اور دیر تک خدمت میں حاضر رہتیں۔ ربیع الاول ۱۰ھ کی ابتدائی تاریخوں کا ذکر ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جناب فاطمہ الزہراؑ کو پاس بلایا اور کان میں کوئی بات کہی۔ جسے سن کر وہ رونے لگیں۔ تھوڑی دیر کے بعد ان سے ایک اور بات کہی تو وہ ہنس پڑیں۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ بھی حاضر خدمت تھیں۔ صاحب زادیٔ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو یوں ہنستے اور روتے دیکھ کر حیران ہوئیں۔ جناب سیدہؑ سے وجہ دریافت کی تو بولیں یہ رسول اللہ کا راز ہے۔ میں فی الحال ظاہر نہیں کر سکتی۔ چند دنوں پر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وفات پا گئے، تو حضرت عائشہؓ نے پھر ایک دن حضرت فاطمہ زہرا سے وہی سوال کیا حضرت سیدہؑ نے جواب دیا

۱۔ سنن نسائی، کتاب الجہاد

کہ اب انہیں وہ راز کی بات بتانے
میں کوئی عار نہیں چنانچہ بتایا کہ میرے رونے کی وجہ یہ تھی کہ حضورؐ نے کہا تھا کہ یہ مرض الموت ہے۔ میں اس میں ہی انتقال کر جاؤں گا۔ ہنسنے کا سبب یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علی و آلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اہل بیت میں سے تم (حضرت فاطمہؓ) سب سے پہلے میرے پاس آؤ گی۔ جسے سن کر میں خوش ہو گئی!

چنانچہ جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دونوں باتیں درست ثابت ہوئیں۔

اس واقعہ اور مرض الموت سے کافی پہلے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دو، تین موقوں پر اس دنیا سے تشریف لے جانے کا اعلان کر دیا تھا۔
حجۃ الوداع سے چند روز پہلے حضرت معاذؓ کو تبلیغ اسلام کی غرض سے یمن روانہ کیا تو رخصت کرتے ہوئے فرمایا۔
"معاذؓ! اب اس کے بعد تم مجھ سے نہ مل سکو گے۔ واپس آؤ گے تو میری مسجد اور میری قبر کے پاس سے گزرو گے۔"
یہ سن کر حضرت معاذؓ رونے لگے۔
پھر حجۃ الوداع کے موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے شہرہ آفاق خطبے میں حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا۔
"شاید آئندہ سال تم مجھے نہ پا سکو!"
مرض الموت سے کچھ دن پہلے مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔ چند صحابہ بھی خدمت میں موجود تھے۔ ارشاد ہوا۔
خدا نے اپنے بندہ کو دنیا اور آخرت کی زندگی کا اختیار دیا تو اس نے آخرت کی زندگی پسند کی۔[۲]
ان واضح اشارات وارشادات کے بعد صحابہ کرام جان گئے تھے کہ اب

۱۔ صحیح بخاری باب علامات نبوۃ ۲۔ صحیح بخاری

رسول خدا رحلت فرمانے والے ہیں۔

(۱۴)

خارجیوں کے بارے میں پیشین گوئی

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ ہر کوئی اپنا حصہ لے کر راہ پا رہا تھا۔ اتنے میں قبیلہ بنو تمیم کا ایک شخص آیا اور بولا، یا رسول اللہ! "انصاف سے مال تقسیم فرمائیے"

فرمایا، "میں انصاف نہیں کروں گا تو اور کون کرے گا"

موقعہ پر موجود دیگر صحابہ کو اس شخص کی یہ بات سخت ناگوار گزری اسے لعن طعن کی۔ حضرت عمر فاروقؓ تو اس قدر بگڑے کہ تلوار سونت کر کھڑے ہو گئے۔ عرض کی۔ یا رسول اللہ، اجازت دیں تو میں اس بے ادب کی گردن اڑا دوں۔

ارشاد ہوا، عمرؓ جانے دو۔ اس کے ایسے ساتھی ہوں گے جن کے نماز، روزے کے سامنے تمہیں اپنے نماز روزے حقیر محسوس ہوں گے وہ لوگ قرآن حکیم کی تلاوت بھی کریں گے۔ مگر قرآن ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا۔ (یعنی ان پر اس کا کچھ اثر نہ ہو گا) اور وہ دین کے دائرے سے یوں نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانے کے پار ہو جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! اس بدبخت گروہ کی کوئی نشانی بھی ہے۔

فرمایا! "بے شک، اس گروہ کی علامات یہ ہے کہ اس میں ایک سیاہ رنگ کا آدمی ہو گا۔ جس کے دونوں بازوؤں سے گوشت لٹکتا ہو گا۔"

ایک صحابی رسول حضرت ابو سعید خدریؓ بھی اس موقعہ پر موجود تھے۔ وقت گزرتا گیا۔ حتی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ کا دور آ گیا۔ ان کے لشکر کے ایک حصے نے بغاوت کی اور تاریخ میں خوارج کے نام سے مشہور ہوئے ایک جنگ میں وہ سب مارے گئے اتفاق سے حضرت ابو سعید خدریؓ بھی اس موقعہ پر موجود تھے۔ انہیں فوراً

Marfat.com

رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیشین گوئی یاد آگئی۔ بھرے بھرے بازووں والے سیاہ فام کی تلاش کی۔ تو وہ بھی مقتولین میں مل گیا اور یوں خارجیوں[1] کے بارے میں فرمان رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پورا ہوا[2]!

۱۴

حضرت علیؓ کے مصائب اور شہادت کی اطلاع

حضرت علی کرم اللہ وجہٗ چوتھے خلیفہ ہیں۔ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چچازاد بھائی اور داماد ہیں۔ ابھی بچپن ہی تھا کہ اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئے زیادہ وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ بیتا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینہ کی جانب ہجرت فرمانے لگے۔ تو مکہ والوں کی امانتیں جناب علی کرم اللہ وجہٗ کو سپرد کیں کہ صبح لوٹا کر تم بھی چلے آنا۔

۳۵ھ میں خلیفہ بنے۔ پانچ برس اس منصب پر فائز رہے۔ یہ زمانہ مسلمانوں پر بڑا سخت تھا اُن میں تفرقے پیدا ہوئے' رنجشیں بڑھیں' بغاوت تک نوبت

۱۔ تاریخ اسلام عجیب عجیب ہنگاموں سے بھری پڑی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کے عہد خلافت میں حضرت امیر معاویہؓ نے بغاوت کی تو امت کے خیر خواہوں کی زبردست خواہش تھی کہ مسلمانوں کا خون نہ بہے۔ چنانچہ ثالثی کے ذریعے فیصلہ پر اتفاق ہوا کہ جسے ثالث کہیں گے۔ وہی خلیفہ ہو گا۔ اس پر حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کے ساتھیوں کی ایک بڑی تعداد نے بغاوت کر دی۔ ان کا موقف تھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ حق پر ہیں انہوں نے ثالثی کا فیصلہ تسلیم نہیں کرنا چاہئے تھا۔ لہٰذا اب ان کے خلاف لڑائی لازم ہو گئی ہے۔ ان سرپھروں کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ تاریخ میں انہیں خارجی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے چنانچہ وہ اپنے سردار شعث بن راسبی کی سرکردگی میں لشکر علی کرم اللہ وجہٗ سے الگ ہو گئے۔

بعد میں ان میں سے آٹھ ہزار تو لشکر علی کرم اللہ وجہٗ سے واپس آن ملے۔ جب کہ باقی چار ہزار اپنے موقف پر ڈٹے رہے اور لا حکم الا اللہ کا نعرہ لگا کر میدان جنگ میں کود گئے اور سب کے سب مارے گئے۔

۲۔ صحیح بخاری جلد اول باب علامات النبوۃ فی الاسلام

Marfat.com

پہنچی اور مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ ایک باغی ہی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

حضورؐ کو آپ سے بے پناہ رغبت تھی۔ اور زندگی ہی میں انہیں آئندہ پیش آنے والے مسائل و مصائب سے آگاہ فرما دیا تھا۔

ایک مرتبہ فرمایا علی ! میرے بعد امت تمہارے ساتھ بے وفائی کرے گی۔"[1]

دوسرے موقعہ پر فرمایا، علیؓ ! "خبردار رہنا۔ تمہیں میرے بعد مصیبت پیش آئے گی۔"[2]

عرض کی، یا رسول اللہ! کیا یہ مصیبت دین کی سلامتی کے ساتھ پیش آئے گی۔ ارشاد ہوا بیشک تمہیں یہ مصیبت سلامتی دین کے ساتھ پیش آئیگی۔ یہ سن کر جناب علی کرم اللہ وجہٗ نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

اسی طرح ایک اور موقعہ پر جناب رسالت مآبؐ کئی صحابہ کے ہمراہ سفر میں تھے حضرت علی کرم اللہ وجہ بھی ساتھ تھے۔ ایک جگہ پڑاؤ کیا۔ کھانے کے بعد رشد ہدایت کی باتیں ہونے لگیں۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یکایک خاموش ہو گئے۔ چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا۔ صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"میں تمہیں بتاؤں کہ سب سے زیادہ بدبخت انسان کون ہیں" صحابہ نے عرض کی ضرور یا رسول اللہ، ارشاد فرمائیے تاکہ ہمیں بھی آگاہی ہو۔"

فرمایا ایک تو قوم ثمود[3] کا وہ سرخ چہرے والا شخص ہے جس نے ناقہ ثمود کو قتل کیا اور پھر حضرت علی کرم اللہ وجہ کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا۔

اے علی ! "دوسرا وہ ہے جو تمہارے یہاں (گردن کی طرف اشارہ) تلوار مارے گا۔ یعنی تمہیں شہید کرے گا۔

۱۔ صحیح بخاری۔ ۲۔ صحیح بخاری و مسلم

۳۔ قوم ثمود : حضرت صالحؑ کی قوم کو کہتے ہیں۔ اس حدیث میں جس واقعہ کی جانب اشارہ ہے، اس کا ذکر قرآن حکیم میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے قصہ یوں ہے کہ حضرت صالحؑ کو قوم ثمود کی طرف بھیجا گیا تو انہوں نے حق بات کی مخالفت کی، اور اللہ کے نبی سے معجزہ مانگا کہ اگر سامنے والی پہاڑی کی اس چٹان سے اونٹنی پیدا کر

Marfat.com

(۱۵)

حضرت امام حسنؓ کی مصالحت

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اپنے نواسوں حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ سے بے پناہ رغبت تھی۔ دونوں کو ساتھ ساتھ رکھتے' وہ مسجد میں آجاتے تو انہیں بڑی شفقت سے پاس بٹھاتے تھے۔ ان کے ساتھ کھیلتے اور ان کی دلچسپی کی باتیں کرتے۔

ایک روز اپنے بڑے نواسے حضرت امام حسنؓ کو لے کر مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ منبر پر نواسے کو بھی پہلو میں بٹھالیا اور حاضرِ خدمت صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"میرے اس فرزند کے ذریعے سے خدا مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان مصالحت کرادے گا"[۲]

پھر وقت گزرتا گیا اس واقعہ کو کم وبیش پینتیس برس بیت گئے' چوتھے خلیفہ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کو باغیوں نے شہید کر دیا تو جناب علی کرم اللہ وجہٗ کے حامیوں نے ان کے بڑے صاحب زادے امام حسنؓ کو اپنا خلیفہ چن لیا۔

دکھاؤ تو ہم آپ کو نبی تسلیم کرلیں گے۔ اللہ کے حکم سے اونٹنی پیدا ہوگئی (اور ناقہ صالح یا ناقہ ثمود کے نام سے مشہور ہے)

ایک روایت کے مطابق یہ بہت قد آور اونٹنی تھی اور اس کا سینہ ساٹھ گز چوڑا تھا۔ حضرت صالحؑ نے قوم سے فرمایا لو تمہارا مطالبہ پورا ہوگیا۔ یہ اونٹنی اللہ کی نشانی ہے۔ اب یہ ہوگا کہ ایک دن یہ تنہا پانی پیئے گی۔ اور دوسرے دن تمام انسان اور تمہارے مویشی پانی پیئں گے۔ یاد رکھنا' اس اونٹنی کو تکلیف نہ پہنچے ورنہ تمہاری خیر نہیں۔

مگر قوم نہ مانی اور ایک دن ایک بدبخت قدار بن سالف نے اپنے چند ساتھیوں کی مدد سے اونٹنی کو ہلاک کر دیا۔ اوپر بیان کی گئی حدیث مبارک میں اسی شخص کی جانب اشارہ ہے۔

پھر قوم ثمود کو اس گستاخی کی سزا ملی اور انہیں اللہ کے عذاب نے آلیا ایک طوفان اُمڈ آیا' تیز آندھیاں چلنے لگیں' چٹانیں ریزہ ریزہ ہو کر گرنے لگیں اور ثمود کی پوری بستی تہس نہس ہو گئی۔ (بحوالہ تفسیر قرآن حکیم از پیر کرم شاہ)

۲۔ صحیح بخاری باب علاماۃ النبوۃ فی الاسلام

ادھر ملک شام میں امیر معاویہؓ نے اپنی خلافت کا دعویٰ کر رکھا تھا۔ اور اس سے پہلے ۳۸ھ میں فریقین میں صفین جیسی ہولناک جنگ ہو چکی تھی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہُ اور امیر معاویہؓ کی فوجوں کے درمیان ہونے والی اس جنگ میں کم و بیش ۶۵ ہزار مسلمانوں کا خون بہہ چکا تھا۔

چنانچہ ان حالات میں حضرت امام حسنؓ نے امت کو مزید کشت و خون سے بچانے کی غرض سے وہ عظیم الشان فیصلہ کیا۔ جس کی طرف جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی پیشین گوئی میں اشارہ کیا تھا۔ مسلمانوں کے دو متحارب گروہوں میں صلح ہو گئی۔ آپ نے چند شرائط پر امیر معاویہؓ کے حق میں خلافت سے دستبرداری اختیار کر لی اور یوں امت خوفناک تباہی اور انتشار سے بچ گئی۔

(۱۶)

حضرت امام حسینؓ کے متعلّق پیشین گویاں

۱۔ شرائط معاہدہ:

فریقین کے درمیان معاہدہ کی اہم شرائط حسب ذیل تھیں۔

(ا) امور مملکت کو چلانے میں حضرت امیر معاویہؓ قرآن و سنت سے رہنمائی حاصل کریں گے اور ان کا کوئی فیصلہ اور فعل قرآن و سنت کی تعلیمات کے منافی نہیں ہو گا۔

(ب) حضرت امام حسنؓ کے تمام لشکریوں اور ساتھیوں کو امان حاصل ہوگی اور ان کے خلاف کسی قسم کی انتقامی کاروائی نہیں کی جائے گی۔

(ج) حضرت امیر معاویہ اور ان کے حمایتی حضرت علی کرم اللہ وجہ، حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ اور دیگر اہل بیت کے خلاف کسی قسم کا پراپیگنڈہ نہیں کریں گے اور ان کا ذکر عزت اور احترام سے کیا جائے گا۔

(د) حضرت امیر معاویہ اپنا جانشین مقرر نہیں کر سکیں گے بلکہ یہ حق امت کو حاصل ہو گا کہ جسے مناسب سمجھے اپنا خلیفہ چن لے۔

Marfat.com

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دوسرے نواسے حضرت امام حسینؓ ہیں۔ آپ ۶۳ھ میں اپنے ساتھیوں سمیت کربلا میں شہید ہوئے۔ آپ کی شہادت تاریخ اسلام کا ایک نہایت اہم واقعہ ہے۔

اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو امام حسینؓ کی پیدائش اور شہادت کے بارے میں پیشگی اطلاع دے دی تھی۔ یہاں پر دو واقعات کا ذکر کیا جارہا ہے۔

حضرت اُمِّ فضل بنت حارث ایک معروف صحابیہ ہیں ایک روز نہایت پریشانی کے عالم میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے وجہ پوچھی تو عرض کی یا رسول اللہ! رات ایک عجیب و غریب خواب دیکھا دِل بیٹھا جارہا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تفصیلات دریافت فرمائیں، تو عرض کی کہ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جسم مبارک سے ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں رکھ دیا گیا ہے۔

ارشاد ہوا، اس میں پریشانی کی کیا بات ہے۔ یہ تو بہت مبارک خواب ہے۔ میری بیٹی فاطمہؓ بیٹا جنے گی اور تو اس کی پرورش کرے گی۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کچھ عرصے بعد حضرت امام حسینؓ پیدا ہوئے، تو دیکھ بھال کے لئے حضرت اُمِّ فضلؓ کے سپرد کئے گئے۔

ایک دن حضرت اُمِّ فضلؓ حضرت امام حسینؓ کو گود میں لئے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بچے کو گود میں لے کر پیار کیا۔ پھر آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے یہاں تک کہ ریش مبارک بھیگ گئی۔ اُمِّ فضلؓ نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ ابھی ابھی حضرت جبرائیل میرے پاس آئے تھے اور اطلاع دی ہے کہ امت میرے اس بیٹے کو جلد شہید کر

Marfat.com

دے گی اور شہادت کی جگہ کی مٹی بھی مجھے لا کر دکھائی ہے۔ چنانچہ حضرت امام حسینؓ نے کربلا میں یزیدی افواج کے ہاتھوں شہادت پائی۔

Marfat.com

پیشین گوئیاں

(بعد عہد جدید)

۱

مسلمانوں کی باہمی غارت گری

ہمارے پیارے نبی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو امت کی فکر ہر وقت دامن گیر رہتی تھی۔ اکثر امت کی دینی اور دنیوی بھلائی کے لئے دعا فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کرہ ارض کو اپنی تمام تر وسعتوں کے ساتھ اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں کے سامنے پھیلا دیا مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک ایک ایک تفصیل حاضر تھی۔ بشارت ہوئی کہ امت مسلمہ دنیا کے کونے کونے تک پھیلے گی۔ پھر سونے اور چاندی کے انبار دکھا کر بتایا گیا کہ مسلمانوں کے پاس مال و اسباب کی بھی کوئی کمی نہیں رہے گی۔

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ سب دیکھا تو بڑی حد تک مطمئن ہوئے۔ مگر امت سے محبت ملاحظہ ہو کہ بارگاہ الہٰی میں خصوصی دعا فرمائی۔

"خداوند! میری امت کو کسی بڑے قحط سے برباد نہ کرنا اور نہ ہی ان پر ان کے سوا کسی غیر دشمن کو مسلط کرنا۔

دربار الہٰی سے حکم ہوا۔ اے میرے پیارے بندے اور رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم! میں نے تمہاری دعا قبول کی۔

Marfat.com

چنانچہ حضور سرور کائنات ؐ نے فرمایا اب میری امت کسی بڑے قحط میں مبتلا ہو
گی اور نہ ہی کوئی دوسری امت اسے تباہ کر سکے گی۔ البتہ مسلمان آپس میں
ایک دوسرے کی تباہی کا باعث بنیں گے[۱]

سبحان اللہ! دنیا کے افضل ترین انسان کی اس پیشین گوئی کی صداقت
پر تاریخ گواہ ہے۔ مسلمان کبھی بھوکوں نہیں مرے اور نہ ہی غیروں کے ہاتھوں تباہ
ہوئے ہیں۔ البتہ آپس کے جھگڑوں میں پڑ کر ضرور ہلکان ہوتے رہے اور آج بھی ہو
رہے ہیں۔ زیادہ تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں۔ ایران عراق جنگ کی مثال
سامنے ہے۔ کہ برسوں سے دو اسلامی ملک کس طرح سے ایک دوسرے کی تباہی کا
سامان بنے ہوئے ہیں۔

(۲)

جنوبی ایشیا میں اسلام کی آمد کی پیشین گوئی

برصغیر جنوبی ایشیا کم و بیش پینتیس کروڑ مسلمانوں کا مسکن ہے اسلام کا قلعہ
پاکستان ہمارا پیارا وطن بھی اسی خطے میں شامل ہے۔ آپ یہ جان کر حیران ہوں گے
کہ اس خطہ ارض میں اسلام کی آمد اور فروغ کی پیشین گوئی خود جناب رسالت مآب
نے کی تھی۔ اس سلسلے میں دو روایات ہیں۔

پہلی روایت کے مطابق حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک
مرتبہ صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ میری امت کے دو گروہ ایسے ہیں جن کو اللہ
تبارک و تعالیٰ جہنم کی آگ سے بچالیں گے۔ ان میں سے ایک وہ ہے جو ہندوستان
پر حملہ کرنے والے اسلامی لشکر میں شامل ہو گا۔

دوسری روایت معروف صحابی حضرت ابوہریرہؓ سے ہے۔ ان کے بیان

۱۔ صحیح بخاری کتاب الفتن

کے مطابق رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے مسلمانوں سے غزدہ ہند میں شرکت کا عہد لیا تھا۔ حضرت ابو ہریرہؓ عمر بھر اس انتظار میں رہے کہ کب ہندوستان پر فوج کشی ہو اور وہ اس میں شرکت کر کے ' حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے کیا گیا وعدہ نبھائیں وہ (ابو ہریرہؓ) اکثر کہا کرتے تھے کہ اگر مجھے جہادِ ہند نصیب ہوا تو اس کے لئے اپنا سارا مال و اسباب قربان کر دوں گا۔ شرکت کر کے شہادت کی تمنا کروں گا اور اگر بچ گیا تو دوزخ کی آگ سے آزاد غازی ہوں گا!

مگر ان کی زندگی میں یہ نوبت نہ آئی۔ ہندوستان پر پہلا اسلامی حملہ کوئی ساڑھے تین سو سال بعد ۳۹۲ھ میں سلطان محمود غزنوی نے کیا اور یہاں اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی۔

دوستو! فخر کی بات یہ ہے کہ اس خطہ ارض میں اسلام کے پہنچنے کی پیشین گوئی خود ہمارے پیارے نبی نے کی تھی۔ لہٰذا اسلام اس خطے میں قیامت تک رہے گا۔ اور بڑھے پھولے گا۔ اسلام کا قلعہ اور مرکز ہمارا پیارا وطن ' پاکستان بھی اس نسبت سے دن بدن مضبوط سے مضبوط تر ہو گا۔ انشاء اللہ!

(۳)

فتنوں اور امارت کی پیشین گویاں

خدائے بزرگ و برتر نے اپنے پیارے بندے اور رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ازل سے لے کر ابد تک کے حالات و واقعات سے آگہی بخشی تھی۔ امت کو پیش آنے والے مسائل و مصائب کھلی کتاب کی طرح ان کے سامنے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے کئی دفعہ مسلمانوں کو ان سے آگاہ بھی فرمایا۔

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم صحابہ کے ہمراہ کسی سفر پر تھے۔

۱۔ سنن نسائی ' کتاب الجہاد

Marfat.com

ایک جگہ پڑاؤ ہوا، تو سب کو جمع کر کے دریافت فرمایا۔

"جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں، کیا تمہیں بھی نظر آ رہا ہے۔"

صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہر گز نہیں ہمیں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سی وسعتِ نظر نصیب کہاں!

فرمایا! میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے گھروں پر بارش کی طرح فتنے برس رہے ہیں۔[1]

پھر فرمایا!

"خدا کی قسم! مجھے تمہارے بارے میں غریبی اور تنگدستی کا خوف نہیں بلکہ دولت کی افراط کا ڈر ہے۔ مجھے خدشہ ہے کہ جس طرح تم سے پہلی امتوں پر دنیا پھیلا دی گئی۔ تم پر بھی نہ پھلا دی جائے اور تم اس کی وجہ سے آپس میں حسد اور رشک کرنے لگو اور یوں یہ تمہیں اس طرح غافل کر دے گی۔ جس طرح کہ تم سے پہلے لوگوں کو کر چکی ہے۔

امت مسلمہ میں دنیوی مال و اسباب کی افراط کا ذکر کرتے ہوئے ایک اور موقعہ پر فرمایا۔

"ایک زمانہ آئے گا کہ تمہارے سامنے دن کو کھانے کا ایک پیالہ ہو گا اور رات کو دوسرا تمہارے لباس کعبہ کے پردوں کی طرح (قیمتی اور نفیس) ہوں گے۔"

حاضرین نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہم اِس حالت میں اچھے ہیں یا اُس حالت میں اچھے ہوں گے۔

ارشاد ہوا۔ اچھے تو تم اِسی حال میں ہو کہ ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور پیار سے پیش آتے ہو، پھر تو تم باہم دشمن ہو گے اور ایک دوسرے کا گلا کاٹو گے۔[2]

سبحان اللہ! جناب سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ان پیشین گویوں کو سامنے رکھتے ہوئے آج کے حالات پر نظر دوڑائیں کیا سب ارشادات

۱۔ صحیح بخاری کتاب الفتن ۲۔ مسند احمد بن حنبل

Marfat.com

آج کل کے زمانے پر فٹ نہیں بیٹھتے۔

اپنے گھروں میں جھانکیئے ہمارے کھانے پینے کے برتنوں کا کوئی شمار ہی نہیں۔کھانے کے برتن الگ، پانی کے الگ، چائے کے الگ، کافی کے الگ۔ یہی نہیں ایک ایک نوعیت کے کئی کئی سیٹ ہیں۔ کہیں چینی ہے تو کہیں ماربل، کہیں چاندی ہے تو کہیں سٹیل، مٹی کے روایتی برتن تو اب ماضی کی بات ہو کر رہ گئے ہیں۔

یہی حال لباس کا ہے ہر کوئی ایک سے ایک بڑھیا کپڑا پہنتا ہے، معیار اور قیمت کی دوڑ لگی ہوئی ہے۔ ہر کوئی آگے نکلنے کی فکر میں ہے۔ عجب نفسا نفسی کا عالم ہے، ہم اپنے اپنے خول میں بند ہو کر رہ گئے ہیں۔ محبت، پیار، اپنائیت اور چاہت بے معنی باتیں ہوتی جا رہی ہیں اور باہمی رنجشیں اور دشمنیاں روز بروز بڑھتی چلی جا رہی ہیں۔"

دوستو! دنیا کے عظیم ترین انسان نے یہ سب کچھ اپنی دور بین نگاہوں سے کوئی چودہ سو برس پہلے ہی دیکھ لیا تھا۔

(۴)

یہود کے ساتھ جنگ ہو گی

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ آنے والے وقتوں میں مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان ایک شدید جنگ ہو گی۔ یہودی شکست کھا کر درختوں اور چٹانوں کے پیچھے چھپیں گے مگر انہیں امان نہ ملے گی![1]

جناب رسالت مآبؐ کے زمانے میں یہودی کوئی بڑی طاقت نہیں تھے۔ ان کی زیادہ بستیاں تھیں اور نہ ہی کوئی ریاست یا مملکت۔ ایسے میں مسلمانوں کے ساتھ ان کے مقابلے کی بات کچھ عجیب سی لگتی تھی۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہ فرمان غزوہ خیبر کے بارے میں ہے۔ جس میں

۱۔ صحیح مسلم

مسلمانوں نے یہویوں کو شکست دی۔ لیکن تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ یہ حدیث غزوہ خیبر کے بعد کی ہے۔

لیکن رسول خدا کا فرمان تو آخر پورا ہو کر رہنا ہے اور حالات و واقعات نے کچھ ایسا پلٹا کھایا کہ دوسری جنگ عظیم کے نتیجے میں معرض موجود میں آنے والی یہودی ریاست اسرائیل نے اس پیشین گوئی کو ایک نئی شکل دے دی ہے۔

فلسطینی ریاست کو ختم کر کے اسرائیل کے قیام اور مشرق وسطیٰ کی حالیہ سیاست نے صورت حال کو یکسر تبدیل کر کے رکھ دیا ہے۔ تھوڑے ہی عرصے میں مسلمان تین مرتبہ یہویوں سے الجھ چکے ہیں مگر ابھی تک معاملہ جوں کا توں ہے۔

ہمیں یقین رکھنا چاہئے کہ جناب رسالت مآبؐ کی پیشین گوئی کے نتیجے میں مسلمانوں اور یہودیوں کی فیصلہ کن جنگ ہو گی۔ جس میں انشاء اللہ اسلام کا بول بالا ہو گا اور شکست یہود کی مقدر بنے گی۔

۵

اہل یورپ کی کثرت

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اہل یورپ کے غلبہ اور کثرت کے بارے میں بھی پیشین گوئی فرمائی تھی اور ان کی خصوصیات بھی بیان فرمائی تھیں۔

صحیح مسلم میں ہے کہ ایک روز آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ قیامت اس وقت آئے گی جب روم سب سے زیادہ ہوں گے۔ ان کی خصوصیات کے بارے میں فرمایا کہ

۱ وہ مصیبت کے وقت نہایت بردبار ہیں

۲ مصیبت کے بعد فوراً ہوشیار ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

۳ اگر کہیں قدم اکھڑ جائیں، تو پلٹ کر حملہ کرنے میں پہل کرتے ہیں۔
۴ مسکینوں، یتیموں اور ضعیفوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے ہیں۔

یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ عرب، اہل یورپ کو روم کہا کرتے تھے اور اس حدیث میں روم سے مراد یورپین لوگ ہیں۔

اب ذرا آج سے چودہ سو برس قبل کی گئی اس پیشین گوئی کی جزئیات پر غور کریں۔ ایک ایک بات سو فی صد سچ ثابت ہو رہی ہے اور یہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

اہل یورپ کی اکثریت عیسائی ہے تعداد کے اعتبار سے دیکھیں تو اس وقت دنیا میں سب سے زیادہ آبادی عیسائیوں کی ہے۔

ان کی خصوصیات پر نظر دوڑائیں۔ وہ واقعی مصیبت میں بردبار ہیں۔ مصیبت کے بعد بہت جلد ہوشیار ہو جاتے ہیں۔ اگر قدم اکھڑ جائیں تو سب سے پہلے پلٹ کر حملہ کرتے ہیں تاریخ عالم پر نظر دوڑائیں تو اہل یورپ کی ان خصوصیات کو ظاہر کرنے والے بے شمار واقعات مل جائیں گے مگر طوالت کے ڈر سے ہم ان کا ذکر نہیں کریں گے تاہم مثال کے طور پر اپنی قومی تاریخ سے ایک واقعہ پیش کیا جاتا ہے۔ جس سے ان کی تینوں خاصیتیں ظاہر ہوتی ہیں۔

ہمارا واسطہ یورپ کی ایک قوم انگریز سے رہا ہے انہوں نے اس خطے پر کم و بیش دو سو سال حکومت کی۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی، ہماری تاریخ کا اہم سنگ میل ہے۔ جس میں برصغیر سے انگریزوں کو نکالنے کے لئے ہندو، سکھ اور مسلمان نے مل کر کوشش کی۔ شروع شروع میں انگریزوں کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا شدید نقصانات اٹھائے مگر ثابت قدم اور بردبار رہے جونہی ذرا پیر جمے ہوشیار ہو گئے اور آزادی کے متوالوں پر زندگی حرام کر دی۔ اسی جدوجہد میں کئی مقامات سے انہیں بھاگنا بھی پڑا، لیکن جونہی ذرا سنبھلے پلٹ کر حملہ کیا اور مخالفین کو سخت نقصان پہنچایا۔

Marfat.com

تو گویا اہل فرنگ کی تین خصوصیات کا ثبوت ہمیں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی سے مل گیا۔ اب رہ گئی چوتھی اور آخری خصوصیت کہ وہ مسکینوں، یتیموں اور ضعیفوں کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں تو اس کی گواہی یورپ اور امریکہ کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ہزاروں محتاج گھر، ضعیف گھر اور یتیم خانے دیں گے۔ بے سہارا لوگوں کی نگہداشت کا اس قدر منظم اور عمدہ انتظام موجود ہے کہ انسان عش عش کر اٹھتا ہے۔

(۶)

سود کا غبار

اسلام میں سود حرام ہے زمانہ جاہلیت میں عربوں میں اس کا خوب زور تھا۔ سودی کاروبار کرنے والے کو معزز اور معتبر سمجھا جاتا تھا۔ لیکن جوں جوں وہ دائرہ اسلام میں داخل ہوتے گئے سود کا رواج کم ہوتا گیا اور پھر ایک وقت تو ایسا آیا کہ سود تو کجا، لوگ قرض کے تقاضے کو بھی معیوب سمجھنے لگے اور یوں استحصال سے پاک ایک صاف ستھرا معاشرہ وجود میں آ گیا۔

ایسے میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سود سے متعلق ایک دل ہلا دینے والی پیشین گوئی کی، فرمایا۔

"ایک زمانہ وہ آئے گا۔ جس میں کوئی شخص ایسا نہ ملے گا جو سود نہ کھاتا ہو۔ صحابہ کو تعجب ہوا۔ عرض کی یارسول اللہ! کیا سود کی اس قدر کثرت ہوگی۔

ارشاد ہوا" بیشک، اگر کوئی براہ راست سود نہیں کھائے گا۔ تو بھی اس کا غبار یا دھواں اس تک ضرور پہنچے گا!۱

اس زمانے میں یہ بات لوگوں کی سمجھ میں نہ آئی۔ ان کا خیال تھا کہ سود تو براہ راست لیا اور کھایا جاتا ہے۔ جو اس برائی میں ملوث نہیں، بھلا ان پر اثر کیسے

۱۔ ابن ماجہ باب الربو

Marfat.com

ہو سکتا ہے۔

لیکن رحمت العالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نظر ازل سے لے کر ابد تک تھی۔ انہوں نے سینکڑوں برس بعد کا یہ زمانہ دیکھ لیا تھا' جب سود روزمرہ کا معمول بن کر رہ گیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی یہ پیشین گوئی آج کے زمانے پر صادق آتی ہے۔ آج پوری دنیا کا مالی نظام سود پر قائم ہے۔ حکومتوں کا آپس میں لین دین ہو تو سود' حکومت کا عوام کے ساتھ معاملہ تو سود' لوگوں کا آپس میں لین دین ہو تو سود کوئی تنخواہ دار ہے یا تاجر پیشہ' کارخانہ دار ہے یا مزدور' عملی زندگی کے ہر شعبے اور پیشے میں سود کا عمل دخل ہے۔

وطن عزیز میں اسلامی نظام کے نفاذ کی کوششیں ہو رہی ہیں' سود کے خاتمے کے لئے بھی مختلف اقدامات کئے گئے ہیں' بینکوں سے سود ختم کرنے کی غرض سے نفع اور نقصان میں شراکت کا نظام شروع کیا گیا اور بھی کئی پاپڑ بیلے گئے' لیکن نتائج کچھ زیادہ حوصلہ افزا نہیں' محض نام کی تبدیلی ہوئی ہے اور نام بدلنے سے حقیقت نہیں بدلتی۔ سود کو نفع کہہ لیں یا کچھ اور' یہ سود ہی رہے گا۔

نفع اور نقصان میں شراکت والے حسابات کی حقیقت یوں بھی کھل جاتی ہے' کہ آج تک کسی بینک نے نقصان کا اعلان نہیں کیا' کھاتہ داروں کو منافع کا یقین ہوتا ہی نہیں' دلایا بھی جاتا ہے اور منافع دن بدن بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ یہ محض ایک مذاق ہے۔

دوستو! اصل میں یوں ہاتھ پاؤں مارتے وقت ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اس پیشین گوئی کو نظر میں نہیں رکھتے۔ جناب رسالت مآبؐ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ نے ہر صورت میں پورا ہونا ہے اور یہ سو فی صد درست ثابت ہو رہے ہیں سود کا عالمی نظام کچھ اس قدر الجھا ہوا ہے کہ ہم اس کا حصہ بننے پر مجبور ہیں اور ہماری بے دلی سے کی گئی کوششیں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں اور یوں سود کا دھواں اور غبار نہ چاہتے ہوئے بھی ہمارے سینوں کو داغ دار کر رہا ہے۔

Marfat.com

۷

مسلمانوں میں جذبہ جہاد کی کمی

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دنیائے اسلام کی کمزوری، بیرونی حملوں اور مسلمانوں میں جذبہ جہاد کی کمی کے بارے میں بھی آج سے چودہ سو سال قبل بتادیا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ وقت زیادہ دور نہیں کہ جب دشمن مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے ایک دوسرے کو پکاریں گے یعنی متحد ہو کر حملہ کریں گے اور وہ مسلمانوں پر یوں گریں گے جیسے بھوکا کھانے پر گرتا ہے۔ یعنی حملہ اس قدر شدید ہو گا۔

صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! کیا اس کی وجہ یہ تو نہیں کہ ہماری تعداد کم ہو جائے گی۔

ارشاد ہوا۔ ہرگز نہیں تمہاری تعداد تو ان دنوں بہت زیادہ ہوگی۔ مگر تمہاری حیثیت سیلاب کے مقابلے میں خس و خاشاک اور جھاگ کی سی ہوگی۔ اللہ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہارا رعب نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں کمزوری ڈال دے گا۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! اس کمزوری کی نوعیت کیا ہوگی۔ فرمایا۔ تمہیں دُنیا اور اس کے لوازمات عزیز ہو جائیں گے، اور موت سے نفرت اور خوف کھانے لگو گے!

تاریخ پر نظر دوڑائیں تو پتہ چلتا ہے کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی یہ پیشین گوئی پچھلی چند صدیوں کے دوران پوری ہو چکی، جب تقریباً سارا عالم اسلام اقوام یورپ کا غلام بنا۔ دشمن بلاشبہ مسلمانوں پر یوں ٹوٹ پڑے جیسے بھوکا

۱۔ ابو داؤد، کتاب الملاحم

کھانے پر۔

آج جب کہ اللہ کے فضل و کرم سے بیشتر اسلامی دنیا آزاد اور خود مختار ہے۔ دشمن پھر دانت تیز کر رہے ہیں، افغانوں اور فلسطینیوں کا حال ہمارے سامنے ہے اسرائیل کا ناسور عالم اسلام کے دل میں بدستور ہے جو عالمی طاقتوں کے شہ پر مسلمانوں پر کئی وار کر چکا ہے اور مزید کے لئے تیاریاں کر رہا ہے اسلام دشمن قوتیں پھر سے جمع ہو رہی ہیں۔ مگر ہم باہم نفاق کا شکار ہیں یوں تو دُنیا کی آبادی کا ایک چوتھائی ہیں لیکن جذبہ جہاد سے عاری ہیں، دنیا اور اس کی لذتوں پر فدا ہیں۔ ایسے میں بس یہی دعا ہے کہ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو (آمین)

(۸)

دین پر قائم رہنا مشکل ہو جائے گا

خادم رسول، صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور سرور کونین نے ہم سب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا۔ کہ دین پر قائم رہنے والے شخص کی حالت ایسی ہوگی کہ جیسے مٹھی میں انگارا پکڑ رکھا ہو۔

یعنی جس طرح انگارے کو ہاتھ میں پکڑنا مشکل ہے، اسی طرح دین پر قائم رہنا مشکل ہو جائے گا!

دوستو! ذرا غور کریں کہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہ ارشاد ہمارے زمانے کے لئے تو نہیں۔ بے شک آج کل دنیا کی رنگینیاں اس قدر بڑھ چکی ہیں کہ لوگوں کو دین کی تعلیمات پر عمل کرنے کا وقت نہیں ملتا۔ انسان کھیل تماشوں میں الجھ کر اللہ کی راہ سے ہٹتا جا رہا ہے آذان سن کر ہمیں ٹی وی کے سامنے سے اٹھنا محال لگتا ہے۔ پورے دن میں گھنٹہ بھر کی عبادت ہمارے لئے مشکل ہوتی جا رہی ہے۔ روپے پیسے کا کوئی حساب نہیں۔ لیکن اللہ کی راہ میں خرچ کی توفیق مشکل

۱۔ ترمذی

Marfat.com

سے ہوتی ہے، زکوٰۃ کو ایک مجبوری سمجھا جاتا ہے۔ جھوٹ اور غیبت ہمارا روزمرہ بنتے جا رہے ہیں۔

کیا ایسے میں دین پر قائم رہنا واقعی بے حد صبر آزما کام نہیں۔ خدا ہمیں اس آزمائش میں پورا اترنے کی توفیق دے۔ آمین!

Marfat.com

چوتھا باب

دعائے خیر

دعا اللہ اور بندے کے درمیان رابطے کا ذریعہ ہے۔ جس قدر کوئی شخص نیک اور پاکباز ہو گا۔ اس قدر اس کی دعا میں اثر ہو گا۔ انبیاء سے بڑھ کر نیک اور پارسا کون ہو گا۔ اس لئے انبیاء مستجب الدعا ہوتے ہیں۔ ان کی دعا دربار الٰہی میں قبول ہوتی ہے۔

انبیاء کے سردار، حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بھی اللہ کے حضور دعائیں مانگیں کبھی باران رحمت کے لئے، کبھی امت کی بھلائی کے لئے، کبھی فراخی رزق کے لئے اور کبھی دین کی سربلندی کے لئے-آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات اقدس ساری کائنات کے لئے رحمت تھی-**لہذا** آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اپنوں، بیگانوں، دوستوں، دشمنوں، مسلمانوں، کافروں، غرض سبھی نے فائدہ اٹھایا۔ جس نے بھی اس چوکھٹ سے رجوع کیا، سرفراز لوٹا۔

اس باب میں حضور صلی اللہ و آلہ وسلم کی دعائے خیر کے نتیجے میں ظاہر ہونے والے معجزات کا ذکر ہے۔

(۱)

قریش کو قحط سے نجات

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے قریش مکہ کو حق کی تعلیم دی

Marfat.com

اور اسلام کی طرف بلایا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جان کے دشمن ہو گئے، آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر بے حد زیادتیاں کیں، کوئی ظلم ایسا نہ تھا جو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ڈھایا نہ گیا۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم صبر و شکر کے ساتھ یہ سب سہتے رہے اور زبان سے اُف تک نہ کی۔

مگر اللہ سے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی یہ حالت دیکھی نہ گئی۔ اہل قریش حد سے بڑھنے لگے تو قدرت نے انہیں سزا دینے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ باران رحمت روک لی گئی۔ صحرائے عرب میں بارشیں ویسے ہی کم ہوتی ہیں، وہ بھی بند ہو گئیں تو اہل قریش پانی کی بوند کو ترس گئے، مال مویشی شدت پیاس سے ہلاک ہونے لگے، کھیت اور نخلستان ویران ہو گئے۔ قحط کا یہ عالم کہ لوگ گھاس پھونس، چمڑا اور مردار تک کھانے پر مجبور ہو گئے۔

صبح و شام بتوں کے سامنے واویلا کرتے، چڑھاوے چڑھاتے، دعائیں مانگتے لیکن سب بے سود۔ بارش کے دور دور تک آثار نظر نہ آتے تھے۔ گرمی اور دھوپ کی شدت سے فضا میں دھواں سا بھرا رہتا تھا۔ جب جان لبوں پر آ گئی اور سب ترکیبیں ناکام ہو گئیں تو قریش کے بڑے بوڑھے سر جوڑ کر بیٹھے، معاملہ پر بھرپور غور ہوا کسی کو کچھ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔ ناگاہ ایک طرف سے تجویز آئی کہ مایوسی کے اس عالم میں محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) سے رجوع کیا جائے۔ اس پر زبردست لے دے ہوئی۔ کہ ہم اپنے مذہب اور بتوں کے دشمن کے پاس کیوں جائیں۔ آخر کار موت کو سامنے دیکھ کر کافی بحث کے بعد یہ تجویز منظور کر لی گئی۔ طے یہ پایا کہ ابو سفیان بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں جا کر دعا کے لئے درخواست کریں گے۔

غرض ابو سفیان خدمت نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں گئے اور عرض کی "اے محمد (صلی اللہ عالیہ و آلہ وسلم) تمہاری قوم برباد ہو گئی خدا سے دعا کرو کہ اس مصیبت سے نجات ملے۔"

چنانچہ جناب رسالت مآبؐ نے اللہ کے حضور بارش کی دعا کی۔ دعا ابھی لب

Marfat.com

مبارک پہ ہی تھی کہ ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگیں۔ بادل جھوم کے اٹھے اور اس قدر کھل کر برسے کہ جل تھل ہو گیا۔ مردہ درختوں اور فصلوں میں جان پڑ گئی اور اہل قریش کو قحط کے عذاب سے نجات ملی[1]

(۲)

حضرت عمرؓ کا قبول اسلام

حضرت عمرؓ کا قبول[2] اسلام بھی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دعا کا معجزہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اہل قریش کو اسلام کی دعوت دی، تو لبیک کہنے والوں میں زیادہ تعداد کمزور اور لاچار لوگوں کی تھی۔ اس سے کفار کے حوصلے بڑھے اور وہ کھلم کھلا کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا دین غلاموں کے لئے ہے۔ کوئی صاحب حیثیت شخص اسے قبول نہیں کرے گا۔ اس کے علاوہ انہوں نے مسلمانوں کی کمزوری اور بے بسی کا بھی خوب فائدہ اٹھایا اور ان پر مظالم کی انتہا کر دی۔

ان اسلام دشمن کاروائیوں میں دو شخص عمر بن خطاب اور عمر بن ہشام (ابو جہل) پیش پیش ہوتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خواہش تھی کہ ان میں سے کوئی ایک اسلام قبول کرے تاکہ مسلمانوں کو ڈھارس ہو۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دعا فرمائی۔

۱۔ صحیح بخاری،

۲۔ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کا واقعہ: حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کا واقعہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔ ایک روز خانہ کعبہ میں مشرکین کے ہمراہ بیٹھے تھے۔ سبھی کو اسلام کے پھیلاؤ پر تشویش تھی۔ کہ مسلمانوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ مکہ پر قابض ہو جائیں سب مسئلہ پر غور و خوض کر رہے تھے۔ تو یکایک عمر بن خطاب اپنی جگہ سے اٹھے۔ نیام سے تلوار باہر نکالی اور بولے ان روز روز کے مشوروں سے کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ میں آج ہی محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کا خاتمہ کر کے اس مسئلہ کی جڑ ہی کاٹ دیتا ہوں۔ چنانچہ انتہائی غصے کے عالم میں تلوار سونتے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تلاش میں نکلے

"یاالٰہی! عمر بن خطاب اور عمر بن ہشام میں سے جسے تو پسند کرے، قبول اسلام کا شرف عطا کر"

حبیب خدا کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی یہ دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز حضرت عمر بن خطاب کو بخشا۔

(۳)

مدینہ کی آب و ہوا معتدل ہو گئی

مسلمان ہجرت کر کے مدینہ گئے تو نئی جگہ کی آب و ہوا راس نہ آئی ایک ایک کر کے بیمار پڑنے لگے۔ آبائی شہر سے ہجرت اور اوپر سے بیماری، مسلمان قدرے بد دل سے ہو گئے مکہ کو یاد کرنے لگے اس کی آب و ہوا، فضاؤں، گلیوں، نخلستانوں، حتیٰ کہ پہاڑوں تک کو یاد کرتے تھے۔

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ دیکھا تو دعا فرمائی کہ الٰہی! مدینہ کے لئے بھی ہمارے دلوں میں ایسی ہی محبت پیدا کر دے جیسی کہ مکہ کے لئے ہے، بلکہ مدینہ کو تو اس سے بھی زیادہ محبوب بنا دے۔ اس بستی کو بیماری کے اثر سے پاک کر دے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دعا قبول ہوئی مدینہ مسلمانوں کو کچھ ایسا بھایا کہ مکہ کی یاد دل سے محو ہونے لگی مکہ فتح ہوا تو سب دوریاں، مجبوریاں

کوئی شخص راہ میں ملا۔ پوچھا عمر! خیریت تو ہے؟ کدھر کے ارادے ہیں؟

جواب دیا محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کو قتل کرنے جا رہا ہوں۔ بولا، پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو۔ اسلام تو تمہارے گھر میں داخل ہو گیا۔ تمہاری بہن اور بہنوئی تو محمدؐ کا کلمہ پڑھ چکے۔ اس پر عمر بن خطاب اپنی بہن کے گھر کی طرف لپکے کہ پہلے انہیں اس حرکت کا مزہ چکھالوں۔ بہن کے گھر پہنچے تو دروازہ اندر سے بند تھا۔ اور قرآن حکیم کی تلاوت کی آواز آ رہی تھی۔ سورہ طحہ پڑھی جا رہی تھی۔ قرآنی آیات نے دل پر وہ اثر کیا کہ دنیا ہی بدل گئی۔ چنانچہ دربار رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ یوں حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دعا دنوں میں اثر کر گئی اور ایک بظاہر ناممکن کام ممکن ہو گیا۔ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے نئے دین کو قوت حاصل ہو گئی۔

Marfat.com

ختم ہو گئیں۔ لیکن مہاجرین نے مدینہ میں ٹھہرنا ہی پسند کیا اور ایک مہاجر بھی لوٹ کر مکہ نہ گیا![1]

یہ سب حبیب خدا رسول مختار صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دعا کا معجزہ تھا۔

(۴)

ایک بچے کے لئے ہدایت کی دُعا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تعلیمات نے حضرت رافع بن سنان کے دل پر اثر کیا تو وہ ایمان لانے پر آمادہ ہو گئے۔ چاہا کہ بیوی بھی اس سعادت سے محروم نہ رہے۔ اسے قائل کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ مگر وہ نہ مانی بس ایک ہی رٹ تھی کہ اباؤ اجداد کا مذہب ہرگز نہیں چھوڑے گی۔

حضرت رافعؓ بے بس ہو گئے تو اکیلے ہی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔ بیوی بدستور مشرک رہی ان کی چھوٹی سی بیٹی بھی تھی۔ میاں بیوی میں علیحدگی ہوئی تو بچی کا مسئلہ پیدا ہوا۔ جسے ماں کسی قیمت پر چھوڑنے پر آمادہ نہ تھی۔

غرض فیصلہ ہوا کہ بچی کی رائے لی جائے۔ اسے ایک جگہ کھڑا کر کے ماں' باپ برابر فاصلے پر بیٹھ جائیں' بچی جس کی طرف آئے وہی اس کا وارث ہو گا۔

فطری طور پر بچی کو ماں سے رغبت تھی۔ چنانچہ ادھر کا رخ کیا چند قدم بھی اٹھا لئے۔

یہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دعا فرمائی "الٰہی! اس معصوم کو ہدایت دے" دعا لب رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے نکلی ہی تھی کہ لڑکی کا رخ ایک دم بدل گیا اور سیدھی باپ کی جھولی میں جا گری[2]۔

۱۔ صحیح بخاری' کتاب الرویا و التفسیر ۲۔ ابو داؤد کتاب الطلاق

(۵)

صبح کے کام میں برکت کی دُعا

عزیز دوستو! رات دن کے چوبیس گھنٹوں میں صبح کا وقت خاص اہمیت کا حامل ہے۔ صبح سویرے کوئی بھی کام کریں' تھکاوٹ کا احساس کم ہوتا ہے' کام تیزی سے ختم ہوتا ہے اور وقت کی کمی کا شکوہ نہیں رہتا۔

مثال کے طور پر کوئی سا کام لے لیں۔ خواہ آپ لکھیں پڑھیں' سیر کریں' گھر کا کوئی کام کاج شروع کر دیں یا سفر پر روانہ ہوں' صبح کا وقت ایک عجیب تازگی' فرحت اور راحت کا احساس دلاتا ہے۔ شاید آپ کو اس بات کا علم نہ ہو کہ ہمارے پیارے نبی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی اکثر کام صبح سویرے کیا کرتے تھے۔ فوج کی روانگی تو خاص طور پر نور کے تڑکے ہوتی تھی اور آپؐ نے تمام امت کے لئے دعا فرمائی۔

"خداوند! میری امت کو صبح کے سویرے میں برکت دے![1]"

ایک صحابی نے راز کی اس بات پر سختی سے عمل کرنا شروع کر دیا۔ تاجر پیشہ تھے لہٰذا سفر تجارت ہمیشہ صبح سویرے روانہ ہوتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دعا کی برکت سے ان کے کاروبار نے اس قدر فروغ پایا کہ عرب کے روساء میں شمار ہونے لگا۔ مال و اسباب کی وہ فراوانی تھی کہ رکھنے کو جگہ نہیں ملتی تھی۔

دوستو! آپ کو بھی چاہئے کہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دعا کی برکتیں حاصل کرنے کے لئے صبح سویرے اٹھیں۔

۱۔ ابو داؤد' ترمذی

Marfat.com

۶

اللہ سے بھلائی مانگو

بیمار کی مزاج پرسی سنت ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو جونہی کسی کی بیماری کی اطلاع ملتی۔ احوال پوچھنے ضرور جاتے۔ ایک دفعہ ایک صحابی بیمار ہوگئے۔ علاج بے اثر ہوگیا۔ صحت مسلسل گرنے لگی۔ کمزوری انتہا کو پہنچ گئی اور بیماری کی نوعیت کسی کی سمجھ میں نہیں آتی تھی۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریف لے گئے۔ مریض کے پاس بیٹھ گئے۔ حال احوال پوچھا۔ تسلی دی۔ البتہ اس کے بے حد بگڑی ہوئی حالت سے پریشان ضرور تھے۔

دریافت فرمایا کہ آپ صحت کی حالت میں اللہ سے کیا دعا مانگا کرتے تھے۔

عرض کی یا رسول اللہ! آخرت کے عذاب سے روح فنا ہوتی ہے۔ میں دعا کیا کرتا تھا کہ یا اللہ مجھے آخرت میں جو عذاب دینا ہے وہ دنیا ہی میں دے دے۔

فرمایا " یہ تو آپ نے غلط کیا۔ آپ دنیا کا عذاب نہیں جھیل سکتے۔ اللہ کے ہاں کوئی کمی تو نہیں۔ آپ نے دنیا اور آخرت کی بھلائی کیوں نہ مانگی۔"

فرمایا آئندہ سے یہ دعا مانگا کرو۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ہ (البقرۃ)

ترجمہ: اے ہمارے رب ہمیں دنیا اور آخرت دنوں میں بھلائی دے اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دربار الٰہی میں ان کی صحت کے

۱۔ صحیح مسلم

Marfat.com

لئے دعا فرمائی اور وہ دنوں میں ٹھیک ہو گئے اب تو نہیں کان ہو گئے اور آئندہ کبھی دنیا میں عذاب کی تمنا نہ کی!

۷

حضرت ابو ہریرہؓ کی والدہ کا قبولِ اسلام

حضرت ابو ہریرہ ایک مشہور صحابی ہیں۔ بیشتر وقت دربار رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں حاضر رہتے تھے۔ آپ بے شمار احادیث کے راوی ہیں۔ آپ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر دل و جان سے فدا تھے۔ مگر ایک کانٹا دل میں مسلسل کھٹکتا رہتا تھا۔ ماں اسلام کی دولت سے محروم تھیں۔ جب بھی گھر جاتے ماں کے کفر پر سخت کڑھتے۔ انہیں اسلام قبول کرنے کے لئے کہتے۔ مگر وہ سختی سے انکار کر دیتیں یہی نہیں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو برا بھلا بھی کہتی۔ کہ تم تو ان کے چکر میں آ کر ان کے ہو رہے ہو۔ گھر گرہستی سے گئے کیا خیال ہے اب میں بھی اسی راہ پر لگ جاؤں۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

ایک روز حضرت ابو ہریرہؓ نے ذرا زور دے کر کہا تو ماں کا جواب بھی سخت تھا۔ واہی تباہی میں رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان میں بھی گستاخی کر بیٹھیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ کو اس بات کا بے حد دکھ ہوا۔ گھر ایک لمحہ کو نہ ٹکے الٹے پاؤں روتے ہوئے دربار رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔

حضور نے وجہ پوچھی تو عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ماں کی طرف سے مایوس ہو گیا ہوں۔ اس کی بد زبانی حد سے بڑھ گئی ہے۔ مجھے تو خدشہ ہو چلا ہے کہ کہیں میرے ایمان میں ہی خلل نہ پڑ جائے۔ خدارا اس کی ہدایت کے لئے دعا فرمائیں!

ا۔ صحیح مسلم، فضائل ابو ہریرہ

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اُسی لمحہ دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے۔
"یا الٰہی! ابو ہریرہؓ کی ماں کو ہدایت نصیب کر" یہ سننا تھا کہ حضرت ابو ہریرہؓ خوشی سے دیوانے ہوگئے حضور سرور کونین صلی اللہ و آلہ وسلم کی دعا کی قبولیت کا انہیں اس قدر یقین تھا کہ الٹے پاؤں گھر روانہ ہوگئے تاکہ ماں کو مبارک باد دیں۔

گھر پہنچے تو دروازہ اندر سے بند تھا دستک دی تو جواب ملا کہ تھوڑی دیر انتظار کرو۔ ابو ہریرہؓ حیران تھے کہ الٰہی کیا ماجرا ہے۔ البتہ اندر سے پانی گرنے کی آواز آ رہی تھی۔ کچھ دیر بعد دروازہ کھلا تو ماں سامنے تھیں جو نہا دھو کر صاف ستھرا لباس پہن چکی تھی، بیٹے کو دیکھا تو کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہوگئیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے ماں کو مبارک باد دی اور واپس جا کر سارا واقعہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کہہ سنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سن کر بہت مسرور ہوئے اور خدا کا شکر ادا کیا!

۸

حضرت ابو امامہؓ کے حق میں سلامتی کی دُعا

جہاد مسلمانوں پر فرض ہے۔ اللہ کی راہ میں دین کے دشمنوں کے خلاف جنگ کرنا عین عبادت ہے۔ اس مقدس لڑائی میں اگر کوئی مارا جائے تو شہید کہلاتا ہے اور زندہ رہے تو غازی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ موت برحق ہے، ہر جاندار چیز نے اس کا ذائقہ چکھنا ہے۔ مگر شہادت کی موت کی شان ہی اور ہے، شہید مر کر بھی زندہ رہتا ہے اور جنت میں اعلیٰ مقام پاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ابتدائے اسلام کے مسلمان شہادت کی تمنا کرتے تھے اور اس مقصد کے لئے جہاد میں نہایت ذوق و شوق سے شرکت کرتے۔ یہی نہیں رسول خدا

Marfat.com

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے شہادت کے لئے دعا کراتے۔

ایسے ہی ایک صحابی حضرت ابو امامہؓ کا واقعہ ہے کہ اسلامی لشکر کہیں جہاد پر جارہا تھا۔ سبھی بڑھ چڑھ کر شرکت کررہے تھے حضرت ابو امامہؓ بھی تیار ہو کر آئے۔ سیدھے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

عرض کی یارسول اللہ! دعا کیجیئے کہ شہادت نصیب ہو۔

دعا فرمائی الٰہی! ابو امامہؓ کو سالم اور غانم واپس لا۔

چنانچہ وہ لڑائی سے صحیح سلامت لوٹے۔ بہت سامال غنیمت بھی ہمراہ تھا۔

پھر کہیں فوج جانے لگی۔ تو حضرت ابو امامہؓ نے پھر وہی درخواست کی۔

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پھر وہی دعا فرمائی اور ابو امامہؓ کا بال بیکا نہ ہوا۔

تیسری مرتبہ پھر جہاد کی نوبت آئی تو ابو امامہؓ نے پھر شوق شہادت کا اظہار کیا اور دعا کی درخواست کی۔

مگر اس بار بھی وہی جواب تھا حسبِ معمول سلامتی کی دعا دی اور حضرت ابو امامہؓ کو خراش تک نہ آئی۔

آخر آتی بھی کیوں! حبیب خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جس کے لئے سلامتی کی دعا مانگیں، اس کا بال بیکا کیونکر ہو سکتا ہے!

۹

حضرت عروہؓ کے لئے برکت کی دُعا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بکری خریدنا چاہتے تھے۔ حضرت عروہؓ نامی صحابی حاضر خدمت تھے۔ آپ صلی اللہ

۱۔ صحیح بخاری کتاب علامۃ النبوۃ

علیہ و آلہ وسلم نے ارادہ ظاہر کیا تو عرض کی' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہمارے ہوتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کیوں زحمت کرتے ہیں۔ مجھے حکم کریں۔ میں یہ خدمت بجا لاتا ہوں۔ سستے زمانے تھے' چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے انہیں اس مقصد کے لئے ایک درہم دیا۔ حضرت عروہؓ منڈی میں گئے۔ مختلف جانوروں کو دیکھا اور ان کے نرخ دریافت کئے' کوشش یہ تھی کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پیسے کا صحیح استعمال ہو۔ کوئی اچھا سا جانور مناسب قیمت میں مل جائے۔

اس کوشش اور احتیاط کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک درہم میں ایک کی بجائے دو بکریاں مل گئیں۔ رسیاں پکڑے واپس آ رہے تھے۔ کہ راہ میں ایک شخص ملا۔ بولا عروہؓ نہایت عمدہ جانور ہیں۔ بیچو گے کیا؟ عروہؓ بولے ٹھیک ہے' آپ خرید لیں چنانچہ ایک درہم میں ایک بکری کا سودا ہو گیا۔

اب جناب عروہؓ بکری لئے دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں حاضر ہوئے اور درہم بھی واپس کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حیرت سے پوچھا عروہؓ! یہ کیا؟ اس پر صحابی رسول نے سارا واقعہ کہہ سنایا۔ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت عروہؓ کی تاجرانہ مہارت سے بہت متاثر ہوئے اور کاروباری معاملات میں برکت کے لئے انہیں دعا دی۔

پھر تو حضرت عروہؓ کے کاروبار میں ترقی کا یہ عالم ہوا کہ مٹی کو ہاتھ لگاتے تو وہ بھی سونا بن جاتی تھی۔ یعنی ہر معاملے میں بے انتہا فائدہ ہوتا تھا۔¹

(۱۰)

حضرت انسؓ کے لئے دعائے برکت

حضرت انسؓ کا شمار حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خادموں میں ہوتا

---

¹ صحیح بخاری' باب علامۃ النبوۃ

ہے۔ سات برس تک جناب رسالت مآبؐ کی خدمت میں رہے۔ ابھی چھوٹے ہی تھے کہ ایک روز ان کی والدہ ہمراہ لے کر دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں حاضر ہوئیں عرض کی۔ یا رسول اللہ! اپنے اس بیٹے کو آپ کی خدمت کے لئے لائی ہوں۔ اسے خادم کے طور پر قبول کیجیئے اور اس کے حق میں برکت کی دعا بھی فرمائیے۔

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس درخواست کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے بچے کو اپنے پاس رکھ لیا اور اس کے لئے ترقی مال و اولاد کی دعا بھی فرمائی۔

حضور کی تربیت کے نتیجے میں یہ بچہ بعد میں جلیل القدر صحابی بنا۔ اور دعا بھی حرف بحرف قبول ہوئی۔ حضرت انسؓ کے بیٹوں اور پوتوں کی تعداد سو کے قریب پہنچی اور مال کی فراخی کا یہ عالم تھا کہ ان کا باغ سال میں دو مرتبہ پھل لگتا تھا اور اس میں ایک نایاب پودا ایسا بھی تھا جس سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔ لوگ یہ رزق اور فضل دیکھتے تو دنگ رہ جاتے اور حضرت انسؓ کی قسمت پر رشک کرتے تھے!

(۱۱)

بارانِ رحمت

ہجرت کے بعد کا واقعہ ہے کہ ایک سال مدینہ اور ارد گرد کے علاقوں میں بارشیں کم ہوئیں۔ فصلیں سوکھ گئیں۔ نخلستان اجڑنے لگے۔ تو لوگوں کو پریشانی لاحق ہوئی۔

جمعہ کے روز مسجد نبوی میں حسب معمول اجتماع تھا۔ آسمان آج بھی روز کی طرح صاف تھا۔ بادل کے دور' دور تک نشان نہ تھے۔ حضورؐ نے خطبہ ختم کیا تو ایک شخص اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

ترمذی' مناقب انسؓ

Marfat.com

مویشی ہلاک ہوگئے۔ لوگ بھوکوں مرنے لگے ہیں خدا سے دعا فرمایئے کہ ہمیں سیراب کرے۔"

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے دعا ختم بھی نہ ہوئی تھی۔ کہ تیز ہوا چلنا شروع ہو گئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے آسمان سیاہ بادلوں سے ڈھک گیا اور موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ لوگ مسجد سے نکلے تو گھر پہنچنا مشکل ہو گیا۔ ایک ہفتہ تک پانی برستا رہا۔ لوگ گھبرا اُٹھے۔ اگلا جمعہ آیا تو وہی شخص پھر اٹھ کھڑا ہوا عرض کی "یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جل تھل ہو گیا مکانات گر رہے ہیں دعا کیجیئے کہ خدا پانی کو روک دے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مسکرائے اور دعا فرمائی' بارش فوراً رک گئی![1]

(۱۲)

قبیلہ دوس کے لئے دُعا

حضرت طفیل دوسیؓ ایک نامور صحابی ہو گزرے ہیں جیسا کہ نام سے ظاہر ہے قبیلہ دوس سے تعلق رکھتے تھے۔ قدرت نے ہدایت بخشی تو اپنے کئی ساتھیوں کے ہمراہ دربار رسالت میں حاضر ہو کر ایمان لے آئے۔

اسلام کی دولت سے مالا مال ہونے کے بعد آپ کا دل اپنے قبیلے کے لئے بہت کڑھتا رہا' چاہتے تھے کہ وہ بھی اسلام قبول کر کے فلاح پائیں۔ اس سلسلے میں حضرت طفیلؓ نے بہت پاپڑ بیلے۔ مگر قبیلہ والے 'اس طرف رجوع ہی نہیں کر رہے تھے۔ حضرت طفیلؓ اُن کے رویئے سے تنگ آ گئے تو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی۔ یارسول اللہ! میں نے سارے جتن کر لئے پورا زور لگا لیا۔ لیکن قبیلہ دوس تو ٹس سے مس نہیں ہوتا۔ ان کے لئے بد دعا فرمایئے[2]

---

۱ بخاری علامات النبوۃ ۲ صحیح بخاری 'قصہ دوس

تاکہ اوروں کو عبرت ہو۔
حضور رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ سن کر تبسم فرمایا اور یہ دعا فرمائی۔

خداوندا! اہل دوس کو ہدایت دے اور انہیں یہاں لا۔ رسول خدا کی یہ دعا بارگاہ ایزدی میں قبول ہوئی کچھ ہی عرصے بعد قبیلہ دوس کے سب لوگ دربار رسالت میں حاضر ہو کر ایمان لے آئے۔

۱۳

فضالہ بن عمرؓ کے لئے دُعا

مکہ فتح ہوا تو کفار جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ زیادہ تعداد سچے دل سے ایمان لائی مگر بعض ایسے بھی تھے۔ جن کا ایمان ابتدا میں کمزور تھا۔ لوگوں کی دیکھا دیکھی انہوں نے بھی کلمہ پڑھ تو لیا مگر اسلام نے ابھی ان کے دلوں میں جڑ نہیں پکڑی تھی۔

انہیں لوگوں میں ایک شخص فضالہ بن عمر بھی تھا۔ فتح مکہ کے بعد ایک دن حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم طواف میں مشغول تھے۔ تو وہ بھی موجود تھا۔ شیطان نے غلبہ کیا' تو سوچا کہ خوب موقع ملا ہے' کیوں نہ آج محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا خاتمہ کر دیا جائے۔ فضالہ کے دل میں یہ خیال آیا ہی تھا کہ اللہ نے اپنے پیارے نبی کو بھی آگاہ کر دیا۔ فضالہ ذرا قریب پہنچے تو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نہایت ملائمت سے پوچھا۔

کہو فضالہ! کیا سوچ رہے ہو۔

عرض کی' یا رسول اللہ! کچھ نہیں' بس طواف کی غرض سے آیا تھا۔

اس پر سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تبسم کیا' فضالہ کے لئے مغفرت کی دعا فرمائی اور ان کے دھڑکتے ہوئے دل پر دست مبارک رکھ کر فرمایا'

Marfat.com

"اسے قابو میں رکھو" ۱

اتنا کرنا تھا، کہ فضالہ کی دنیا ہی بدل گئی۔ اور آگے چل کر اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اس قدر پرستار بنے کہ دوسرے صحابہ رشک کیا کرتے تھے!

(۱۴)

فتح حنین

فتح مکہ کے بعد اسی سال غزوہ حنین پیش آیا مسلمانوں کی تعداد کوئی بارہ ہزار کے لگ بھگ تھی اور مکہ کی کامیابی نے ان کے حوصلے بہت بلند کر دیئے تھے۔ اسلامی لشکر کی تعداد اور مال و اسباب کی کثرت کے سبب سب کو حنین میں مسلمانوں کی فتح کا یقین تھا۔

مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ دشمن کچھ اس قدر بے جگری سے لڑا کہ اسلامی لشکر کے پاؤں اکھڑ گئے اور ایک وقت ایسا آیا کہ حضورؐ کے ساتھ صرف چند صحابہ رہ گئے۔ حضرت عباسؓ نے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خچر کی لگام پکڑی ہوئی تھی۔ کہ کہیں دشمن کی صفوں میں نہ جا گھسے۔ صحابہ بے بسی کے عالم میں ایک دوسرے کا منہ دیکھ رہے تھے ایسے میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت عباسؓ کو حکم دیا کہ مہاجرین اور انصار کو آواز دے کر بلاؤ۔ جب کچھ لوگ جمع ہو گئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک مٹھی بھر خاک زمین پر سے اٹھائی اور دم کر کے کفار کی جانب پھینک دی۔ اس کے ساتھ ہی مسلمانوں نے بھرپور حملہ کر دیا اور بالآخر کفار کو شکست ہوئی۔

حضرت عباسؓ کا بیان ہے کہ اس فتح میں ہمارا کوئی کمال نہ تھا مسلمانوں کے اکھڑے قدم رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دعا کے صدقے جمے اور

---

۱ عبدالحق محدث دہلوی، مدارج النبوت، حصہ اول

Marfat.com

اس مٹھی بھر خاک نے تو وہ معجزہ کر دکھایا کہ سب کفار کی آنکھوں تک پہنچی اس کے بعد ان میں لڑنے کی سکت نہ رہی۔ تلواریں اور نیزے ان سے سنبھالے نہیں جاتے تھے اور بالآخر شکست کھا گئے۔!

(۱۵)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے لئے دُعائے برکت

صحابی رسول حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ تجارت پیشہ تھے۔ ایک روز خدمت نبوی میں حاضر ہو کر دعائے برکت کے لئے درخواست کی۔

رسول خدا نے فرمایا' عبدالرحمٰن! اللہ تجھے برکت دے گا۔

اس دعا کی برکت سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے کاروبار نے اس قدر ترقی کی کہ لوگ حیران تھے۔ ۳۱ھ میں فوت ہوئے تو ترکہ کا کوئی حساب نہ تھا۔ وصیت کے مطابق ایک ہزار گھوڑے اور پچاس ہزار دینار خیرات کر دیئے گئے۔ پھر بھی ان کی چار بیواؤں کو اسی' اسی ہزار دینار ملے[۱] اس کے علاوہ صحابیؓ رسول اپنی زندگی میں ہی بہت کچھ خرچ کر چکے تھے۔ معمول کے صدقات و خیرات کے علاوہ ایک بار انہوں نے اپنا آدھا مال اللہ کی راہ میں دے دیا تھا۔ ایک مرتبہ چالیس ہزار دینار' پانچ سو گھوڑے اور پانچ سو اونٹ خیرات کئے۔ ایک دفعہ تیس غلام آزاد کئے۔ اور ایک مرتبہ سات سو اونٹ مع سامان اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیئے تھے۔

تو دوستو! یہ جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دعا کا معجزہ تھا کہ زندگی بھریوں لٹانے کے باوجود دولت میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا۔ اور مرنے کے بعد بھی بہت کچھ بچ رہا!

۱۔ صحیح بخاری ۲۔ صحیح مسلم

Marfat.com

پانچواں باب

افراطِ اشیاء

(پانی، کھانا، دودھ)

پانی نعمت خداوند ہے۔ اس کے بغیر زندگی محال ہے۔ کرہ ارض پر آبادی کے پھیلاؤ پر غور کریں' تو پتہ چلتا ہے کہ گنجان آبادی والے علاقے دریاؤں کے کناروں پر واقع ہیں۔ مگر صحرائے عرب کو اس نعمت سے زیادہ حصہ نہیں ملا۔ وہاں پانی کی ہمیشہ قلت رہی اس سبب یہ علاقہ بیرونی حملوں سے بھی بچا رہا۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بعثت کے بعد اسلامی ریاست کی بنیاد پڑی تو انسانوں کے اجتماعات عام ہونے لگے' اکثر مہمات میں ہزاروں مسلمان حصہ لیتے۔ اس زمانے میں فوج کے لئے اشیائے خورد ونوش کی فراہمی کا کوئی معقول انتظام نہیں ہوتا تھا۔ ہر کوئی معمولی سا راشن ہمراہ لے لیتا۔ ایسے میں اکثر کھانے' پینے کی چیزوں کی کمی کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔

پانی تو عام طور پر کم پڑ جاتا تھا۔ چنانچہ مسلمانوں کو بھوک' پیاس سے بچانے کے لئے اللہ تبارک و تعالےٰ نے ایک انوکھا بندوبست کر دیا۔ جب بھی ضرورت پیش آتی' حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے معجزات کمی پوری کر دیتے تھے۔ پانی کی ضرورت ہوئی' تو کبھی آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی انگلیوں سے پھوٹ پڑا اور کبھی مشکیزہ نہر بن گیا۔

کھانے کی قلت ہوئی تو کبھی آدھ سیر کھجوروں نے سینکڑوں کی پیٹ بھر دیا اور کبھی سیر بھر آٹا بیسیوں کے لئے کافی ثابت ہوا۔

یہی حال دودھ کا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دعا کی برکت سے پیالہ بھر سینکڑوں کو سیراب کر دیتا تھا' اور سوکھے تھنوں وہ روانی آتی کہ گھر کا کوئی

Marfat.com

برتن خالی نہ رہتا۔

اس باب میں اسی نوع کے معجزات کا ذکر ہے۔

(۱)

انگلیوں سے پانی بہہ نکلنا

قبا' مدینہ منورہ کی ایک نواحی بستی ہے۔ ہجرت مدینہ کے وقت شہر میں داخل ہونے سے قبل کچھ روز آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس بستی میں مقیم رہے۔ وہاں ایک مسجد بھی تعمیر کی' جو مسجد قبا کہلاتی ہے اور آج بھی موجود ہے۔ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اس بستی سے بہت رغبت تھی۔ اکثر صحابہ کے ساتھ وہاں تشریف لے جاتے اور مقامی مسجد میں نماز ادا فرماتے ' بستی میں حضور کی تشریف آوری پر لوگ انتہائی مسرت کا اظہار کرتے۔ جوق در جوق خدمت نبوی میں حاضری دیتے اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی امامت میں نمازیں پڑھتے۔

ایسے ہی ایک موقعہ کا ذکر ہے کہ نماز کا وقت آیا تو مقامی لوگ اپنے گھروں سے وضو کر آئے۔ حضورؐ کے ہمراہ آنے والوں کو دشواری پیش آئی۔ مسجد میں پانی کا کوئی انتظام نہ تھا۔ چنانچہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پتھر کے پیالے میں پانی منگوایا۔ پیالہ اس قدر چھوٹا تھا کہ جناب رسالت مآب کا دست مبارک اس میں پورا نہیں سماتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی چار انگلیاں پانی میں پھیلائیں تو ان سے پانی فوارے کی طرح اچھل کر بہہ نکلا۔ اَسّی کے لگ بھگ صحابہ نے وضو کیا اور پانی کو کوئی قلت محسوس نہ ہوئی!

۱۔ صحیح بخاری' باب معجزات

(۲)

انگلیوں سے پانی بہہ نکلا

غزوات ذات الرقاع کا واقعہ ہے کہ اسلامی لشکر وادی افیح میں خیمہ زن تھا۔ نماز کا وقت آیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے وضو کے لئے پانی طلب فرمایا حضرت جابرؓ پانی کی تلاش میں نکلے اہل لشکر سے پوچھا لیا' ارد گرد دیکھ لیا' مگر پانی نہ ملا۔

ناچار جابرؓ اس انصاری کے پاس پہنچے جو حضور کے پینے کا پانی اپنے پاس رکھا کرتے تھے۔ ان کے پاس بھی یہ نعمت نہ ہونے کے برابر تھی۔ بس ایک چلو بھر ہو گا' جس سے بمشکل مشکیزے کا ایک کونہ گیلا ہو رہا تھا۔ حضرت جابرؓ یہ دیکھ کر سخت پریشان ہوئے اور خدمت نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں ساری صورت حال بیان کر دی۔

ارشاد ہوا' جس قدر موجود ہے' لے آؤ۔

حضرت جابرؓ مشکیزہ اٹھا لائے' سرکار دو جہان نے لکڑی کا پیالہ منگوایا اور اس میں اپنی انگلیاں پھیلا کر جابرؓ کو پانی انڈیلنے کو کہا' حکم کی تعمیل ہوئی اور حاضرین یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی انگلیوں سے پانی فوارے کی شکل میں بہہ نکلا۔ حضرت جابرؓ کے بیان کے مطابق پانی اس قدر تیزی سے بہہ رہا تھا کہ لکڑی کا پیالہ گھومنے لگا۔

سب نے وضو کیا' سیر ہو کر پیا اور آئندہ کے لئے محفوظ بھی کر لیا۔ یوں لشکر اسلام' پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے معجزے کی وجہ سے میدان جنگ میں پریشانی سے محفوظ رہا۔

۱۔ صحیح بخاری' باب معجزات جابر الطویل

Marfat.com

(۳)

انگلیوں سے پانی بہہ نکلا

ایک دفعہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تعلیم و تبلیغ کی غرض سے مدینہ سے کافی دور ایک بستی میں تشریف لے گئے۔ واپس لوٹے تو راستے میں ہی نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ صحابہ نے وضو کے لئے پانی تلاش کیا۔ تو صرف ایک لوٹا بھر ملا۔ پیارے نبی کی خدمت میں پیش کر دیا کہ یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وضو فرمالیں۔ ہم لوگ تیمم کرلیں گے۔

حضور سرور کائنات نے پانی کے برتن پر ہاتھ رکھا ہی تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے پانی کا فوارہ چھوٹ پڑا۔ اس قدر پانی بہا کو تین سو صحابہ کے پینے اور وضو کرنے کے لئے کافی تھا!

(۴)

مشکیزہ تالاب بن گیا

۶ھ میں حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم چودہ سو صحابہ کے ہمراہ زیارت کعبہ کے لئے روانہ ہوئے۔ مگر مکہ والوں نے ایسا نہ کرنے دیا۔ البتہ فریقین میں ایک معاہدہ طے پا گیا۔ جسے تاریخ میں صلح حدیبیہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

اس سفر کے دوران مسلمانوں کے ساتھ زاد راہ کچھ زیادہ نہ تھا۔ دراصل ان کا خیال تھا کہ ہم عمرہ اور زیارت کی غرض سے جا رہے ہیں اہل مکہ ہمارے ساتھ تعاون کریں گے۔ مگر جب ایسا نہ ہوا تو کھانے پینے کی چیزوں کی قلت پیدا ہو گئی۔

۱۔ صحیح بخاری، باب معجزات

پانی تو خاص طور پر بہت کم تھا۔ اور نوبت یہاں پہنچ گئی کہ محض ایک مشکیزے میں تھوڑا سا پانی رہ گیا صحابہ بہت سنبھال کر استعمال کرتے تھے۔

نماز کا وقت آیا تو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اسی مشکیزے سے پانی پیش کیا گیا۔ صحابہ کی پریشانی بھانپ کر رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے وجہ پوچھی تو عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بس یہی تھوڑا سا پانی بچا ہے۔ آس پاس سے ملنے کی توقع بھی نہیں ہے۔

یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تبسم فرمایا دست مبارک مشکیزے میں ڈالا تو اللہ کے حکم سے پانی کی مقدار میں اس قدر اضافہ ہو گیا کہ ڈیڑھ ہزار کے لگ بھگ صحابہ نے وضو کیا' جی بھر کی پیا اور اپنے اپنے برتن اور مشکیزے بھی بھر لئے!

مختلف صحابہ کا بیان ہے کہ پندرہ سو تو کیا اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو بھی پانی کم نہ پڑتا۔[1]

(۵)

کنواں ابل پڑا[2]

لشکر اسلام حدیبیہ کے میدان میں کوئی ہفتہ بھر مقیم رہا اور پر والا واقعہ پہلے دن کا ہے۔ دو چار دن پھر پانی کی کمی محسوس ہوئی تو میدان میں واقع اس کنویں پر تشریف لے گئے جس کا نام حدیبیہ تھا' اور اس کنویں کی وجہ سے ارد گرد کے پورے علاقے کو بھی حدیبیہ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ کنواں سوکھ چکا تھا اور تہہ میں پڑے سنگریزے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ حضور سرور کائنات منڈیر پر بیٹھ گئے پانی منگوایا

۱۔ صحیح بخاری' باب معجزات ۲۔ صحیح بخاری' باب معجزات۔

کلّی کی اور کنویں میں ڈال دی۔ پھر کیا تھا' یکایک کنویں میں پانی کے آثار پیدا ہوئے اور سطح بلند ہونے لگی اور یہ نعمت خداوندی اس قدر وافر مقدار میں جمع ہو گئی کہ پورا لشکر قیام کے دوران اس سے فائدہ اٹھاتا رہا اور یہ ختم نہ ہوئی۔

گویا کہ ڈیڑھ ہزار کے لگ بھگ افراد کے لئے پانی کا مستقل انتظام ہو گیا!

بعض روایات کے مطابق پانی کنویں سے باہر ابل پڑا اور لوگوں کو وہاں سے بھاگنا پڑا ورنہ ڈوب جاتے۔

(۶)

مشکیزے سے پانی ابل پڑا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سفر میں تھے۔ صحابہ کی ایک جماعت بھی ہمراہ تھی۔ رات آئی تو ایک جگہ پڑاؤ کیا' صبح اٹھے سب نے نماز کی تیاری کی۔ پانی کم تھا' بعض نے وضو کیا اور بعض نے تیمّم سے گزارہ کیا۔

نماز سے فارغ ہوئے تو صحابہ نے پانی کی قلت کی شکایت کی' عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ابھی تو صبح کا وقت ہے مگر ہمارے مشکیزے خالی ہو چکے ہیں' دوران سفر پانی نہ ملا تو مشکل ہو جائے گی۔

آپ نے چند صحابہ کو پانی کی تلاش میں روانہ کیا۔ انہوں نے دور دور تک دیکھا مگر پانی کا نام و نشان نہیں تھا' ناگاہ' ایک عورت نظر آئی جو اونٹ پر دو مشکیزے لادے جا رہی تھی۔ صحابہ نے پانی کا اتہ پتہ پوچھا تو بولی کہ یہ علاقہ تو اس نعمت سے یکسر خالی ہے' میں تو بہت دور واقع ایک چشمے سے لے کر آ رہی ہوں صحابہ نے فاصلہ دریافت کیا' تو کہنے لگی کہ میلوں اور کوسوں میں تو شاید نہ بتا سکوں' البتہ وہاں پہنچنے میں ایک دن اور ایک رات صرف ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

صحابہ ساری تفصیلات معلوم کر کے سخت حیران ہوئے اور خاتون کو دربار رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں چلنے کی درخواست کی۔ پانی کی اس قدر قلت پر بھی پریشان تھے۔ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ان باتوں کا علم ہوا تو فرمایا گھبراؤ نہیں اللہ تعالیٰ مشکلات کو آسان کرنے والے ہیں۔

یہ کہہ کر ایک مشکیزے کو ہاتھ لگایا تو اس کے منہ سے یوں پانی ابل پڑا جیسے کوئی نہر بہہ رہی ہو صحابہ نے جی بھر کر پیا اور اپنے اپنے مشکیزے اور دوسرے برتن بھی بھر لئے۔

صحرائی عورت سخت حیران تھی کہ اس کے مشکیزے جوں کے توں ہیں اور قافلے والوں کے پاس بھی پانی کی کوئی کمی نہیں رہی اپنے قبیلے میں واپس آئی تو سب کو یہ قصہ کہہ سنایا بولی میرے خیال میں وہ کوئی بڑا جادوگر ہے۔ مگر اس کے ساتھی اسے پیغمبر کہتے ہیں اور اس پر دل و جان سے فدا ہیں۔

قبیلے کے کچھ سیانوں نے یہ سنا تو تحقیق کی غرض سے گئے صحابہ اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ملے اور ان کے کردار سے اس قدر متاثر ہوئے کہ ایمان لے آئے!

۷

پانی کی مقدار میں اضافہ

اسی طرح ایک اور سفر میں صحابہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہمراہ تھے، نماز کا وقت آیا تو پانی تلاش کیا گیا صرف ایک پیالہ بھر پانی ملا، حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس سے وضو فرمایا اور جو باقی بچا اس میں اپنی انگلیاں پھیلا دیں پانی کی مقدار اس قدر زیادہ ہو گئی کہ سب ساتھیوں نے وضو کیا اور پیاس بھی ۔

صحیح بخاری

Marfat.com

بجھائی۔

۸

نہر رواں ہوگئی

اسلامی لشکر غزوہ تبوک کے لئے روانہ ہوا تو تھوڑا بہت زادراہ ہمراہ تھا' البتہ پانی حسب معمول کم تھا۔ کئی دن کے سفر کے بعد ایک جگہ پڑاؤ کیا' تو نماز عشا کے بعد حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اہل لشکر کو ضروری ہدایات دیں۔ پانی کی کمی کی شکایت پر فرمایا کہ کل دوپہر کے لگ بھگ ہم تبوک کے پاس پہنچیں گے۔ وہاں کی نہر ہمیں سیراب کرے گی۔ مزید فرمایا کہ جب تک میں نہ پہنچ جاؤں کوئی شخص اس کے پانی کو ہاتھ نہ لگائے۔

صحابہ کی خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا کہ کل وافر مقدار میں پانی ملے گا تو اپنی اور جانوروں کی پیاس بجھائیں گے۔ دوپہر کو تبوک پہنچے مگر نہر دیکھ کر سخت مایوس ہوئے' تھوڑا سا پانی ایک تنگ سی لکیر کی شکل میں بہہ رہا تھا۔

بہرحال سبھی نے حضور سرور کائنات کی آمد کیا انتظار کیا۔ آپ تشریف لائے اور تھوڑا سا پانی نکلوا کر منہ ہاتھ دھویا پھر وہی پانی نہر میں ڈلوا دیا۔ اس پانی کا نہر میں پڑنا تھا تو گویا سیلاب سا آ گیا اور پھر اس مہم کے دوران پانی کی کوئی قلت محسوس نہ ہوئی۔[1]

۱۔ صحیح مسلم' باب معجزات

Marfat.com

۹

تھوڑی کھجوروں میں برکت

ہجرت مدینہ کے بعد بہت سے لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شہرت سن کر لوگ جوق در جوق ان کی خدمت میں کھنچے آتے تھے۔ بعض دفعہ تو سینکڑوں افراد اکٹھے ہی دربار رسالت میں حاضری دیتے اور دینی و دنیوی فلاح پاتے۔

ایک ایسے ہی موقعہ پر چار سو چودہ آدمی خدمت نبوی میں حاضر ہوئے۔ کھانے کا وقت ہوا تو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو بلا کر فرمایا کہ مہمانوں کو کھانا کھلائیں۔ حضرت عمرؓ سخت پریشان ہوئے۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم گھر میں تو بس گزارہ ہی ہے اور یہ اتنے سارے لوگ[۱] ارشاد ہوا۔ جاؤ جو بھی ہے ان کو کھلا دو۔ غرض حضرت عمرؓ مہمانوں کو ہمراہ لے کر چلے۔

گھر سے دریافت کیا تو پتہ چلا تھوڑی سی کھجوروں کے علاوہ کچھ نہیں چنانچہ مہمانوں کو ایک جگہ بٹھایا اور وہی ایک طشت میں رکھ کر پیش کر دیں۔

اب اللہ کے حکم سے ان میں اس قدر برکت آ گئی کہ چار سو چودہ آدمیوں نے پیٹ بھر کر کھائیں اور ختم نہ ہوئیں۔ بلکہ ان میں کمی تک نہ آئی!

۱۰

ایک طشت کھانا، تین صد مہمان

۱۔ سید سلیمان ندوی، سیرۃ النبی، جلد سوم۔

Marfat.com

حیس عربوں کا ایک مرغوب کھانا ہے۔ جسے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی بڑے شوق سے کھاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خادم خاص حضرت انس ؓ کی والدہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر دل و جان سے فدا تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت زینب ؓ سے نکاح فرمایا تو اس نیک دل خاتون (والدہ انس ؓ) نے ایک طشت بھر حیس تیار کر کے اپنے بیٹے کے ہاتھ خدمت نبوی میں بھیجا۔

حضرت انس ؓ کھانا لے کر آئے تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بہت سے صحابہ کو دعوت دی۔ کوئی تین سو آدمی جمع ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حکم دیا کہ دس دس کی ٹولیوں میں حلقہ باندھ کر بیٹھ جائیں۔

سب بیٹھ گئے تو کھانا تقسیم ہوا اور مہمانوں کو اپنے سامنے سے کھانے کی تاکید فرمائی۔ یوں اس ایک پلیٹ کھانے میں اس قدر برکت ہوئی کہ تین سو آدمیوں کے سیر ہو کر کھانے کے باوجود بچ رہا!

(۱۱)

آدھ سیر آٹا، کھانے والے ایک سو تیس

اس طرح ایک مرتبہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سفر میں تھے۔ ایک سو تیس آدمیوں کی جماعت بھی ہمراہ تھی۔ راستے میں ایک جگہ پڑاؤ کیا۔ کھانے کا وقت ہوا تو کوئی خاص بندوبست نہیں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے لوگوں سے کہا کہ کسی کے پاس کوئی چیز ہو تو لے آئے۔ ایک شخص کے پاس آدھ سیر کے قریب آٹا تھا۔ وہی حاضر کر دیا گیا۔

سالن کی فکر ہوئی تو دور ایک شخص بکریاں چراتا ہوا نظر آیا۔ ایک صحابی گئے

۱۔ مسلم، جلد اول کتاب النکاح

اور ایک بکری خرید کر لائے' جسے ذبح کر کے سالن کی تیاری کا اہتمام ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حکم پر کلیجی کو الگ بھونا گیا اور سب لوگوں میں تقسیم کی گئی۔

پھر چپاتیاں اور گوشت پکا تو لوگوں نے پیالوں میں بھر بھر کھایا۔ سب سیر ہو گئے۔ مگر کھانا تھا کہ ختم ہونے کو نہیں آتا تھا!

ظاہر ہے یہ سب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دعا برکت کا نتیجہ تھا۔

۱۲

راشن بڑھ گیا

آج کل کی جنگوں میں راشن اور سپلائی کا خاص طور پر خیال رکھا جاتا ہے۔ مبادا محاذ پر اشیائے خوردنی کی قلت ہو جائے اور سپاہیوں کی کارکردگی متاثر ہو' مگر آج سے چودہ سو سال قبل صحرائے عرب میں یہ تکلف اور تردد ناممکن تھا۔ اسلامی لشکر کسی مہم پر روانہ ہوتا تو ہر شخص ضرورت کی تھوڑی سی چیزیں ہمراہ لے لیتا' سواری کا جانور' ہتھیار اور تھوڑی بہت کھانے پینے کی چیزیں اور بس۔ راشن اور سپلائی کا مرکزی طور پر کوئی انتظام نہیں ہوتا تھا۔ ذرائع آمد و رفت بے حد ناقص اور پھر مہمات کی طوالت کا بھی کوئی اندازہ نہیں ہوا کرتا تھا۔ نتیجۃً مہمات کے دوران خوراک کی کمی کا مسئلہ پیدا ہو جاتا' جو اکثر رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دعاؤں کی برکت سے حل ہوتا تھا۔

غزوہ تبوک میں کچھ ایسی ہی صورت حال پیدا ہو گئی تھی۔ مہم طول پکڑ گئی خوراک ختم ہو گئی۔ نوبت فاقوں تک جا پہنچی تو صحابہ نے سواری کے جانوروں کو ذبح کرنے کی اجازت چاہی جو جنگی نقطہ نظر سے مناسب نہ تھا۔ اس پر حضور سرور کونین

ا۔ صحیح بخاری' جلد دوم' کتاب الاطعمہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے میدان میں ایک چادر بچھانے کا حکم دیا اور صحابہ سے کہا بچا کھچا راشن لا کر اس چادر پر جمع کر دیں یوں تھوڑا سا راشن جمع ہو گیا تو برکت کی دعا فرمائی۔ تمام لوگوں نے پیٹ بھر کر کھایا کئی دنوں کی بھوک مٹائی جب سب سیر ہو چکے تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حکم پر سب نے اپنے اپنے برتن بھی بھر لئے مگر راشن پھر بھی بچا رہا![1]

(۱۳)

لشکر کی دعوت

غزوہ خندق میں مسلمانوں نے شہر کی حفاظت کے لئے مدینہ کے گرد خندق کھو دی انصار اور مہاجرین سبھی مل کر خندق کھود رہے تھے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی بنفس نفیس ان کے ہمراہ تھے۔ سخت مشقت کا کام تھا کھدائی دن رات جاری رہتی۔

مسلمانوں کے وسائل بھی کچھ زیادہ نہ تھے۔ اکثر بھوک' پیاس کا سامنا رہتا تھا۔ صحابہ بھوک مٹانے کے لئے پیٹ پر پتھر باندھ لیتے اور کام جاری رکھتے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا بھی یہی حال تھا۔ ایک دفعہ کسی صحابی نے بھوک کی شدت کا ذکر کیا' اور پیٹ پر بندھا ہوا پتھر دکھایا' تو وہ یہ جان کر حیران رہ گیا سول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے پیٹ پر دو پتھر باندھ رکھے ہیں۔

حضرت جابرؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی یہ حالت دیکھی نہ گئی۔ دل نے ملامت کی کہ ہر حالت میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کھانے پینے کا انتظام کیا جائے' گھر گئے بیوی سے پوچھا تو پتہ چلا کہ گھر میں

۱۔ صحیح مسلم' جلد اول' کتاب الایمان

Marfat.com

سیر بھر جو کے آٹے اور ایک بکری کے سوا کوئی چیز نہیں چنانچہ بکری ذبح کی اور بیوی کو کھانا تیار کرنے کی ہدایت کر کے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مہمان بنانے چلے۔

چلتے ہوئے بیوی نے کہا کہ سامان کم ہے صرف حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دعوت دینا اوروں کو ہمراہ لاکر مجھے رسوانہ کرنا چنانچہ حضرت جابرؓ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک چٹان کے سائے میں بیٹھے سستا رہے تھے۔ قریب جاکر چپکے سے کھانے کی دعوت دی۔

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنی جگہ سے اٹھے، صحابہ کو آواز دے کر بلایا اور فرمایا سب چلیں، جابرؓ کے گھر دعوت ہے اور میزبان کو ہدایت کی کہ جب تک میں نہ آجاؤں روٹی تیار نہ کرنا اور سالن کا برتن چولہے سے نہ اتارنا۔

حضرت جابرؓ گھر لوٹے تو بیوی نے آڑے ہاتھوں لیا کہ اب خوب جگ ہنسائی ہوگی۔ پورے لشکر کو کہاں سے کھلاؤ گے؟ اتنے میں سبھی پہنچ گئے۔ رسولِ خدا نے آٹے اور سالن میں لباب دہن شامل کر کے برکت کی دعا فرمائی۔ چنانچہ کھانا تیار ہو کر تقسیم ہونا شروع ہوا۔ ایک ہزار کے لگ بھگ آدمی تھے۔ سب نے سیر ہو کر کھایا۔ مگر کھانا ختم ہونے کو نہ آتا تھا۔ سب چلے گئے تو حضرت جابرؓ اور ان کی بیوی یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ آٹے اور گوشت کی مقدار میں کوئی کمی نہ آئی تھی![۱]

(۱۴)

تھوڑا سا غلہ، عمر بھر کا راشن

اہل عرب اکثر بیشتر اپنی حاجتیں لے کر دربار رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں جاتے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان کی ہر ممکن مدد فرماتے تھے۔ ایک

۱۔ صحیح بخاری

مرتبہ ایک شخص خدمت نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں حاضر ہوا عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھوک نے سخت لاچار کر دیا ہے۔ گھر میں پھوٹی کوڑی نہیں' بال بچوں کا پیٹ پالنا محال ہو رہا ہے۔ کچھ عنایت فرمائیے تاکہ فاقے ختم ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تھوڑے سے جو دے دیئے' جنہیں اس نے گھر سے جاکر ایک برتن میں ڈال دیا۔ اب جب ضرورت ہوتی اس کی بیوی برتن سے غلہ نکال کر پیس لیتی تھیں۔ یوں ایک لمبا عرصہ گزر گیا۔ مہمانوں کی آمدورفت بھی رہی لیکن برتن خالی نہ ہوا۔

اس پر اس شخص کو سخت حیرت ہوئی' تجسس کے مارے ایک دن برتن کو چادر پر الٹ دیا اور تولا تاکہ غلے کی مقدار کا اندازہ کیا جاسکے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے غلطی کی۔ اگر تجسس نہ کرتے اور تولنے نہ بیٹھ جاتے تو یہ راشن کبھی ختم نہ ہوتا!

(۱۵)

کھجوروں کا ڈھیر بڑھ گیا

صحابی رسول' حضرت جابر کے والد فوت ہوئے تو پتہ چلا کہ انہوں نے یہودیوں سے کچھ قرض لیا ہوا تھا۔ قرض خواہوں نے رقم کی واپسی کا تقاضا کیا تو بیٹے نے فصل تک انتظار کرنے کو کہا کہ جونہی کھجوریں پک کر تیار ہوں گی سب کا حساب بے باک کر دوں گا۔

۱۔ صحیح مسلم

Marfat.com

کھجور کی فصل تیار ہوئی۔ تو باغ میں ہی ڈھیر لگا دیا گیا۔ قرض خواہ بھی آن پہنچے، فصل کی مقدار دیکھ کر سخت بگڑے کہ اتنی تھوڑی جنس سے ان کا حساب کیسے بے باک ہو گا۔

حضرت جابرؓ بھی بے بس تھے۔ کوئی بڑے زمیندار یا رئیس نہ تھے۔ غریب آدمی تھے۔ یہودیوں کی بہت منت سماجت کی کہ جس قدر موجود ہے لے جائیں باقی بھی وہ تھوڑا تھوڑا کر کے ادا کر دیں گے۔ مگر وہ تو مرنے مارنے پر تل گئے۔ کہ ہمارے ساتھ دھوکا ہوا ہے۔

ناچار حضرت جابرؓ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اپنی مشکل بیان کر کے عرض کی۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میرے ہمراہ تشریف لے چلیں۔ قرض خواہوں کو سمجھائیں، ہو سکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وجہ سے وہ مجھ پر سختی نہ کریں۔"

حضورؐ نے یہ سنا تو حضرت جابرؓ کے ہمراہ ہو لئے۔ باغ میں پہنچے تو یہودی بگڑے بیٹھے تھے۔ انہیں دیکھ کر فرمایا ذرا صبر کریں۔ اللہ مسبب الاسباب ہے ممکن ہے ادائیگی کی کچھ صورت نکل آئے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کھجوروں کے ڈھیر کے گرد چکر لگا کر دعا فرمائی اور اسی پر بیٹھ گئے۔ اب قرض خواہوں سے کہا کہ ایک ایک کر کے آگے آتے جائیں اور اپنا حساب پورا کرتے جائیں۔ حضور سرور کونین کی دعا کی بدولت ان تھوڑی سی کھجوروں میں اس قدر برکت آ گئی کہ سبھی کا حساب بے باک ہو گیا اور قرض ادا ہونے کے بعد بھی بہت ساری بچ گئیں! جو حضرت جابرؓ اپنے بال بچوں کے لئے گھر لے گئے۔

صحیح بخاری

Marfat.com

(۱۶)

تھوڑا سا کھانا، ستّر مہمان

ایک دن حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم چند صحابہ کے ہمراہ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔ کسی دینی موضوع پر گفتگو ہو رہی تھی۔ حضرت ابو طلحہؓ بھی شریک مجلس تھے۔ انہوں نے محسوس کیا کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کافی دیر سے کچھ کھایا پیا نہیں اور اب بھوک کی وجہ سے کمزوری سی لاحق ہو رہی ہے، آواز میں بھی نقاہت آ گئی ہے۔

چپکے سے اٹھ کر گھر آئے، بیوی سے سارا ماجرہ کہ سنایا اور دربار رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں کھانا بھیجنے کی ہدایت کی۔ گھر میں جو کی چند روٹیاں موجود تھیں، خاتون نے وہی ایک کپڑے میں لپٹیں اور خادم رسول حضرت انسؓ کے ہاتھ مسجد نبوی بھجوا دیں۔

حضرت انسؓ لڑکے ہی تھے۔ مسجد میں گئے اور پوٹلی اٹھائے ایک طرف کھڑے ہو گئے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نظر پڑی تو فرمایا۔ "اچھا، تو آپ ابو طلحہؓ کے گھر سے کھانا لے کر آئے ہو۔ لیکن مسجد میں کیا کھانا ہے، چلو میزبان کے گھر ہی چلتے ہیں۔

یہ کہا اور حاضرین کے ہمراہ حضرت ابو طلحہؓ کے گھر کی طرف چلے۔ حضرت انسؓ بھی بھاگے آئے اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی آمد کی اطلاع دی۔ حضرت ابو طلحہؓ نے باہر نکل کر دیکھا تو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک جماعت کے ساتھ تشریف لا رہے تھے۔ حضرت ابو طلحہؓ کی حالت دیکھنے والی تھی ایک طرف تو رسول خدا کی آمد کی خوشی اور دوسری طرف قدرے پریشانی کہ اتنے سارے لوگوں کی دعوت کیسے ہو گی۔

اتنے میں سبھی پہنچ گئے۔ حضرت ابو طلحہؓ نے استقبال کیا اور

Marfat.com

عزت سے بٹھایا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کھانا لانے کو کہا تو میزبان کمرے میں گئے۔ بیوی سے مشورہ کیا پیش کرنے کو کچھ اور تو تھا نہیں۔ چنانچہ وہی جو کی روٹیاں کھولیں۔ ان کا چورا کیا اور گھر میں موجود گھی ڈال کر چوری سی تیار کر لی اور ایک برتن میں سجا کر خدمت نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں پیش کر دی۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے یہ کھانا حاضرین میں تقسیم کرنا شروع کیا۔ سب نے پیٹ بھر کر کھایا پھر بھی بچ رہا۔ باہر سے اور صحابہ کو بلایا گیا۔ وہ بھی سیر ہو گئے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دست مبارک کی برکت سے اس تھوڑے سے کھانا میں اس قدر برکت ہوئی کہ صحابہ دس دس کی ٹولیوں میں آتے[1] پیٹ بھر کر چلے جاتے تھے۔ یوں یہ ستر آدمیوں نے سیر ہو کر کھایا!

(۱۷)

تولا تو برکت جاتی رہی

آنحضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ واللہ وسلم نے وفات پائی تو اُم المومنین حضرت عائشہ ؓ کے گھر میں کوئی ساز و سامان نہ تھا۔ فقط چند وسق[2] جو تھے۔ جو انہوں نے کھانا شروع کر دیئے۔ جب ضرورت ہوتی کچھ اناج نکال کر پسوالیتیں اور ختم ہونے پر مزید نکال لیتی تھیں۔

یونہی ایک عرصہ بیت گیا تو تجسس ہوا کہ اس چھوٹے سے برتن میں آخر کس قدر اناج ہے۔ نکال کر تولا، تو برکت جاتی رہی اور جو کچھ ہی دنوں میں ختم ہو گئے۔

۱۔ صحیح بخاری ۲۔ قدیم عرب کا ایک پیمانہ۔ آج کل کے آدھ کلو کے لگ بھگ۔

Marfat.com

۱۸

حضرت ابوہریرہؓ کا توشہ دان

صحابیِ رسول حضرت ابوہریرہؓ نے طویل عمر پائی خلفائے راشدین کا عہد بھی دیکھا۔ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رحلت کے کافی عرصہ بعد کچھ صحابہ ایک جگہ جمع تھے۔ اپنی اپنی زندگی کے واقعات و تجربات بیان کر رہے تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ کی باری آئی تو کہنے لگے کہ یوں تو زندگی بہت اچھی گزری، مگر تین حادثات کبھی نہ بھولیں گے۔ ساتھیوں نے تفصیل چاہی تو بتایا کہ پہلا کٹھن وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وفات ہے۔ دوسرا حادثہ حضرت عثمانؓ کی شہادت اور تیسری مصیبت میرے توشہ دان کا گم ہو جانا تھا۔

اہلِ مجلس کو حیرت ہوئی کہ پہلی دو باتیں تو سمجھ میں آتی ہیں لیکن یہ توشہ دان کی گمشدگی سمجھ میں نہیں آئی۔

اس پر حضرت ابوہریرہؓ نے واقعہ بیان کیا کہ ایک غزوہ میں رسد ختم ہو گئی۔ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا ابوہریرہؓ تمہارے پاس کچھ ہے؟

عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کچھ کھجوریں ہیں۔

فرمایا لے آؤ۔ میں لے آیا

آپؐ نے دسترخوان بچھایا کل اکیس دانے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک ایک کھجور اٹھاتے اس پر کلام الٰہی پڑھ کر پھونکتے اور رکھتے جاتے تھے۔ جب سب پر دم ہو چکا تو اہلِ لشکر کو دس دس کی ٹولیوں میں بلایا۔ سب کھانے میں شریک ہوئے۔ پوری فوج سیر ہو گئی اور کچھ کھجوریں بچ بھی گئیں۔

میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان پر میرے لئے برکت کی دعا فرما دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایسا ہی کیا اور میں نے انہیں اپنے توشہ

Marfat.com

دان میں ڈال لیا۔ یہ رسول اللہ کی دعا کی برکت تھی کہ میں مدتوں اسی برتن سے کھجوریں نکال نکال کر کھاتا رہا اور وہ ختم ہونے کو نہ آئیں ایک کثیر مقدار میں تو میں نے خیرات بھی کیں۔ غرض وقت گزرتا گیا۔ حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ کے زمانہ تک تو عیش رہے۔ مگر حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے ہنگامے میں میرا یہ توشہ دان گم ہو گیا اور مجھے آج تک صدمہ ہے!

(۱۹)

دودھ میں برکت

جہاد ' اسلام میں فرض ہے۔ اللہ کی راہ میں لڑنے والوں کا بڑا مقام ہے۔

عہد نبوی میں لڑی جانے والی جنگوں میں رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اکثر بنفس نفیس شرکت فرمایا کرتے تھے۔ لیکن اگر کسی وجہ سے نہ جا سکتے تو مجاہدین کے گھر والوں کا پورا پورا خیال رکھتے' ان کے ساتھ مسلسل رابطہ رکھتے' ان کے چھوٹے موٹے کام کر دیتے اور انہیں پریشانی سے بچانے کی ہر ممکن کوشش فرماتے تھے۔

ایک مرتبہ صحابی رسول حضرت خبابؓ شریک جہاد تھے۔ آنحضرتؐ صبح و شام ان کے گھر جاتے اور ان کی بکری کا دودھ نکال کر دیتے تھے۔ دودھ اس قدر وافر مقدار میں ہوتا تھا کہ گھر میں سب سے بڑا برتن لبالب بھر جاتا۔ سبھی اس اضافے پر حیران تھے۔ اتنے میں جنگ ختم ہو گئی۔ حضرت خبابؓ واپس آ گئے۔ اب انہوں نے دودھ نکالنا شروع کیا' تو وہی پہلے جتنا تھا۔

دوستو! یہ تو اللہ کے پاک نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دست مبارک کی برکت تھی۔

۱۔ جامع ترمذی۔

Marfat.com

(۲۰)

اصحاب صفہ[۱] کی دعوت

حضرت ابو ہریرہؓ کے نام سے تو آپ اب تک واقف ہو چکے ہوں گے۔ اِسی کتاب کے کئی واقعات میں ان کا ذکر آچکا ہے۔ یہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اصحاب صفہ میں شامل ہیں زیادہ تر وقت مسجد نبوی کے ایک گوشے میں گزرتا اور دین کی تعلیم حاصل کرنے میں مصروف رہتے تھے۔

کوئی ذریعہ معاش نہیں تھا مسجد میں آنے والے تحفوں اور ہدیوں پر گزر بسر ہوتی تھی بعض اوقات فاقے بھی کرنا پڑتے تھے۔ یونہی ایک دفعہ کھانے کو کچھ نہ ملا تو بھوک سے نڈھال ہو کر راستے میں بیٹھ گئے صحابہ کرام آجا رہے تھے۔ مگر سوال کرنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ اتنے میں حضرت ابو بکر صدیقؓ گزرے تو جی کڑا کر کے براہ راست حاجت بیان کرنے کی بجائے قرآن مجید کی ایک آیت کا مفہوم پوچھا جس میں مساکین کی حاجت روائی کرنے اور ان کو کھانا کھلانے کا اشارہ تھا۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ اپنی رَو میں تھے۔ صورت حال نہ سمجھ سکے اور گزر گئے۔ پھر حضرت عمرؓ آئے حضرت ابو ہریرہ نے ان سے بھی وہی سوال کیا۔ انہوں نے بھی سرسرا سا علمی جواب دیا اور بیچ کی بات سمجھے بغیر چل دیئے۔

اب کی بار جناب رسالت مآب حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا گزر ہوا تو چہرہ دیکھتے ہی معاملہ کی تہہ کو پہنچ گئے۔

۱۔ اصحاب صفہ: ان میں زیادہ تر غریب، مسکین صحابہ شامل تھے۔ گھر گرہتی سے فارغ، یہ لوگ مسجد نبوی کے صحن میں ایک جانب ایک چھپر کے نیچے گزر اوقات کیا کرتے تھے زیادہ تر وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں گزارتے اور علم و فیض کے خزانے لوٹتے ان کی تعداد مختلف اوقات میں مختلف رہی کبھی سو، کبھی ستر وغیرہ۔

Marfat.com

فرمایا ابوہریرہؓ یہاں کیوں بیٹھے ہو میرے ساتھ آؤ۔ گھر پہنچے تو بی بی نے دودھ کا ایک پیالہ پیش کیا۔ پوچھنے پر پتہ چلا کہ کہیں سے ہدیہ آیا ہے۔

چنانچہ ابو ہریرہؓ سے فرمایا۔ "ابو ہریرہؓ! جاؤ سب اصحاب صفّہ کو بلا لاؤ۔

ابو ہریرہؓ کو یہ بے وقت بلاوا کچھ اچھا نہ لگا دل میں سوچا کہ دودھ تو صرف ایک پیالہ ہے۔ اتنے سارے لوگوں کو بلا کر بھلا کیا کریں گے اور پھر بھوک سے جان تو میری نکلی جارہی ہے سب سے زیادہ مستحق تو میں ہوں۔

مگر حکم رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تھا، اٹھے اور صفّہ کے سب ساتھیوں کو بلالائے۔ سب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے تو حضرت ابوہریرہؓ کو سب کو دودھ پلانے کو کہا گیا۔ آپ اٹھے اور سب کو باری باری وہی پیالہ پیش کیا۔ سبھی نے سیر ہو کر پیا۔ اور پیالہ اب بھی لبالب بھرا ہوا تھا۔

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تبسم فرمایا اور کہا ابو ہریرہ! اب ہم اور تم باقی ہیں لو پہلے تم پیو"

حضرت ابوہریرہؓ نے جی بھر کر پیا۔ اور عرض کی یا رسول اللہ اب گنجائش باقی نہیں رہی۔ چنانچہ حضور سرور کونین نے پیالہ ان کے ہاتھ سے لے لیا اور جو بچا تھا بسم اللہ کہہ کر نوش فرمالیا۔

۳۱

بکری کے تھنوں میں برکت

ایک اور صحابی رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت مقدادؓ بے حد غریب اور نادار شخص تھے[۱] ان کے دو دوست بھی تھے مگر وہ بھی انہیں کی طرح مفلس اور

۱۔ صحیح بخاری، جلد دوم، کتاب الرقائق

Marfat.com

قلاش۔ جب گزر اوقات مشکل ہو گئی اور نوبت فاقوں تک پہنچنے لگی تو کئی صحابہ سے مدد چاہی مگر کوئی بھی ان کے نان ونفقہ کا بندوبست کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔

آخرِ کار تینوں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوئے مشکل بیان کی آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم انہیں گھر لے گئے۔ تین بکریاں بندھی تھیں۔ فرمایا یہ تمہارے لئے کافی ہیں' ان کا دودھ نکال کر پی لیا کرو۔ بے چارے بہت خوش تھے' کہ پیٹ بھرنے کا آسرا ہو گیا۔

دودھ نکالنے کی ذمہ داری حضرت مقدادؓ کی تھی۔ وہ دودھ نکالتے 'تینوں جی بھر کر پیتے اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا حصہ الگ رکھ دیتے تھے۔ روزمرہ کے کاموں اور تبلیغی معمولات سے فارغ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم شام کو لوٹتے تو تینوں کو سلام کہتے' حال' احوال پوچھتے اور مسجد میں نماز ادا کرنے کے بعد اپنے حصے کا دودھ نوش فرماتے' یہ ہر روز کا معمول تھا۔

ایک دن حضرت مقدادؓ اپنے حصے کا دودھ پی چکے تو شیطان نے بہکایا کہ رسولؐ خدا کی تو ہر روز انصار کے ہاں دعوتیں ہوتی ہیں۔ طرح طرح کی نعمتیں کھاتے ہیں انہیں بھلا اس دودھ کی کیا ضرورت ہے۔ یہ بھی پی جاؤ' چنانچہ حضرت مقدادؓ دھوکے میں آ گئے اور حضورؐ کا حصہ بھی پی گئے۔ اب شیطان نے ڈرایا کہ ظالم تو' تو آنحضرتؐ کا حصہ بھی پی گیا۔ جب وہ تشریف لائیں گے تو اپنا حصہ نہ پا کر تجھے بددعا دیں گے اور تیرے دین و دنیا برباد ہو جائیں گے۔

اب تو مارے خوف کے' حضرت مقداد کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ سخت پریشان ہوئے کہ اب کیا ہو گا۔

ادھر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم گھر لوٹے' حسب معمول مہمانوں کو سلام کہا' حال' احوال پوچھا' نماز ادا کی اور دودھ کا برتن اٹھایا' تو خالی تھا' آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے آسمان کی طرف دیکھا اور حضرت مقدادؓ کی جان ہوا ہو رہی تھی کہ اب آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بددعا دیں گے اور میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ مگر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔

"خداوندا! جس شخص نے مجھے کھلایا' اس کو تو بھی کھلا اور جس نے مجھے پلایا' اس کو تو بھی پلا۔

اس پر حضرت مقدادؓ کو کچھ حوصلہ ہوا' سوچا کہ دودھ نہ سہی ایک بکری ذبح کر کے حضورؐ کو کھانا پیش کیا جا سکتا ہے اب جو چھری لے کر بکریوں کی طرف بڑھے تو جسے ٹٹولا' تھن دودھ سے لبریز دکھائی دیئے۔ چنانچہ ذبح کا ارادہ ترک کر کے ایک بڑے سے برتن میں دودھ دھویا برتن لبالب ہو گیا۔ تو حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور نے کچھ حصہ پی کر باقی واپس کر دیا۔ جو جناب مقدادؓ نے پی لیا۔ جب تسلی ہو گئی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دعا کی برکت میں شامل ہو گئے ہیں تو سارا قصہ کہہ سنایا۔ حضورؐ مسکرائے اور فرمایا یہ خداوند کریم کی رحمت ہے تم نے اپنے ساتھیوں کو کیوں نہ جگایا تاکہ وہ بھی پی لیتے۔ حضرت مقدادؓ نے عرض کی۔ یارسول اللہ اسے میری خود غرض سمجھ لیجیئے جب میں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ شامل ہو گیا تو مجھے کسی اور کا خیال اور پرواہ ہی نہیں رہی![1]

(۲۲)

خشک بکری کا دودھ دینا

سفر ہجرت میں حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک اونٹنی پر سوار تشریف لے جا رہے تھے' پیچھے حضرت ابو بکر صدیقؓ بیٹھے تھے۔ دوسری سواری پر حضرت عامر بن فہیرہ اور ایک گائیڈ سوار تھا' جو اس راہ سے واقف تھا۔

ان دنوں پورا عرب قحط کی لپیٹ میں تھا ایک عرصے سے بارش نہ برسی تھی۔ نخلستان اجڑ رہے تھے' آبادیاں سمٹ گئی تھیں' ہر طرف اک وحشت کا سماں تھا اور یہ مقدس قافلہ مدینہ کی جانب بڑھ رہا تھا۔ ایسے میں بھوک' پیاس اور تکان نے نڈھال

1۔ صحیح مسلم' جلد دوم' باب اکرام الضیف

کیا، تو کسی ٹھکانے کی تلاش ہوئی جہاں سے کچھ کھانے پینے کو مل سکے اور تھوڑی دیر کے لئے ستایا جاسکے تھوڑی دور راستے کے کنارے پر کچھ خیمے دکھائی دیئے تو جان میں جان آئی۔ سبھی سواریوں سے اتر آئے دیکھا کہ ایک بوڑھی خاتون خیمے سے باہر بیٹھی ہے۔ پتہ چلا کہ بنو خزاعہ کے لوگ ہیں اور خاتون کا نام عاتکہ بنت خالد ہے۔

حضور سرور کونینؐ نے کھانے پینے کو کچھ مانگا تو بولی کہ قحط نے لاچار کر رکھا ہے۔ گھر میں ایسی کوئی چیز نہیں کہ پیش کر سکوں خیمہ میں ایک جانب ایک دبلی پتلی سی بکری کھڑی تھی۔ اس کے بارے میں دریافت کیا تو پتہ چلا کہ کمزوری کے سبب ریوڑ کے ساتھ باہر نہیں جاسکتی اور ادھر کھڑی رہتی ہے۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اجازت ہو، تو اس کا دودھ نکال لیں۔

بڑی بی بولیں۔ اس میں دودھ کہاں؟ مدتوں سے خشک ہے ہاں، اگر آپؐ کو نظر آتا ہے تو نکال لیں۔ ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔

چنانچہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک بڑا سا برتن لانے کو کہا اللہ کا نام لے کر بکری کے نیچے رکھا اور دودھ نکالنے لگے۔ جو دیکھتے ہی دیکھتے لبالب بھر گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سب کو پلایا، دوبارہ نکالا اور پھر سب کو پلایا۔ آخر میں خود پیا اور جاتے ہوئے ایک برتن بھر کر گھر والوں کے لئے بھی چھوڑ گئے۔

بڑی بی اور ان کے اہل خانہ کے لئے یہ سخت اچنبھے کی بات تھی۔ انہوں نے تو کبھی ایسا دیکھا تھا نہ سنا چنانچہ کرید کی تو پتہ چلا کہ معجزہ دکھانے والی یہ شخصیت اللہ کے پاک نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں۔ مکہ سے آرہے ہیں اور مدینہ منزل مقصود ہے یہ سنا تو پورا گھرانہ اسلام لے آیا بڑی بی کے بھائی جیش بن خالد اسلام کے جانباز سپاہی بنے کئی غزوات میں حصہ لیا اور فتح مکہ کے دن شہادت پائی!

۱۔ صحیح بخاری "باب معجزات"

Marfat.com

چھٹا باب

شفائے امراض

انبیا روحانی طبیب ہوتے ہیں۔ دلوں کے امراض کا علاج کرتے ہیں انہیں غیر کے غلبے سے نجات دلاتے ہیں اور اللہ کے نور سے بھر دیتے ہیں۔

مگر کبھی کبھی انہیں جسمانی بیماریوں کا بھی علاج کرنا پڑتا ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جہاں لوگوں کے روحانی امراض کا علاج کیا وہاں انہیں جسمانی بیماریوں سے بھی نجات دلائی۔ محض اللہ کے کلام کے سہارے نہایت پیچیدہ بیماروں کا یوں علاج کر دیا کہ طب جدید حیران ہے۔

یہ باب شفائے امراض کے سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے معجزات سے متعلق ہے۔

۱

آنکھیں صحت یاب ہو گئیں

خیبر کی جنگ میں مسلمانوں کو شروع میں نمایاں کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ یہودیوں کا دفاع بہت مضبوط تھا۔ دو ایک جرنیلوں کو آزمایا لیکن فتح حاصل کرنے میں ناکام رہے۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا کہ کل صبح جسے عَلَم دیا جائے گا وہ خیبر کو فتح کرے گا۔ سبھی کو تجسس تھا کہ دیکھیں کل یہ سعادت کسے نصیب ہوتی ہے۔ صبح ہوئی تو حضورؐ نے علی کرم اللہ وجہ کو طلب فرمایا۔ پتہ چلا کہ وہ بیمار ہیں۔

Marfat.com

آنکھوں میں تکلیف ہے اور ٹھیک سے نظر نہیں آتا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کہنے پر آئے، تو اس حالت میں کہ دو ساتھیوں نے سہارا دیا ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا تو بیماری یوں جاتی رہی جیسے کبھی لگی نہ تھی، چنانچہ عَلَم حضرت علی کرم اللہ وجہ کو عطا ہوا اور خیبر کی فتح انہیں کے حصے میں آئی!

(۲)

تلوار کا زخم اچھا ہوگیا

غزوہ خیبر کا ہی واقعہ ہے کہ ایک صحابی حضرت سلم بن اکوعؓ کی ٹانگ پر تلوار کا زخم لگ گیا۔ زخم بے حد گہرا اور تکلیف دہ تھا۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو پتہ چلا تو مزاج پرسی کے لئے تشریف لائے۔ زخم دیکھا اور اس پر تین بار دم کر دیا، بس یہ کرنا تھا زخم ٹھیک ہو گیا، خون، درد، تکلیف، سب لمحہ بھر میں غائب یوں محسوس ہوتا تھا کہ تکلیف کبھی تھی ہی نہیں صرف معمولی سا نشان باقی رہ گیا۔

اسی قسم کا ایک واقعہ اسلام کے مشہور سپہ سالار حضرت خالد بن ولیدؓ کا ہے۔ غزوہ حنین میں ان کے پاؤں پر زخم آ گیا۔ مگر زخمی ہونے کے باوجود دادِ شجاعت دیتے رہے لڑائی ختم ہوئی تو زخم یاد آیا چنانچہ اپنے خیمے میں چلے آئے۔ خون ابھی تک بہہ رہا تھا اور زخم کی حالت بگڑ رہی تھی۔ لشکر اسلام کو فتح نصیب ہوئی صحابہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نگاہیں حضرت خالد کو ڈھونڈ رہی تھیں۔ استفسار فرمایا تو پتہ چلا کہ زخمی ہونے کے سبب حاضر نہیں ہو سکے۔ چنانچہ اُسی وقت

۱۔ صحیح بخاری کتاب غزوہ خیبر

اٹھے اور جناب خالدؓ کے خیمے کی طرف چلے۔ دیکھا کہ اونٹ کے کجاوے سے ٹیک لگائے بیٹھے ہیں۔

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پاس جاکر خیرت دریافت فرمائی۔ زخم پر ایک نظر ڈالی۔ پھر اس پر لعاب دہن لگادیا۔ اور دیکھنے والوں نے دیکھا کہ حضرت خالد بن ولیدؓ کا مہلک زخم بالکل ٹھیک ہو گیا!

(۳)

مرض نسیان جاتا رہا۔

نسیان، بھول جانے کی بیماری کو کہتے ہیں اس میں حافظہ کمزور ہو جاتا ہے ادھر ایک بات یاد کی ادھر بھول گئے یا ویسے ہی یاد کرنے میں دشواری پیش آتی ہے یا دیر لگتی ہے

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دعا کے اثر سے کئی صحابہ کی یہ بیماری دور ہو گئی۔ احادیث کی کتب میں ایسے متعدد واقعات ملتے ہیں۔ یہاں پر چند ایک کا ذکر کیا جارہا ہے۔

(۱)

ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نسیان لاحق ہو گیا ہے، قرآن حکیم کی سورتیں یاد کرتا ہوں تو بھول جاتا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے انہیں ایک دعا بتائی کہ نماز کے بعد پڑھ لیا

۱۔ سیرۃ النبی جلد سوم سید سلیمان ندوی

Marfat.com

کریں۔ اس دعا کی برکت سے جناب علی کرم اللہ وجہٗ کے حافظے کا یہ عالم ہو گیا۔ کہ ایک وقت میں چالیس چالیس آیات یاد کر لیتے تھے' اور کبھی حافظہ سے نہ اترتی تھیں۔[۱]

(۲)

دوسرا واقعہ حضرت عثمان بن ابی العاصؓ کا ہے۔ آپ طائف کے گورنر تھے۔ دیگر فرائض کے علاوہ نماز بھی پڑھاتے تھے۔ انہیں محسوس ہوا کہ کچھ دنوں سے حافظہ کمزور ہوتا جا رہا ہے۔ بات یاد نہیں رہتی حتیٰ کہ نماز میں بھی آیات کا آگا پیچھا ہو جاتا ہے' پتہ ہی نہیں چلتا کہ کیا پڑھ رہا ہوں۔ سخت پریشان ہوئے فوراً دربار نبوی میں حاضر ہو کر تکلیف بیان کی۔

جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کو سامنے بٹھا کر دَم کیا اور تھوڑی دیر کے لئے ان کے سینے پر ہاتھ رکھا بس پھر کیا تھا۔ نسیان جاتا رہا۔ اور حضرت عثمانؓ کا حافظہ پھر سے قوی ہو گیا۔

تیسرا واقعہ حضرت ابو ہریرہ کے متعلق ہے آپ نے بے شمار احادیث روایت کی ہیں۔ اکثر دربار رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں حاضر رہتے اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فرمودات جمع کرتے رہتے تھے۔

ایک دفعہ انہوں نے حافظہ کی شکایت کی تو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ابو ہریرہ! دامن پھیلاؤ

انہوں نے دامن پھیلا دیا۔ تو حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک اس میں ڈالا اور فرمایا "اب سمیٹ لو۔"

حضرت ابو ہریرہؓ نے تعمیل کی اور پھر یہ عالم ہو گیا کہ جو بات ایک بار سن لی زندگی بھر یاد رہی۔[۲]

۲۔ صحیح بخاری

Marfat.com

(۴)

نابینا' بینا ہوگیا

ایسے ہی ایک نابینا شخص دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں حاضر ہوا' اور آنکھوں سے محرومی کی وجہ سے پیش آنے والی تکلیفوں کا ذکر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اظہار ہمدردی کیا اور فرمایا ؎ اگر چاہو تو میں تمہارے لئے دعا کر دوں اور اگر چاہوں تو صبر کرو جو یقیناً تمہارے لئے اچھا ہے۔

بیچارہ دنیا دار آدمی تھا عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم صبر تو کرلیتا' مگر کیا کروں' اکیلا آدمی ہوں کوئی دیکھ بھال کرنے والا نہیں آنکھوں کی روشنی نہ ہونے کے سبب سخت مشکل میں ہوں۔ لہٰذا میرے لئے دعا فرمادیجئے۔

فرمایا' "اچھی طرح وضو کر کے آؤ۔ دو رکعت نماز پڑھو اور پھر یہ دعا مانگو۔

" یارب العزت! اپنی رحمت والے پیغمبر کے وسیلے سے میری حاجت پوری کردے۔ "

چنانچہ اس شخص نے ایسا ہی کیا۔ جونہی دعا ختم ہوئی اللہ کے حکم سے بینائی لوٹ آئی۔ اور وہ خوشی خوشی گھر کو روانہ ہوا۔[۱]

(۵)

جلا ہوا ٹھیک ہوگیا

حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ کے بچپن کا واقعہ ہے کہ ماں کی گود میں تھے۔ اور وہ کھانا پکا رہی تھیں اب جو بچہ ذرا سا ہمکا تو سیدھا آگ میں جا گرا۔ ماں نے فوری اٹھالیا' لیکن اتنے میں جسم کا کچھ حصہ جل چکا تھا۔ درد کی شدت سے بچے نے آسمان سر پر

۱۔ صحیح بخاری۔

Marfat.com

اٹھالیا۔ مسلسل چیخنے جا رہا تھا کسی کروٹ چین نہیں لیتا تھا۔

چنانچہ ماں نے گود میں اٹھایا اور سیدھی حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں جا پہنچیں۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بچے کو بہلایا۔ دَم کیا اور جلی ہوئی جگہ پر لعاب دہن لگایا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ابھی ماں اپنی جگہ سے اٹھنے بھی نہ پائی تھیں کہ بچہ بھلا چنگا ہو گیا۔ یوں لگتا تھا کہ آگ اس کے پاس سے بھی نہیں گزری۔

(۶)

جنون جاتا رہا

اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے کہ کسی وجہ سے ایک شخص کے دماغ پر اثر ہو گیا۔ عقل نے کام کرنا چھوڑ دیا۔ عجیب دورے سے پڑنے لگے۔ پاگل پن کی کیفیت ہو گی۔ گھر والوں نے ہر ممکن علاج کرایا مگر بے سود جوں جوں علاج ہوتا، بیماری بڑھتی جاتی تھی۔ حتیٰ کہ وہ بالکل پاگل ہو گیا۔

جب کوئی چارہ نہ رہا تو عزیز رشتہ داروں کو خیال آیا کہ کسی کو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں بھیج کر اس کے لئے دعا کرائی جائے۔

چنانچہ مریض کا بھائی دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اور مدعا بیان کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بیماری کی نوعیت دریافت کی تو سب احوال کہہ سنایا۔ فرمایا جاؤ مریض کو یہاں لے آؤ۔

وہ شخص گیا اور مریض کو لے آیا۔ کئی آدمی اسے پکڑے ہوئے تھے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسے سامنے بٹھا کر قرآن حکیم کی متعدد سورتیں پڑھ کر دم کیا۔ لمحہ بہ لمحہ اس کی حالت سدھرتی گئی۔ دَم ختم ہوا تو وہ اٹھ کر کھڑا

مسند ابو داؤد

ہو گیا۔ اور جنون اور پاگل پن کا کوئی اثر باقی نہ تھا!

⑦

ہاتھ ٹھیک ہو گیا۔

صحابی رسول حضرت جرید؄ کے دائیں ہاتھ میں کچھ نقص تھا۔ اس میں گلٹی یا رشہ تھا۔ غرض کھانا نہیں کھایا جاتا تھا اور مجبوراً بایاں ہاتھ استعمال کرتے تھے ایک روز دربار رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں حاضر تھے۔ کہیں سے کچھ کھانا آیا تو سب میں تقسیم کر دیا گیا۔ حضرت جرید کو بائیں ہاتھ سے کھاتا دیکھ کر جناب رسالت مآب ؐ نے دریافت فرمایا۔

جرید؄ دائیں ہاتھ سے کیوں نہیں کھاتے۔

عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم معذور ہوں۔ دائیں سے کھایا نہیں جاتا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کے دائیں ہاتھ پر دم کیا تو لمحہ بھر میں ٹھیک ہو گیا۔ اور پھر وہ بیماری کبھی پلٹ کر نہ آئی![1]

⑧

گونگے کو زبان مل گئی

ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ۱۰ھ میں حج کی غرض سے مکہ تشریف لے گئے ایک لاکھ سے زائد صحابہ ہمراہ تھے۔ تاریخ میں اسے حجۃ الوداع کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

حجۃ الوداع کے زمانے کا واقعہ ہے کہ ایک عورت اپنے بچے کو لے کر

۱۔ سنن ابن ماجہ ۲ صحیح بخاری

Marfat.com

خدمت اقدس میں حاضر ہوئی۔ عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میرا یہ بیٹا گونگا ہے دعا کیجئے اللہ بولنے کی طاقت عطا فرمائے۔

آپ نے پانی منگوایا ہاتھ دھوئے کلی کی اور فرمایا کہ یہ پانی بچے کو پلا دو اور کچھ اس کے جسم پر چھڑک دو۔ عورت نے ایسا ہی کیا۔

کچھ عرصے کے بعد دوبارہ حاضر خدمت ہوئی تو بتایا کہ لڑکا بالکل ٹھیک ہو گیا ہے اور صاف باتیں کرتا ہے۔

⑨

بلا دُور ہو گئی

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کسی سفر پر تشریف لے جا رہے تھے۔ راستے میں ایک عورت گود میں بچہ اٹھائے ہوئے حاضر خدمت ہوئی۔ عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میرے بچے کو نہ جانے کیا مرض ہے۔ دورے سے پڑتے ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے کسی بَلا کے اثر میں ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بچے کو ماں سے لے کر اپنے سامنے لٹایا۔ اور تین بار فرمایا۔

"اے خدا کے دشمن نکل جا۔ میں خدا کا رسول ہوں'

پھر بچہ ماں کے حوالے کر دیا۔ خود آگے روانہ ہو گئے۔ کچھ عرصے بعد واپسی ہوئی تو دیکھا کہ وہی عورت منتظر ہے۔ بچہ بھی بھلا چنگا ہمراہ تھا۔ اور دو دُنبوں کی رسیاں تھام رکھی تھیں۔

عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ کی دعا کے صدقے میرا بچہ تندرست ہو گیا ہے۔ اب اسے دورے بالکل نہیں پڑتے۔ یہ دو دنبے ہدیہ کے طور پر لائی ہوں۔ قبول فرمایئے۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک دنبہ قبول فرمالیا اور دوسرا واپس کر دیا۔[1]

۱۰

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی صحت یابی

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اسلام کے ایک مشہور سپہ سالار ہو گزرے ہیں حضور صلی اللہ لیہ و آلہ وسلم کے ساتھ مدینہ ہجرت کی حجتہ الوداع کے موقعہ پر رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہمراہ تھے، اتفاق سے قیام مکہ کے دوران ہی بیمار پڑ گئے۔ ہر طرح کا علاج معالجہ آزمایا مگر مرض کی شدت میں اضافہ ہوتا گیا، غرض زندگی سے مایوس ہو گئے۔ وصیت بھی تیار کرلی۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مزاج پرسی کے لئے تشریف لائے، تو عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم، نصیب میں مکے کی مٹی تھی۔ ہجرت کی، مدینہ گیا مگر مرنے کے لئے پھر سے مکہ آ گیا ہوں۔

آپؐ نے یہ سن کر فرمایا "اللہ نے چاہا تو ہرگز ایسا نہیں ہو گا" ابھی تو تمہارے ہاتھوں بہتوں کا بھلا اور بہتوں کا نقصان ہونا ہے اور اگر خلوص اور نیک نیتی سے محنت کرو گے تو بلند مقام پاؤ گے۔

پھر حضرت سعدؓ کی صحت کے لئے تین مرتبہ دعا فرمائی۔

"الٰہی سعدؓ کو شفا دے! الٰہی سعدؓ کو شفا دے، الٰہی سعدؓ شفا دے!"

رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی یہ دعا بارگاہ الٰہی میں قبول ہوئی، زندگی سے مایوس سعدؓ دنوں میں بھلے چنگے ہو گئے۔ اس واقعہ کے ایک عرصہ بعد تک زندہ و سلامت رہے۔ خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ کے زمانے میں ایرانی سلطنت پر حملہ

۱۔ مسند احمد بن حنبل

Marfat.com

کیا گیا تو اسلامی لشکر کے سالار مقرر ہوئے۔

حضور سرور کونین کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ کا تعلق دراصل حضرت سعدؓ کی فتوحات ہی سے تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ حضرت سعدؓ کا شمار اسلام کے نامور سپہ سالاروں میں ہوتا ہے[1] اور عہد فاروقی میں بہت شہرت پائی اسلام اور مسلمانوں کی بھلائی میں کوئی کسر نہ اٹھائی جبکہ دشمنوں کے لئے آپ موت کا پیغام رکھتے تھے!

(۱۱)

حضرت جریرؓ کی صحت یابی

ایک دن صحابی رسول حضرت جریرؓ خدمت رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں حاضر تھے۔ ذی الخلیفہ کے بت خانے کے بارے میں بات چیت ہو رہی تھی۔ فرمایا کہ یہ بت خانہ ہم سب کے لئے روحانی اذیت کا باعث ہے اور انشا اللہ بہت جلد جریرؓ اس کو تباہ و برباد کر دیں گے۔

حضرت جریرؓ نے حیرانی سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ یہ کیونکر ممکن ہے۔ میں تو ٹھیک طریقے سے گھوڑے پر بیٹھ بھی نہیں سکتا بھلا اس مہم پر کیسے جا سکوں گا۔

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کے سینے پر دست مبارک رکھا اور دعا دی۔

خداوندا جریرؓ کو ثابت قدم رکھ اس کی رہنمائی کر اور اسے رہنما بنا[2]"

چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دعا کی برکت سے حضرت جریرؓ ایسے شہسوار بنے کہ دیکھنے والے رشک کرتے تھے پھر ڈیڑھ سو سواروں کے ہمراہ

۱۔ صحیح مسلم ۲۔ صحیح مسلم، فضائل جریر بن عبداللہؓ

ذی الحلیفہ گئے اور بت کدے کو جلا کر واپس آئے۔

(۱۲)

ٹوٹی ہوئی ٹانگ ٹھیک ہو گئی

ایک دفعہ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عتیک کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہوا یوں کہ مشہور یہودی سردار ابو رافع کے خلاف مہم میں حصہ لیا مگر وہ قلعہ بند ہو کر بیٹھ گیا۔ صحابہ اس سے نمٹنے کی تدبیریں کر رہے تھے تو حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کے ذہن میں ایک ترکیب آئی - ایک لمبی سی سیڑھی لگا کر عین ابو رافع کے سر پر جا پہنچے' یہودی اس اچانک حملے کے لئے تیار نہ تھا چنانچہ مارا گیا۔

حضرت عبداللہ نے واپسی کے لئے بھی وہی راستہ اختیار کیا۔ مگر اس بار سیڑھی سے گر گئے ٹانگ پر شدید چوٹ آئی اپنی جگہ سے اٹھنا چاہا مگر درد کی شدت سے بے حال ہو کر گر گئے۔ دوسرے صحابہ بھاگے آئے اٹھا کر ایک طرف لٹایا ٹانگ سے ٹیسیں اٹھ رہی تھیں ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔

چنانچہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر صورت حال بیان کی۔

فرمایا وہاں کیوں چھوڑ آئے۔ میرے پاس لاؤ۔ حکم کی تعمیل ہوئی' حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دست مبارک کو ٹانگ پر پھیرا تو وہ بالکل اچھی ہو گئی درد کا نام ونشان نہ رہا یوں لگ رہا تھا کہ تکلیف کبھی ہوئی ہی نہ تھی۔

۱۔ صحیح بخاری

Marfat.com

۱۴

حضرت عثمان بن ابی العاصؓ کی صحت یابی

حضرت عثمان بن ابی العاص ایک جلیل القدر صحابی ہو گزرے ہیں۔ ایک دفعہ سخت بیمار پڑ گئے بہت علاج معالجہ ہوا۔ لیکن بیماری کسی کی سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ مرض کی شدت میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ غرض زندگی سے مایوس ہو گئے۔

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا تو مزاج پرسی کے لئے تشریف لائے حال احوال پوچھا اور فرمایا عثمانؓ! مایوس نہ ہو پھر ایک دعا پڑھی اور حضرت عثمانؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اسے سات مرتبہ پڑھ کر اپنے بدن پر ہاتھ پھیر لو حضرت عثمانؓ نے ایسا ہی کیا تو بیماری کا نام نشان نہ رہا۔ اور موت کا منتظر شخص ایک دم سے بھلا چنگا ہو گیا۔

پھر تو حضرت عثمانؓ کا وطیرہ ہو گیا۔ کہ جو بھی عزیز رشتے دار بیمار ہوتا۔ اسے وہی دعا بتا دیتے اور وہ اس کی برکت سے ٹھیک ہو جاتا تھا!

۱۔ جامع ترمذی

Marfat.com

ساتواں باب

خبرِ غیب

غیب کا علم اللہ کو ہے۔ مگر وہ جسے چاہے اس علم کا کچھ حصہ بخش سکتا ہے۔ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زندگی کا مطالعہ کریں تو کئی ایسے واقعات ملتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کسی واقعہ کی خبر پہلے سے دے دی۔ کسی کے دل کی بات بتادی، کسی گم شدہ چیز کا پتہ دے دیا یا کوئی راز، جو لوگوں کو معلوم نہ ہو، ظاہر کر دیا۔

اپنے بیگانے بھی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اس قوت سے آگاہ تھے۔ بعض صحابہ کا کہنا ہے کہ وہ اپنی بیویوں سے بات کرتے ہوئے بھی محتاط رہتے تھے۔ مبادا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو وحی کے ذریعے علم ہو جائے اور ان کو سبکی ہو، منافق اور کافر الگ خوف زدہ رہتے تھے کہ کہیں اللہ ان کی درپردہ سازشوں سے اپنے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو آگاہ نہ کر دیں۔

اس باب میں اسی موضوع سے متعلق معجزات کا بیان ہے۔

۱

قبروں پر عذاب کی اطلاع کے واقعات

اللہ کی طرف سے دی گئی روحانی قوت نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ و

آلہ وسلم کے حواس کو ایک عام انسان کے حواس سے کہیں زیادہ لطیف بنا دیا تھا۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایسی آوازیں سن سکتے تھے۔ جو عام انسانوں کے کانوں تک نہیں پہنچتیں ایسے مناظر دیکھ سکتے تھے۔ جنہیں عام آنکھ دیکھنے سے قاصر ہے۔ سیرۃ اور احادیث کی کتب میں ایسے کئی واقعات ملتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی اس خصوصی قوت کی وجہ سے قدرت کے رازوں سے پردہ اٹھایا اور ہمراہیوں کو وہ کچھ بتایا جو ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔

(۱)

ایک دفعہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم چند صحابہ کے ہمراہ کہیں جا رہے تھے۔ راہ میں ایک قبرستان پڑا دائیں بائیں قبریں تھیں۔ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے مکینوں پر عذاب ہو رہا ہے۔ صحابہ نے سنا تو سکتے میں آ گئے۔ عرض کی یا رسول اللہ! عذاب کی وجہ کیا ہے؟

ارشاد ہوا "یہ کسی گناہ کبیرہ کی وجہ سے نہیں بلکہ بظاہر معمولی سی باتوں پر ہو رہا ہے۔ ایک پر اس لئے کہ وہ طہارت کے وقت پردہ نہیں کرتا تھا یا یہ کہ پیشاب کے چھینٹوں سے پرہیز نہیں کرتا تھا اور دوسرے پر اس لئے کہ وہ لوگوں کی چغلی کھایا کرتا تھا۔ [۱]

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پاس سے ایک درخت کی دو ٹہنیاں توڑیں ایک، ایک دونوں قبروں پر رکھ دی اور فرمایا شاید ان کی تسبیح و عبادت سے بیچاروں کی سزا کم ہو جائے۔

عزیز دوستو! غور کیجئے یہ بظاہر معمولی باتیں کس قدر خطرناک ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ اپنے آپ کو پیشاب کے چھینٹوں سے بچائیں، کسی کی چغلی نہ کھائیں اور حتیٰ

۱۔ صحیح بخاری کتاب الجنائز

الامکان ہر قسم کی برائی سے بچیں۔

(۲)

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم چند ساتھیوں کے ہمراہ کسی کام کی غرض سے شہر سے باہر تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک خچر پر سوار تھے۔ چلتے چلتے بنی نجار کے باغات تک پہنچ گئے۔ پاس ہی پانچ ' چھ قبریں تھیں۔ ان کے پاس پہنچے ہی تھے کہ خچر اس زور سے بھڑکا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم گرتے گرتے بچے۔ ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے۔

ارشاد ہوا کیا کوئی ان قبروں کے بارے میں کچھ جانتا ہے۔

ایک صحابی نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مجھے معلوم ہے۔

فرمایا یہ لوگ کب مرے تھے؟

صحابی بولے کہ ان کو کفر کی حالت میں موت آئی تھی۔

فرمایا قبروں میں ان لوگوں پر عذاب ہو رہا ہے۔ اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ تم لوگ خوف زدہ ہو کر مردوں کو دفن کرنا ہی چھوڑ دو گے تو میں اللہ سے دعا کرتا کہ [عذاب قبر کی ایک جھلک آپ کو بھی دکھا دے اور جو کرب ناک آوازیں میں سن رہا ہوں وہ آپ کو بھی سنا دے۔

اللہ تبارک تعالیٰ ہمیں اپنے حفظ و امان میں رکھیں۔ گناہوں سے بچنے کی توفیق بخشیں اور انجام بخیر کریں۔

۱۔ مسند احمد بن حنبل

(۳)

اسی طرح ایک اور سفر کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ کچھ صحابہ ہمراہ تھے۔ موسم خوش گوار اور ماحول فرحت بخش تھا۔ چند قبروں کے پاس سے گزرے ہی تھے کہ سخت بدبو پھیل گئی۔ سب نے گھبرا کر ناک پر کپڑا رکھ لیا۔

حضور سرور کونین نے ہمراہیوں سے دریافت فرمایا جانتے ہو یہ کیسی بدبو ہے!

عرض کی اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔

فرمایا یہ ان لوگوں کی بدبو ہے جو مسلمانوں کی غیبت کرتے ہیں۔

عزیز دوستو! آپ نے دیکھا کہ کسی کی پیٹھ پیچھے بات کرنا غیبت کرنا کتنی بری بات ہے۔ اور اس کی سزا کس قدر خوف ناک ہے۔ ہمیں اس برائی سے بچنے کی پوری کوشش کرنا چاہئے۔

(۴)

قربانی، نذر، نیاز محض اللہ کے نام پر دی جا سکتی ہے۔ اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر جانور کو قربان کرنا سخت گناہ ہے۔ مگر بہت ساری قوموں میں یہ برائی موجود رہی ہے قدیم عرب بھی اس میں ملوث تھے۔ ملک عرب میں اس بدعت کو رواج دینے میں عمرو بن عامر خزاعی کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے وہ جانوروں کو بتوں اور دیوتاؤں کی نذر کرتا اور پھر ان کا خون بہا دیتا تھا۔

اس کی وفات کے بعد کا ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک روز صحابہ کرام کو بتایا کہ آج میں نے عمرو کو جہنم میں دیکھا، شدید تپش والی آگ کے شعلے باہم لپک رہے تھے۔ اور عمرو اُن کے درمیان اپنی آنتیں گھسیٹتا پھر رہا تھا۔

۱۔ مسند احمد بن حنبل

Marfat.com

(٥)

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم، حضرت بلالؓ کے ہمراہ ایک قبرستان کے پاس سے گزرے دریافت فرمایا بلالؓ جو میں سن رہا ہوں کیا تم بھی سن رہے ہو۔
عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نہیں۔
ارشاد ہوا مُردوں کو عذاب ہو رہا ہے اور اس کی دردناک آوازیں میرے کانوں تک پہنچ رہی ہیں۔[1]

(٦)

اسی طرح ایک دفعہ حضرت ابوایوب انصاریؓ ہمراہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک جگہ پر رک گئے ہمراہی سے دریافت فرمایا کہ ابوایوبؓ! کچھ سن رہے ہو
عرض کی نہیں یارسول اللہ،
فرمایا یہود کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا ہے اور ان کی (جگر شگاف) آوازیں سن رہا ہوں۔

(٢)

گم شدہ اونٹنی کے بارے میں خبر

ایک مرتبہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اونٹنی گم ہو گئی۔ بہت تلاش ہوئی مگر نہ ملی۔ ایک منافق کو پتہ چلا تو بولا کہ یوں تو محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم غیب کا دعویٰ کرتے ہیں، مگر اپنی اونٹنی کا پتہ نہیں چلا سکے۔ جو فرشتہ ان کے پاس وحی

١۔ سید سلیمان ندوی سیرۃ النبی، جلد سوم ٢۔ صحیح بخاری

لاتا ہے وہ انہیں اونٹنی کا پتہ کیوں نہیں بتا دیتا۔

ادھر یہ منافق اپنے دوستوں میں بیٹھا بڑ مار رہا تھا اُدھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول ﷺ کو اس کی بڑ اور اونٹنی کے مقام سے آگاہ کر دیا۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ مجھے علم غیب کا دعویٰ نہیں ہے مگر اللہ نے مجھے فلاں منافق کی بات اور اونٹنی کی جگہ سے مطلع کر دیا ہے۔ جاؤ فلاں گھاٹی میں اس کی مہار ایک درخت سے اٹک گئی ہے اور وہ وہیں کھڑی ہے۔ صحابہ نے جا کر دیکھا تو اونٹنی اُسی مقام پر کھڑی تھی۔ چنانچہ پکڑ کر لے آئے۔

(۳)

راز کی بات

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بن سنان رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر صحابی ہو گزرے ہیں۔ تاریخ میں آپ صہیب رومی کے نام سے مشہور ہیں۔ عام مسلمانوں کو مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی اجازت ملی تو حضرت صہیب بھی موقع کی تلاش میں تھے کہ آنکھ بچا کر نکل جائیں لیکن بات بن نہیں رہی تھی۔

جس شب حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہجرت فرمائی حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے بھی موقع غنیمت جانا مگر پکڑے گئے اور کفار واپس مکہ لے آئے، سخت نگرانی شروع ہو گئی۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کو پکڑے جانے کا بے حد صدمہ تھا گھر تو اب کاٹنے کو آتا تھا پریشانی کے عالم میں ایک جگہ کھڑے ہو گئے اور ساری رات وہیں کھڑے رہے، کفار نے دیکھا تو ٹھٹھا شروع کر دیا کہ بچارے کو پیٹ کی تکلیف ہو گئی ہے۔ بیٹھا نہیں جاتا وغیرہ وغیرہ۔

نگران ذرا ادھر ادھر ہوئے تو حضرت صہیب رضی اللہ عنہ مکہ سے نکل آئے مگر پھر پکڑے گئے اب تو وہ کسی قیمت پر واپس نہیں جانا چاہتے تھے۔ چنانچہ کفار کو پیشکش کی

Marfat.com

کہ جو کچھ میرے پاس ہے لے لو اور مجھے مدینہ جانے دو۔

کفار لالچ میں آگئے۔ حضرت صہیبؓ کا سارا مال واسباب لے کر انہیں خالی ہاتھ ہجرت کی اجازت دے دی۔

گو دنیوی مال واسباب میں سے اب کچھ بھی پاس نہیں تھا۔ مگر رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے تصور سے ہی جناب صہیبؓ بے حد خوش تھے۔ مدینہ پہنچے تو سیدھے دربار رسالت میں حاضری دی۔ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دیکھا تو تبسم کیا اور فرمایا۔

صہیبؓ تمہارا سودا بڑے نفع کا رہا۔ حضرت صہیبؓ سخت حیران ہوئے کہ کفار مکہ کے ساتھ لین دین کرتے وقت کوئی اور موجود نہ تھا۔ اس واقعہ کے بعد کوئی دوسرا مدینے بھی نہیں آیا۔

چنانچہ بول اٹھے یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں' یقیناً آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو وحی کے ذریعے سے معلوم ہوا ہے ورنہ یہ تو بڑے راز کی بات تھی!۱

۴

عمیر کا جھوٹ پکڑا گیا

بدر کی شکست نے کفار مکہ کی کمر توڑ کر رکھ دی تھی۔ ان کے ستر جنگجو میدان میں کام آئے تھے۔ اتنی تعداد میں جنگی قیدی بنا لئے گئے تھے۔ شکست خوردہ کفار مکہ لوٹے تو گھر گھر ماتم برپا تھا۔

وقت گزرتا گیا۔ لیکن شکستِ بدر کا زخم تازہ رہا۔ قریشی سردار خانہ کعبہ میں جمع ہو کر مسلمانوں کو نیست ونابود کرنے کی تدبیریں کرتے' ایک دن ایک ایسی ہی مجلس

۱۔ سیرۃ النبی جلد سوم از سید سلیمان ندوی

Marfat.com

برپا تھی۔ حاضرین نے معاملے پر خوب غور و خوض کیا کئی تجویزیں سامنے آئیں مگر اتفاق رائے نہ ہو سکا۔ تنگ آکر سب گھروں کو چلے گئے البتہ دو قریشی سردار عمیر بن وہب اور صفوان بن امیہ وہیں بیٹھے رہے۔ سب کے جانے کے بعد صفوان بولا۔ عمیر! معاملہ ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے قوم کثرتِ غم سے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کھو چکی ہے۔ ہم یونہی وقت ضائع کرتے رہے تو مسلمان ہمارا جینا دوبھر کر دیں گے۔ میرے ذہن میں ایک تجویز آئی ہے۔ تم اگر ساتھ دو تو معاملہ بخوبی حل ہو سکتا ہے۔

عمیر بولا! اس مسئلہ کے لئے تو میری جان بھی حاضر ہے۔ چنانچہ طے یہ پایا کہ عمیر پوشیدہ طور پر مدینہ جائے اور دھوکے سے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو قتل کر آئے۔ اگر زندہ بچ آیا تو انعام و اکرام ملے گا اور اگر مارا گیا تو صفوان عمر بھر اس کے بال بچوں کا خیال رکھے گا۔

عمیر تو پہلے ہی غصے سے پاگل ہوا جا رہا تھا قریبی عزیزوں' رشتہ داروں کے قتل کے علاوہ اس کا بیٹا مسلمانوں کی قید میں تھا۔ چنانچہ یہ تجویز دل کو لگی فوراً ہاں کر دی اور زہر میں بجھی تلوار لے کر مدینہ پہنچ گیا۔

اب موقعہ کی تلاش میں تھا کہ حضرت عمرؓ کی نظر پڑ گئی۔ پکڑ کر دربار رسالت میں لے آئے۔

رسولِ خدا نے دریافت فرمایا! عمیر! یہاں کیسے؟ کہنے لگا بیٹے کو چھڑانے آیا ہوں۔

فرمایا اچھا! مگر تم نے صفوان کے ساتھ مل کر کعبہ میں بیٹھ کر میرے قتل کی سازش نہیں کی؟

عمیر نے یہ سنا تو سناٹے میں آگیا یہ تو سخت راز کی بات تھی جو صفوان اور اس کے علاوہ کسی کو معلوم نہیں تھی۔

بے اختیار بول اٹھا بیشک آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خدا کے پیغمبر ہیں۔ وہاں میرے اور صفوان کے سوا کوئی تیسرا نہیں تھا۔

۵

زہر کی پیشگی خبر

خیبر کی وادی مدینہ منورہ سے تقریباً ایک سو میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ زیادہ تر آبادی یہودیوں کی تھی اور انہوں نے اپنی حفاظت کے لئے چھ مضبوط قلعے تعمیر کر رکھے تھے۔ حسب عادت یہ لوگ مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے اور اسلام کے دشمنوں کی حمایت پر کمربستہ رہتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بہت برداشت سے کام لیا۔ آخر تنگ آکر محرم ۷ھ میں خیبر پر فوج کشی کی اور یہودیوں کو شکست دی۔

یہود بہت ہوشیار قوم ہے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ طاقت کے ذریعے سے مسلمانوں سے نمٹنا مشکل ہے، تو بظاہر دوستی کا ہاتھ بڑھایا اور خوشامد شروع کر دی۔ اس سلسلہ میں ان کا سردار مَرحَب پیش پیش تھا۔

فتح کے بعد حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لشکر سمیت چند دنوں کے لئے خیبر میں رک گئے تھے۔ ایک روز مَرحَب چند ساتھیوں کے ہمراہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بڑی نیازمندی کا مظاہرہ کیا اور جاتے ہوئے کھانے کی دعوت دے گیا۔ دعوت کے معاملے میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کسی کی دل شکنی نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ یہودی سردار کو بھی ہاں کر دی۔ مَرحَب کی ایک بھاوج تھی۔ زینب بنت حارث۔ مسلمانوں سے سخت متنفر اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تو جانی دشمن تھی۔ دعوت پکی ہو گئی تو دل ہی دل میں بہت خوش ہوئی کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ختم کرنے کا سنہری موقع ہاتھ لگا ہے۔ چنانچہ اس نے بڑے جوش و خروش سے کھانا پکوایا اور اس میں زہر ملا دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ان کے ساتھی وقت پر تشریف لائے اور دسترخوان پر بیٹھ گئے۔ رسالت مآبؐ نے پہلا ہی لقمہ لیا تھا۔ کہ زہر کا علم ہو گیا۔

Marfat.com

چنانچہ صحابہ کرام سے فرمایا ہاتھ روک لو اس کھانے میں زہر ملایا گیا ہے۔

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہود کی اس سازش کا بہت رنج ہوا۔ سب کو جمع کیا اور دریافت فرمایا کہ جو میں پوچھوں گا اس کا سچ سچ جواب دو گے۔ انہوں نے وعدہ کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک یہودی سے اس کے باپ کا نام پوچھا' تو اس نے غلط بتایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جھوٹ تمہاری فطرت میں ہے' تم لوگوں سے سچ کی توقع رکھنا عبث ہے۔ مگر میں تمہیں بتائے دیتا ہوں کہ تم لوگوں نے بکری کے اس گوشت میں زہر ملایا ہے۔

یہودی یہ سن کر سخت حیران ہوئے انہوں نے تو بڑے راز سے سب کچھ کیا تھا اب بھانڈہ پھوٹ گیا تو غلطی کا اعتراف کر لیا۔ تاہم پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پتہ کیسے چلا جواب دیا مجھے بکری کے اس دست نے سب بتا دیا!

(۶)

شاہِ حبشہ کی وفات کی اطلاع

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان نبوت کیا تو کفار مکہ نے مظالم کی انتہا کر دی' مسلمان بڑے صبر و شکر کے ساتھ سختیاں سہتے رہے۔ مگر جب ہمت جواب دینے لگی تو ان میں سے کچھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ حبشہ کا حکمران نجاشی مذہب کے اعتبار سے عیسائی تھا مگر اس نے مظلوم مسلمانوں کی بے حد آؤ بھگت کی اور انہیں اپنے ملک میں رہنے کی اجازت دے دی۔ قریش مکہ نے وہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا اور اپنے چیدہ

۱۔ صحیح بخاری باب فتح خیبر' ذکر وفات نبوی

Marfat.com

چیدہ سرداروں کو قیمتی تحائف دے کر شاہ حبشہ کی خدمت میں بھیجا کہ یہ مسلمان ان کے باغی ہیں، لہٰذا واپس کر دیئے جائیں مگر نجاشی نے ایسا کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ بعض روائتیوں میں اس کے ایمان لانے کا ذکر بھی موجود ہے۔

اس واقعہ کے کافی عرصہ بعد نجاشی وفات پا گیا۔ تو رسول خدا کو اپنے علم خاص کی وجہ سے اس سانحہ کی اطلاع ہو گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے صحابہ کو جمع کر کے اظہار تعزیت کیا اور فرمایا کہ آج تمہارا بھائی نجاشی اس دنیا سے اٹھ گیا، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس کی غائبانہ نماز جنازہ بھی پڑھائی![1]

نجاشی کی موت کا یوں علم ہو جانا، رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اس خاص علم کی وجہ سے تھا۔ جو اللہ تعالیٰ نے انہیں خاص طور پر عطا کیا تھا۔ ورنہ نجاشی کی وفات تو سینکڑوں میل دور ملک حبشہ میں ہوئی تھی اور اس زمانہ میں پل بھر میں خبر کا یوں پہنچ جانا ممکن ہی نہیں تھا!

۷

غزوۂ موتہ کے نتائج کی پیشگی خبر

۸ھ میں مسلمانوں نے روم کی عظیم الشان سلطنت پر چڑھائی کی۔ ملک شام کی سرحد کے پاس موتہ کے مقام پر دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا۔ رومیوں کے لشکر اور سازوں سامان کا کوئی اندازہ نہ تھا جب کہ مسلمان ان کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں تھے۔ مگر اسلامی سپاہ کا جوش وولولہ قابل دید تھا۔ سبھی اس معرکہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے تھے۔

لشکر روانہ ہونے لگا تو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثؓ کو سپہ سالار مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ

۱۔ صحیح بخاری کتاب الجنائز (اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نجاشی نے اسلام قبول کر لیا تھا)

Marfat.com

ان کی شہادت کی صورت میں یہ ذمہ داری حضرت جعفر سنبھالیں گے اور اگر وہ بھی شہادت پا جائیں تو حضرت عبداللہ بن رواحہؓ سالار ہوں گے۔

اور اگر ان کو بھی شہادت نصیب ہو جائے تو مسلمان جسے مناسب سمجھیں اپنا سالار مقرر کر لیں۔

سرسری نظر سے دیکھیں تو یہ ترتیب ایک انتظامی حکم کا درجہ رکھتی ہے کہ سرداری کے مسائل لشکر کی روانگی کے وقت ہی طے کر دیئے جائیں تاکہ میدان جنگ میں کوئی الجھن پیدا نہ ہو۔ مگر اہل نظر جان گئے تھے کہ ان تینوں بزرگوں کو اسی ترتیب سے شہادت نصیب ہو گی اور یہ ایک لحاظ سے رسول خدا کی پیشین گوئی ہے۔

غرض اسلامی لشکر روانہ ہوا موتہ میں دونوں افواج کا آمنا سامنا ہوا۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینہ میں ہی تشریف رکھتے تھے۔

یہ تو ہم سبھی جانتے ہیں کہ اس زمانہ کے ذرائع رسل و رسائل بے حد ناقص تھے۔ اس مقصد کے لئے شتر سواروں یا گھوڑ سواروں سے کام لیا جاتا تھا اور خبریں دنوں بعد موصول ہوتی تھیں۔

اسلامی لشکر کو روانہ ہوئے کئی دن گزر چکے تھے۔ میدان سے کوئی اطلاع نہیں آئی تھی ایک دن صحابہ کرام نے دیکھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم معمول سے زیادہ سنجیدہ اور پریشان دکھائی دے رہے ہیں۔ سب کے دل کانپ گئے' دعا کرنے لگے خداوندا! خیرت ہو۔

اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا۔ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نماز پڑھائی فارغ ہو کر منبر پر بیٹھے ہی تھے کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

دوستو! ذرا تصور کریں۔ جنگ مدینہ سے سیکڑوں میل دور ملک شام کی سرحد پر لڑی جا رہی ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مسجد نبوی میں بیٹھے سارا منظر دیکھ رہے ہیں فرمایا۔

زیدؓ شہید ہو گئے۔ عَلم حضرت جعفرؓ نے لے لیا حضرت جعفرؓ بھی اللہ کی راہ

میں کام آئے۔ تو عبداللہ بن رواحہؓ نے آگے بڑھ کر تھام لیا۔ جب وہ بھی مقام شہادت پر فائز ہو گئے۔ تو یہ سعادت حضرت خالد بن ولیدؓ کے حصہ میں آئی۔ اور انہوں نے دشمن پر فتح پائی۔

اسلامی لشکر فتح مند لوٹا تو سبھی نے ان واقعات' ان کی ترتیب اور وقتِ وقوع کی تصدیق کی!

۸

طائف کا محاصرہ ترک

۸ھ میں مسلمانوں نے طائف کا محاصرہ کیا۔ رسول خدا حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی ہمراہ تھے۔ محاصرہ شروع ہوا ہی تھا کہ اللہ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حقیقت حال سے آگاہ کر دیا کہ اس بار مسلمانوں کو کامیابی حاصل نہ ہوگی۔ چنانچہ شام کو صحابہ دربارِ رسالت میں جمع ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ کل صبح ہم یہاں سے کوچ کر جائیں۔

صحابہ کو سخت تعجب ہوا کہ اس قدر مشقت سے یہ مہم شروع کی ہے اور اب اسے بیچ میں ہی چھوڑ جائیں۔ چنانچہ اپنے شبہات دربار رسالت میں پیش کئے اور محاصرہ جاری رکھنے کی خواش کا اظہار کیا۔

فرمایا اچھا کل پھر قسمت آزمائی کر لو۔

صبح ہوئی مسلمان بڑی دلیری سے لڑے مگر کامیابی کوسوں دور تھی اور ان کے نقصانات پہلے دن سے بھی زیادہ تھے۔

شام کو حسبِ معمول سب ایک جگہ جمع ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پھر فرمایا کہ کل انشاء اللہ ہم یہاں سے کوچ کر جائیں گے۔

۱۔ صحیح بخاری' غزوہ موتہ

Marfat.com

یہ سن کر صحابہ حیرانی سے ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے!
جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تبسم فرمایا، گویا کہ کہہ رہے ہوں' لوگو جو میں جانتا ہوں۔ تم نہیں جانتے اور بے شک تمہاری بہتری میرے احکامات کی بے چون وچراں تعمیل میں ہے۔

۹

خفیہ خط کی خبر

مکہ پر چڑھائی کی تیاریاں ہو رہی تھیں تو مسلمانوں نے اس خبر کو خفیہ رکھنا چاہا تاکہ مکہ والوں کو تیاری کا موقعہ نہ ملے اور یوں وہ مقدس شہر خون ریزی سے بچا رہے۔ ہر کام اطمینان بخش طریقے سے ہو رہا تھا کہ ایک سہ پہر رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اچانک حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کو طلب فرمایا۔ آپ حاضر ہوئے تو حکم دیا کہ اسی وقت دو آدمیوں کے ہمراہ روضہ ضاح تک جاؤ۔ وہاں تمہیں ایک عورت ملے گی۔ جس کے پاس ایک خط ہو گا۔ وہ خط لے آؤ۔

حکم پاتے ہی حضرت علی کرم اللہ وجہٗ نے دو آدمیوں کو ساتھ لیا اور گھوڑوں پر بیٹھ کر ہوا ہو گئے۔ تھوڑی ہی دیر میں روضہ ضاح پہنچ گئے اور عورت کو جا لیا۔ خط کے بارے میں پوچھا تو وہ صاف مکر گئی کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں۔

اس پر حضرت علی کرم اللہ وجہٗ نے کہا کہ ہمیں سب علم ہے۔ سیدھے طریقے سے خط ہمارے حوالے کر دو' ورنہ ہم تلاشی لینے پر مجبور ہوں گے۔ تب اس نے بالوں کے جوڑے سے خط نکال کر دے دیا۔ جسے لے کر تینوں صحابہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں واپس آ گئے۔

خط کھولا گیا' تو وہ صحابی رسول 'حضرت حاطب ؓ ابن ابی بلتعہ کی طرف سے قریش کے نام تھا جس میں انہیں مسلمانوں کی تیاری کے بارے میں آگاہ کیا گیا

Marfat.com

تھا۔

سبھی نے حضرت حاطبؓ کی اس حرکت پر غم و غصے کا اظہار کیا اور انہیں فوری طلب کیا۔ حضرت حاطبؓ آئے تو حضرت عمرؓ تلوار سونت کر کھڑے ہو گئے عرض کی یارسول اللہ! اجازت ہو تو اس جسارت پر ان کا سر قلم کر دوں' یہ تو کھلی غداری ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا! ہرگز نہیں' حاطبؓ اہل بدر سے ہیں جن کی سب خطائیں اللہ معاف کر چکا ہے۔

حضرت حاطبؓ سے وجہ پوچھی تو بولے ' یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یہ کسی بدنیتی کی وجہ سے نہیں کیا۔ میرے بال بچے مکہ میں ہیں' وہاں ان کی حفاظت اور حمایت کرنے والا کوئی نہیں' اس خط کے ذریعے میں قریش پر احسان کرنا چاہتا تھا تاکہ وہ انہیں کچھ نہ کہیں!

۱۰

حذیفہؓ! خدا تمہاری اور تمہاری ماں کی مغفرت کرے

صحابی رسول حضرت حذیفہؓ تاجر پیشہ تھے۔ کاروبار کے سلسلے میں کئی کئی روز مدینہ منورہ سے باہر رہنا پڑتا تھا۔ مگر جونہی واپس آتے خدمت رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں حاضری دیتے تھے' ایک دفعہ کچھ اس قسم کی مصروفیت آن پڑی کہ شہر میں ہوتے ہوئے بھی کئی روز تک خدمت اقدس میں حاضر نہ ہو سکے' ماں کو یہ بات سخت ناگوار گزری' ایک روز بیٹے کو ڈانٹ کر بولی کہ دنیا کے پیچھے لگ کر عاقبت خراب کیوں کر رہے ہو' اتنے دن ہوئے تم نے دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں حاضری نہیں دی۔ سب کام چھوڑ کر آج ہی جاؤ اور اپنے اور میرے

ا۔ صحیح بخاری

Marfat.com

لئے مغفرت کی دعا کراؤ۔

حضرت حذیفہؓ نے اظہار ندامت کیا اور مغرب کے وقت مسجد نبوی میں گئے۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم گھر کی طرف روانہ ہوئے تو یہ بھی پیچھے ہو لئے۔ حضور نے قدموں کی آہٹ سنی' تو فرمایا "حذیفہؓ! خدا تمہاری اور تمہاری ماں کی مغفرت کرے'

حضرت حذیفہؓ یہ سن کر سخت حیران ہوئے۔ سمجھ گئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اپنے خصوصی علم کی بدولت سب معلوم ہو گیا۔ خوشی خوشی گھر لوٹے اور ماں کو سارا ماجرا کہہ سنایا!

(١١)

یہ جہنمی ہے'

کسی غزوہ میں صحابہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ بڑی بے جگری سے لڑ رہا ہے۔ بڑھ چڑھ کر حملے کر رہا ہے اس کی تلوار میں ایک خاص کاٹ ہے۔ جدھر کو بڑھتا ہے دشمن کو حیران و پریشان کر کے رکھ دیتا ہے۔

صحابہ اس کی دلیری سے بہت متاثر ہوئے۔ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا "یہ جہنمی ہے"

صحابہ کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ اللہ کی راہ میں یوں دیوانہ وار جہاد کرنے والا شخص جہنمی کیوں کر ہو سکتا تھا۔ مگر زبان رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے نکلے ہوئے الفاظ پر پورا یقین تھا۔

ایک صحابی کو ذرا ٹوہ ہوئی تو اس کے پیچھے لگ گیا۔ سارا عرصہ اس جنگجو

١۔ جامع ترمذی

Marfat.com

شخص پر نظر رکھی۔ اچانک اسے ایک کاری زخم لگا۔ تکلیف سے بے تاب ہو گیا۔ میدان جنگ سے باہر آگیا۔ وہ صحابی بھی ان کے پیچھے پیچھے تھے۔ تکلیف کچھ اس قدر بڑھی کہ صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا۔ اپنا ہی نیزہ پیٹ میں چبھو کر خودکشی کر لی۔

صحابی نے یہ منظر دیکھا تو دوڑتے ہوئے خدمت رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں آئے' معافی چاہی کہ زبان رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے نکلے ہوئے الفاظ پر ایمان تو تھا۔ مگر بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ اب اسے اپنی آنکھوں سے خودکشی کرتے دیکھ کر آ رہا ہوں۔ بیشک آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں' جو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جانتے ہیں ہم نہیں جانتے!۱

(۱۲)

شہادت اس کا نصیب کہاں

اس طرح ایک اور شخص کے بارے میں روایت ہے کہ ایک غزوہ میں خوب دادِ شجاعت دی اور مارا گیا۔ صحابہ اس کی دلیری سے بہت متاثر تھے۔ دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ تو دیگر شہدا کا ذکر کرتے ہوئے اس شخص کا بھی نام لیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فلاں شخص بھی شہید ہو گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سنا تو چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔ فرمایا ہرگز نہیں۔ اس کے نصیب میں شہادت کہاں! میں نے اسے دوزخ میں دیکھا ہے۔ کیونکہ اس نے مال غنیمت میں سے ایک عبا چرائی تھی۔

صحابہ کو اس بات کا پتہ نہیں تھا۔ انہوں نے تو اپنے علم کے مطابق اطلاع

۱۔ صحیح بخاری کتاب الجہاد

Marfat.com

دی تھی۔ تاہم حیرت زدہ تھے۔ اپنے طور پر چھان بین کی تو پتہ چلا کہ واقعی اس شخص نے مال غنیمت میں سے ایک عبا چھپا کر الگ رکھ لی تھی۔ اسے وہ لباس بھی پہننا نصیب نہ ہوا۔ اور جہنم کا ایندھن بھی بنا!

پس دوستو! ثابت ہوا کہ ہمارا کوئی بھی گناہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نظروں سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ لہٰذا احتیاط لازم ہے۔

(۱۳)

دل کی بات بوجھ لی

حضرت وابصہ اسدیؓ ایک معروف صحابی ہو گزرے ہیں نئے نئے اسلام لائے تو اکثر خدمت نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں حاضر ہوتے اور دینی مسائل دریافت کرتے تھے۔ ایک دن نیکی و بدی اور گناہ و ثواب کے مفہوم و معانی کے بارے میں کچھ الجھن ہوئی تو سیدھے خدمت رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے شفقت سے بٹھایا اور فرمایا وابصہؓ میں تمہیں بتاؤں کہ تم کیا پوچھنے آئے ہو۔

عرض کی 'یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم !ارشاد ہو۔

فرمایا تم نیکی اور گناہ کی حقیقت دریافت کرنے آئے ہو۔ تو سنو نیکی وہ ہے جس کے کرنے سے تمہارے دل میں فرحت اور خوشی پیدا ہو۔ گناہ وہ ہے جو تمہارے دل میں کھٹک اور وسوسہ پیدا کرے۔ اگرچہ لوگوں نے اس کے کرنے کا فتویٰ ہی کیوں نہ دے دیا ہو۔[۲]

حضرت وابصہؓ نے یہ سنا تو حیران رہ گئے۔ انہوں نے دل کی بات کسی

۱۔ جامع ترمذی ۲۔ سید سلیمان ندوی سیرۃ النبی جلد سوم

Marfat.com

سے نہ کی تھی۔ دل میں ایک خیال آیا تو وضاحت کے لئے سیدھے دربار رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں چلے آئے تھے۔

عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم، قسم ہے اس پاک ذات کی جس نے آپ کو رسولؐ بنا کر بھیجا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو فرمایا' سچ فرمایا!۔

۱۴

مالک کی اجازت کے بغیر ذبح کی گئی بکری

ایک دفعہ ایک صحابیہؓ نے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دعوت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کچھ صحابہ کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ میزبان نے کافی تردّد کیا تھا' بکری کا گوشت اور دیگر لوازمات تھے' کھانا چنا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پہلا لقمہ ہی لیا تھا کہ فرمایا اس بکری کو مالک کی اجازت کے بغیر ذبح کیا گیا ہے۔ صحابیہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ نے درست فرمایا یہ بکری ہمارے ہمسایوں آل معاذ کی تھی۔ ہمارے گھرانوں میں اس قدر اپنائیت اور بے تکلفی ہے کہ ہم ایک دوسرے کی چیز پوچھے بغیر بھی لے لیتے ہیں۔

احادیث کی بعض کتب میں صحابیہ کے جواب کو ایک اور انداز سے بھی بیان کیا گیا ہے۔ کہ اس نے وہ بکری اپنی پڑوسن سے مانگی اور اس نے اپنے شوہر سے پوچھے بغیر دے دی۔

تفصیلات خواہ کچھ بھی ہوں اس قدر واضح ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اپنے خصوصی علم کی بدولت اس بات کا علم ہو گیا تھا۔ کہ بکری کو مالک کی اجازت کے بغیر ذبح کیا گیا ہے[1]

---

[1] سنن نسائی

Marfat.com

آٹھواں باب

بے جان اشیاء اور بے زبان جانور

انبیاء کا مقام بہت بلند ہوتا ہے۔ وہ بندوں تک اللہ کا پیغام لاتے ہیں۔ انہیں کفر اور شرک کے اندھیرے سے نکال کر ایمان اور ہدایت کی روشنی بخشتے ہیں۔ مگر کچھ بدنصیب اندھیروں پہ اصرار کرتے ہیں اور روشنیوں سے بھاگتے ہیں۔ ان کی نگاہیں مقام رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو پہچاننے سے قاصر رہتی ہیں۔ ہدایت ان کے نصیب میں نہیں ہوتی۔

نبی پوری کائنات کے لئے مبعوث ہوتا ہے، جس میں جن وانسان وحیوان اور نباتات و جمادات سب شامل ہیں۔ کفر پہ اصرار کرنے والے انسانوں سے بے شک بے جان اشیاء اور بے زبان جانور بہتر ہیں جو نبی کے مقام کو پہچانتے ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حیات مبارک میں کئی ایسے مواقع آئے کہ جب جانوروں اور مختلف اشیاء نے آپ کے احکامات کی تعمیل کی اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اپنا دکھ، سکھ سنایا۔ اس باب میں اسی قسم کے معجزات کا بیان ہے۔

(۱)

جانور کا شکایت کرنا

Marfat.com

ایک دفعہ کا ذکر ہے حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے گئے' ایک انصاری کے باغ کے پاس سے گزر رہے تھے کہ اونٹ کے بلبلانے کی آواز سنی۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آواز سن کر رک گئے۔ تجسس ہوا کہ کیا ماجرا ہے بے زبان جانور اس قدر اذیت میں کیوں ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم باغ کے اندر تشریف لے گئے' دیکھا کہ سامنے ایک کمزور اور مریل سا اونٹ بندھا ہوا ہے۔ جونہی جانور کی نظر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر پڑی' اس کے بلبلانے میں شدت آ گئی۔ اور ساتھ ہی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جانور کے قریب پہنچے۔ نہایت شفقت سے پشت پر ہاتھ پھیرا تو وہ چپ ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مالک کے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے ایک انصاری کا نام بتایا۔

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسے فوراً طلب کیا اور فرمایا۔ تم اللہ سے ان جانوروں کے معاملے میں کیوں نہیں ڈرتے۔ اللہ نے انہیں تمہارا محکوم بنایا ہے' تو ان پر رحم کیا کرو۔ تمہارے اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور تکلیف دیتے ہو!

انصاری نے اپنی غلطی کی معافی چاہی اور جانور کو کھانے پینے کے لئے کھلا چھوڑ دیا![1]

(۲)

جانور کا سجدہ کرنا

ہجرت کے بعد کا واقعہ ہے کہ ایک صحابی کا اونٹ باؤلا ہو گیا۔ مالک کے قابو

۱۔ ابو داؤد

Marfat.com

میں نہ رہا، ہر کسی کو کاٹنے کو دوڑتا تھا۔ لوگوں نے لاکھ جتن کیئے لیکن قابو میں نہیں آتا تھا۔ خدشہ تھا کہ کہیں کسی کو ہلاک ہی نہ کر دے۔

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو پتہ چلا تو خود جانا چاہا۔ صحابہ کرام نے عرض کی۔ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپؐ نہ جائیں۔ موذی ہو رہا ہے۔ کتے کی طرح کاٹنے کو بھاگتا ہے۔

فرمایا کوئی بات نہیں، مجھے اس کا خوف نہیں۔ چنانچہ باہر نکلے صحابہ کرام بھی ہمراہ تھے۔ دل میں سہمے ہوئے تھے۔ مبادا یہ پاگل جانور رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو نقصان پہنچا دے۔ اتنے میں سامنے سے وہی اونٹ بھاگتا ہوا آیا۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکھا تو گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ اور گردن پائے مبارک پر رکھ دی۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے شفقت سے پشت پر ہاتھ پھیرا اور پکڑ کر مالک کے حوالے کر دیا۔

پھر فرمایا "گنہگار انسانوں اور نافرمان جنوں کے علاوہ ہر مخلوق جانتی ہے کہ میں خدا کا نبی ہوں۔

حاضرین نے یہ منظر دیکھا تو دنگ رہ گئے۔ ایک پاگل جانور کا یوں رام ہو جانا، ان کے لئے سخت اچنبھے کی بات تھی۔

عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب یہ بے زبان آپ کو سجدہ کرتے ہیں تو انسانوں کو بھی کرنا چاہئے۔

فرمایا! ہرگز نہیں سجدہ صرف خدا کی ذات کے لئے ہے۔ اگر انسان کا انسان کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے[1]

(۳)

غیب سے آواز

۱۔ مسند احمد بن حنبل

مسند احمد بن حنبل

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بعثت سے پیشتر ہی کچھ ایسے واقعات رونما ہوئے جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ کوئی بہت ہی اہم بات ہونے والی ہے۔

ایمان لانے سے پہلے حضرت عمر فاروق ؓ ایک دن خانہ کعبہ میں بتوں کے پاس سوئے ہوئے تھے۔ جاہلیت کا زمانہ تھا، لوگ پوجا پاٹ کے لئے آجا رہے تھے۔ اتنے میں ایک آدمی آیا۔ قربانی کے لئے ایک خوب صحت مند بچھڑا ہمراہ تھا۔ بڑے بت کے قدموں میں جانور کو لٹایا گردن پر چھری پھیری ہی تھی کہ ایک بے حد خوف ناک چیخ کی آواز ابھری۔ حضرت عمرؓ کے بیان کے مطابق اس سے زیادہ بلند اور کرخت چیخ انہوں نے پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔ اور چیخ میں یہ آواز تھی۔

یا جلیح ، امر نجیح ، رجل فصیح ، یقول لا الہ الا اللہ

ترجمہ: اے جلیح کام کی بات سن، ایک فصیح آدمی آیا ہے جو یہ کہتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

آواز کی شدت سے خوف زدہ ہو کر کعبہ میں موجود لوگ بھاگ گئے مگر حضرت عمرؓ کے قدم رکے رہے۔ تجسس ہوا کہ یہ آواز کیسی؟ سمجھے کہ محض واہمہ ہے۔ مگر پھر وہی آواز بڑے واضح انداز میں آئی پھر تیسری بار بھی یہی دہرایا گیا۔

ابھی اس واقعہ کو چند روز ہی گزرے تھے۔ کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر وحی آگئی اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔

(۴)

سست گھوڑے میں تیزی آگئی

حضرت ابو طلحہؓ کا شمار حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے

۱۔ بخاری

قریبی صحابہ میں ہوتا ہے۔ اکثر دربار رسالت میں حاضر رہتے اور دین کے معاملات میں بے حد ذوق و شوق کا اظہار کرتے تھے۔ سواری کے لئے ایک گھوڑا رکھ چھوڑا تھا۔ جو سست رفتاری کی وجہ سے مدینہ بھر میں مشہور تھا۔

ایک رات اہل مدینہ گہری نیند کا مزہ لے رہے تھے۔ رات بھیگ چلی تھی۔ ہر طرف ہو کا عالم تھا۔ اچانک ایک طرف سے شور بلند ہوا۔ لوگ ہڑبڑا کر بیدار ہوئے۔ کچھ نیند کے اثرات اور کچھ رات کا وقت' کسی کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ آخر کیا ماجرا ہے۔

ہر کوئی اپنی سمجھ کے مطابق بات کر رہا تھا کوئی کہہ رہا تھا کہ کفار مکہ نے حملہ کر دیا ہے۔ کسی کا خیال تھا کہ یہ یہودیوں کی شرارت ہے اور بعض اسے چوروں اور ڈاکوؤں کی کارستانی سمجھ رہے تھے۔ غرض جتنے منہ اتنی باتیں۔

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم بھی اپنے حجرہ مبارک میں آرام فرما رہے تھے۔ شور سنا تو فوراً باہر نکلے دیکھا کہ ایک طرف سے مسلسل شور و غل کی آوازیں آرہی ہیں۔ چاہا کہ موقع پر جا کر صورت حال معلوم کی جائے۔ ادھر اُدھر دیکھا' تو سواری کے لئے کوئی جانور نظر نہ آیا البتہ حضرت طلحہؓ کا گھوڑا ایک طرف کھڑا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اسی پر سوار ہو کر روانہ ہو گئے۔ چکر لگا کر واپس آئے تو اسی سست رفتار گھوڑے کی سبک رفتاری دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔

فرمایا "یہ تو دریا ہے۔"

یعنی رفتار میں دریا سی روانی اور تیزی ہے۔

اب تو جو بھی اس گھوڑے کی چال دیکھتا' حیران ہوتا تھا کہ اس میں اس قدر پھرتی اور تیزی کہاں سے آ گئی۔

مگر اس میں حیرانی والی بات کون سی ہے۔ اس نے اپنی پشت پر سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کو اٹھایا تھا اور یہ شرف اسے بُرّاق بنانے کے لئے کافی تھا۔

۱۔ وہ گھوڑا نما سواری جس پر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے معراج کا سفر کیا۔ ۲۔ صحیح بخاری

۵

کفار اندھے ہو گئے

قریش مکہ کے مظالم کی انتہا ہو گئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اللہ کے حکم سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ بہت سے مسلمان آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اجازت سے مکہ چھوڑ کر مدینہ چلے گئے تو ایک رات آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بھی کوچ کی تیاری کی قریش کو پتہ چلا تو فیصلہ کر لیا کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ یہ آخری موقع ہے اگر اب نکل گئے تو زندگی بھر ہاتھ نہ آئیں گے چنانچہ باہمی مشورہ سے ہر قبیلہ سے ایک ایک جوان کا انتخاب کیا گیا۔ سبھی نے اپنے اپنے ہتھیار سنبھالے اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مکان کا گھیراؤ کر لیا کہ جونہی باہر نکلیں اچانک حملہ کر کے ختم کر دیا جائے۔

ادھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے بھی اپنے پیارے نبیؐ کو ساری صورت حال سے آگاہ کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نہایت اطمینان سے اپنے چچیرے بھائی حضرت علی کرم اللہ وجہ کو اپنے بستر پر لٹایا اور تاکید کی کہ گھر میں رکھی لوگوں کی امانتیں لوٹانے کے بعد مدینہ چلے آنا۔

سب تیاری مکمل ہو گئی تو صحن میں ایک طرف پڑی ریت میں سے ایک مٹھی بھری، اس پر کلمہ شریف پڑھ کر دم کیا اور دروازے کی طرف بڑھے باہر کفار کا ہجوم تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نہایت اطمینان سے قدم مبارک دروازے سے باہر رکھا اور ریت کفار کی طرف اچھال دی، بس پھر کیا تھا کسی کو کچھ دکھائی نہ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بخیریت بستی سے نکل آئے اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

Marfat.com

ادھر کفارِ مکہ کا یہ عالم تھا کہ سخت پریشانی میں رات کٹی وہ ہر لمحہ انتظار میں رہے۔ مگر جانے والے تو کوسوں دور جا چکے تھے۔ صبح ہوئی تو عجب بے چینی کا عالم تھا۔ چنانچہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے گھر میں جا گھسے حضرت علی کرم اللہ وجہ کو بستر پر لیٹے دیکھا تو پوچھا کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کدھر ہیں۔ جناب علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا میں کیا جانوں پہرے پر تو تم تھے۔ چنانچہ سبھی اپنا سا منہ لے کر واپس چلے گئے۔

۶

گھوڑا زمین میں دھنس گیا

یوں گھیر کر ہلاک کرنے میں ناکامی پر کفار سٹپٹا اٹھے انہوں نے تو اپنی طرف سے کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی، مگر خدا اپنے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ تھا۔ اب فوری تعاقب کا فیصلہ ہوا۔ پکڑنے والے کے لئے ایک بڑی رقم کے انعام کا اعلان بھی کیا گیا۔ بے شمار لوگ اس مہم پر نکلے' ایک سے ایک ماہر کھوجی[۱] نے قسمت آزمائی کی ٹھانی۔

کچھ سفر کے بعد حضور سرور کونینؐ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیقؓ ستانے کی غرض سے غار ثور میں ٹھہر گئے۔ کفار بھی قدموں کے نشانات پر آگے بڑھ رہے تھے۔ عرب کا ایک نامور شہ سوار سراقہ بھی لالچ میں اندھا ہو کر چلا۔ کھوج کے فن اور گھڑ سواری میں ثانی نہیں رکھتا تھا پل بھر میں سب سے آگے نکل گیا اور غار کے منہ کے پاس جا رکا۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب پاؤں کے نشان کدھر گئے۔ عجب حیرانی کے عالم میں کھڑا تھا۔

ادھر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے دشمن کو اتنا قریب دیکھا تو گھبرا گئے۔ حضور سرور

۱۔ پاؤں کے نشانات دیکھ کر پیچھا کرنے والے۔ عرب میں اس فن کے ماہر بکثرت پائے جاتے تھے۔

Marfat.com

کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ فارغ ہوئے تو حضرت ابو بکرؓ سے پریشانی کا سبب پوچھا عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دشمن ہمارے اس قدر قریب پہنچ گیا ہے کہ اگر یہ ظالم اپنے قدموں کی طرف نگاہ ڈالے تو ہمیں دیکھ لے گا۔ فرمایا ابو بکر صدیقؓ پرواہ نہ کر ہمارا خدا ہمارے ساتھ ہے۔

سراقہ کچھ دیر تو حیرانی اور پریشانی کے عالم میں کھڑا رہا پھر یکایک خیال آیا کہ غار کے اندر دیکھنا چاہئے ابھی یہ سوچا ہی تھا کہ گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ جانور جتنا زور لگاتا اتنا ہی زمین میں دھنستا جاتا تھا۔ سراقہ کی تو جان ہی نکل گئی۔ آواز دیکر عرض کی اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ کی بددعا سے میرا گھوڑا زمین میں غرق ہوتا جا رہا ہے۔ مجھے اس عذاب سے نجات دلائیں تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تعاقب میں آنے والے سب لوگوں کو واپس لے جاؤں گا۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دعا فرمائی تو زمین نے گھوڑے کو چھوڑ دیا اور سراقہ الٹے قدم لوٹ گیا۔ راہ میں دوسرے لوگ ملے تو کہنے لگا خواہ مخواہ جان ہلکان کر رہے ہو میں دور دور تک دیکھ آیا ہوں۔ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اب تک تو نہ جانے کہاں کے کہاں پہنچ چکے ہوں۔ چنانچہ سبھی مایوس ہو کر وہیں سے واپس ہو گئے!

۷

بے دودھ بکری کا دودھ دینا

حضرت عبداللہ بن مسعود ایک مشہور صحابی ہو گزرے ہیں ان کے بچپن کا واقعہ ہے کہ کسی قریشی رئیس کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ صبح سویرے ریوڑ لے کر مکہ کے نواح میں نکل جاتے اور شام واپس لے آتے تھے۔

ایک روز حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت ابو بکر کے ہمراہ

ا۔ صحیح بخاری اور سورہ الانفال (۳۰) اور سورہ التوبہ (۴۰)

Marfat.com

کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ گرمیوں کا زمانہ تھا ابھی تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ پیاس محسوس ہوئی۔ پانی تو ارد گرد کہیں نہیں تھا۔ دور بکریاں چرتی نظر آئیں تو ادھر کو ہو لئے' پاس پہنچے تو دیکھا کہ ایک نو عمر لڑکا چٹان کے سائے میں بیٹھا گلے کی نگرانی کر رہا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بچے (عبداللہ بن مسعود) کے پاس گئے اور پوچھا کیوں صاحب زادے کیا ہمیں تھوڑا سا دودھ مل سکتا ہے۔

لڑکا بولا یہ تو کسی اور کا مال ہے میں تو محض چرواہا ہوں' مالک کی اجازت کے بغیر دودھ نہیں دے سکتا۔

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بچے کے جواب سے بہت خوش ہوئے' فرمایا یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ اچھا یوں کرو کہ بکری کا کوئی بچہ پکڑ لاؤ' حضرت عبداللہ ایک بچہ لے آئے تو حضرت ابو بکرؓ نے بچے کو پکڑا اور جناب رسالت مآبؐ نے تھنوں کو ہاتھ لگا کر دعا فرمائی' پاس ہی ایک گہرا سا پتھر پڑا تھا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ اٹھا لائے اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس میں دودھ دوہیا۔ پتھر دودھ سے لبالب بھر گیا تو پہلے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خود پیا پھر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے پیاس بجھائی اب جو بچ رہا تو چرواہے نے بھی سیر ہو کر پیا۔

جب سب فارغ ہو گئے تو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا "اے تھن سمٹ جا" اور وہ سمٹ کر یوں خشک ہو گیا جیسے کبھی ہرا ہوا ہی نہ ہو۔

اس معجزہ نے چرواہے (حضرت عبداللہ بن مسعود) کے دل پر بے حد اثر کیا اور ا: کے ایمان لانے میں اس واقعہ کا گہرا ہاتھ تھا!

---

۱ طبقات ابن سعد (جلد اول)

Marfat.com

٨

بھیڑیئے کی گفتگو

ہجرت کے بعد کا واقعہ ہے کہ ایک دن ایک یہودی آبادی سے دور بکریاں چرا رہا تھا۔ اتفاق سے ایک بھیڑیا کہیں سے آنکلا اور ایک بکری دبوچ کر چلتا بنا۔ چرواہے نے پیچھا کیا اور بکری بھیڑیے کے منہ سے چھڑالی۔

خدا کی قدرت دیکھیے کہ بھیڑیا بھاگنے کے بجائے اپنی جگہ پر رک کر بولا۔

میں رزق کی نیت سے نکلا۔ اللہ نے مجھے دے دیا۔ جو تو نے زبردستی چھین لیا' یہ کوئی اچھا نہیں کیا۔

چرواہے نے ایک جانور کو یوں باتیں کرتے سنا تو حیرت کی انتہا نہ رہی۔ بولا خدا کی قسم' یہ تو بہت ہی عجیب واقعہ ہے' میں نے آج تک کسی جانور کو بولتے نہیں دیکھا۔

بھیڑیا بولا کہ اس سے بھی عجیب واقعہ تو اس شخص کا ہے۔ جو مدینہ میں موجود ہے' جو ماضی کی خبر دیتا ہے اور حال کے بارے میں بھی بتاتا ہے۔ (مگر لوگ پھر بھی اس پر ایمان نہیں لاتے۔)

یہ سن کر چرواہا فوراً دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں حاضر ہوا اور ایمان لے آیا![1]

٩

پہاڑ کا ہلنا

ایک دن حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت ابو بکر صدیقؓ

۱۔ مشکوۃ باب معجزات

'حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے ہمراہ کوہِ اُحد پر شریف لے گئے اتفاق سے پہاڑ میں زلزلے کی سی کیفیت طاری ہو گئی اور پتھر گرنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پائے مبارک سے پہاڑ کو ٹھوکر ماری اور کہا۔

اے پہاڑ! رک جا۔ اس وقت تیری پشت پر پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے یا صدیق' یا پھر شہید۔"

یہ کہنا تھا کہ پہاڑ بالکل ساکن ہو گیا!

راوی کو پہاڑ کے نام کے بارے میں کچھ شبہ ہے کہ یہ کوہ احد تھا کہ کوہ حرا۔ اگر یہ کوہ احد تھا تو یہ واقعہ مدینہ منورہ میں پیش آیا اور اگر کوہ حرا تھا تو ہجرت سے پہلے مکہ میں رونما ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہمراہیوں کے ناموں کے بارے میں بھی مختلف روایات ہیں لیکن اس پر سب متفق ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حکم پر پہاڑ پر سکون ہو گیا!

۱۰

درختوں کا چلنا

ایک دفعہ کا ذکر ہے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کسی سفر پر روانہ ہوئے۔ چند صحابہ کرام بھی ہمراہ تھے۔ کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد ایک جگہ قیام فرمایا۔

اسی اثنا میں حاجت محسوس ہوئی تو مناسب جگہ کی تلاش میں نکلے حضرت جابرؓ کو علم ہوا تو وہ پانی کا لوٹا اٹھائے ساتھ ہو گئے۔ چاروں طرف نظر دوڑائی مگر کوئی مناسب آڑ نہ ملی۔ پڑاؤ سے کافی دور نکل گئے مگر کوئی مناسب آڑ نظر نہیں آ رہی تھی۔ اور دور دور تک ایسے کوئی آثار بھی نہ تھے۔ بس ایک وسیع میدان تھا اور

صحیح بخاری

Marfat.com

کنارے پر صرف دو درخت کھڑے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک درخت کے پاس تشریف لے گئے اس کی ٹہنی پکڑی اور فرمایا۔

"خدا کے حکم سے میری اطاعت کر۔"

یہ کہنا تھا کہ درخت ایک اصیل اور فرمانبردار اونٹ کی طرح آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہمراہ ہولیا۔ پھر یہی حکم آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دوسرے درخت کو دیا اور وہ بھی رسول خدا کے پیچھے پیچھے چلا آیا۔ پھر دونوں کو ایک جگہ جمع کیا اور فرمایا۔

"خدا کے حکم سے باہم جڑ جاؤ۔

اس پر دونوں درختوں کی ٹہنیاں جھک کر آپس میں یوں مل گئیں کہ پردہ سا بن گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حاجت سے فارغ ہوئے تو دونوں درخت اپنی اپنی جگہ پر واپس چلے گئے[1]

(۱۱)

درخت کا چلنا اور کلمہ طیبہ پڑھنا

ایسے ہی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک اور سفر میں تھے کہ ایک بدو سے ملاقات ہو گئی۔ بڑی شفقت سے حال احوال دریافت فرمایا اور پوچھا

"میاں کدھر جا رہے ہو"

کہنے لگا جناب! کہیں کام کی غرض سے گیا تھا' اب فارغ ہو کر گھر واپس جا رہا ہوں۔"

فرمایا کیا تمہیں نیکی کی ضرورت ہے' کوئی نیک کام کرنا چاہتے ہو۔ کہنے لگا نیکی کی ضرورت تو سبھی کو ہوتی ہے مگر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کس نیکی کا ذکر

۱۔ صحیح مسلم

Marfat.com

کر رہے ہیں۔

فرمایا، "کلمہ توحید پڑھ لے۔ تاکہ تمہاری عاقبت بخیر ہو، اور اس سے بڑھ کر بھلا کوئی کیا نیکی ہو سکتی ہے۔"

بدو بولا یہ تو آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ ممکن ہے سچ بھی ہو، مگر ایک اجنبی کی بات یونہی تو قبول نہیں کی جا سکتی کوئی گواہی کے بغیر بات نہیں بنتی۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اس بات کا گواہ کون ہے۔

فرمایا "وہ سامنے والا درخت۔"

یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے وادی کے اس کنارے والے درخت کو اشارہ کیا وہ بھاگتا ہوا آیا۔ دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں حاضر ہو کر آداب بجالایا اور تین مرتبہ کلمہ توحید پڑھا۔

بدو یہ منظر دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ اس نے ایسا معجزہ کبھی دیکھا تھا نہ سنا۔

کہنے لگا بے شک آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا فرمان حق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صداقت کے بارے میں میرے دل میں کوئی شبہ نہیں رہا۔

نیکی کی یہ دولت چل کر میرے گھر میں آ گئی ہے۔ تو چاہتا ہوں۔ کہ اپنے گھر والوں کو بھی مالا مال کر دوں، انہیں بھی آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ایمان لانے کو کہوں وہ مان گئے تو بہتر، ورنہ میں تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ایمان لے ہی آیا ہوں۔[۱]

(۱۲)

منبر کا ہلنا

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم منبر پر بیٹھے خطبہ دے رہے تھے۔

۱۔ بحوالہ طبقات ابن سعد جلد اول سیرۃ النبی، سید سلیمان ندوی جلد سوم ص ۵۹۴

Marfat.com

صحابہ کی ایک بڑی تعداد مسجد نبوی میں موجود تھی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی عظمت و بزرگی اور جلال و جمال کا بیان تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ایک خاص کیفیت میں تھے۔ ذکر الٰہی کے ساتھ دائیں بائیں ہل رہے تھے۔ مجمع پر بھی رقت طاری تھی۔ عجب سماں تھا۔ ایسے میں لکڑی سے بنا ہوا منبر بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے ساتھ ساتھ اس نے بھی دائیں بائیں جھومنا شروع کر دیا[1] منبر کے مسلسل ہلنے پر حاضرین کو خدشہ ہوا مبادا آپ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کو لے کر گر پڑے مگر ایسا نہیں ہوا۔ جونہی حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے خطبہ ختم کیا۔ منبر کو بھی قرار آ گیا اور وہ پہلے کی طرح پر سکون ہو گیا!

(۱۴)

لکڑی کا تلوار بننا

جنگ بدر میں گھمسان کا رن پڑ رہا تھا۔ مسلمان بڑھ چڑھ کر دادِ شجاعت دے رہے تھے۔ ہر طرف سے تلواروں کے ٹکرانے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ ایسے میں صحابی رسول حضرت عکاشہ بن محصن نے ایک دشمن پر وار کیا تو تلوار خود سے ٹکرائی اور دو ٹکرے ہو گئی۔ سخت پریشان ہوئے کہ عین میدان جنگ میں نہتے ہو کر رہ گئے ہیں۔ بادل نخواستہ صفوں سے باہر نکل آئے۔ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پریشانی بیان کی۔

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا عکاشہ فکر مت کرو اور ایک لکڑی عنایت فرمائی۔ صحابی رسول نے لکڑی کو ہاتھ میں پکڑ کر لہرایا تو وہ اللہ کی قدرت سے تلوار بن گئی۔ جناب عکاشہ پھر سے دشمن پر ٹوٹ پڑے اور بہت سوں کو جہنم رسید کیا۔ تاریخ کی کتب میں یہ تلوار عون کے نام سے جانی جاتی ہے۔ اس کے

۱۔ صحیح بخاری

Marfat.com

بعد بھی حضرت عکاشہؓ کئی دفعہ جہاد میں شریک ہوئے اور یہی تلوار استعمال کی۔ بالآخر حضرت ابو بکر صدیقؓ کے عہد میں ایک جنگ میں شہید ہوئے۔

اسی طرح ایک اور صحابی رسول حضرت عبداللہ بن حجش کی تلوار میدان اُحد میں ٹوٹ گئی۔ انہیں آنحضرت نے کھجور کی ٹہنی دی جوان کے ہاتھ میں جاتے ہی تلوار بن گئی۔ حضرت عبداللہ اس تلوار کے ساتھ لڑتے رہے اور بالآخر شہادت پائی۔ اس تلوار کو عُرجُون کے نام سے یاد کیا جاتا ہے![1]

(۱۴)

کنکریوں کی شہادت

ابو جہل اسلام اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے بڑا دشمن تھا۔ اسلام کی سچائی کے بارے میں اسے کوئی شبہ نہ تھا۔ لیکن حیلے بہانے کرتا رہتا تھا۔ ایک دفعہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس طرح حاضر ہوا کہ دائیں ہاتھ کی مٹھی بند تھی۔ کہنے لگا اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بتادیں کہ میرے ہاتھ میں کیا ہے تو میں ایمان لے آؤں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں بتاؤں یا مٹھی میں موجود کنکریاں خود بتادیں۔ ابو جہل اس پر چونکا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ اس کی مٹھی میں کنکریاں ہیں۔ مگر ہٹ دھرم آدمی تھا۔ کہنے لگا کنکریاں بتائیں اس پر کنکریوں میں سے کلمہ شہادت کی آواز آنے لگی۔ مگر ابو جہل بھلا کب ماننے والا تھا یہ کھلا معجزہ دیکھنے کے باوجود کہنے لگا یہ تو (نعوذ باللہ) جادو ہے۔

۱۔ سیرت ابن ہشام

Marfat.com

(۱۵)

اَلسّلام یَارَسُولَ اللہ

ہجرت سے پہلے کا واقعہ ہے کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ذرا گھومنے کے لئے نکلے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ ہمراہ تھے۔ چلتے چلتے مکہ سے باہر نکل آئے۔ اس دوران ایک عجیب منظر دیکھنے میں آیا کہ جو بھی پہاڑ یا درخت راہ میں آتا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو سلام کرتا۔

اَلسَّلَامُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

حضرت علی کرم اللہ وجہ سخت حیران ہوئے۔ واپس آکر انہوں نے یہ واقعہ کئی صحابہ سے بیان کیا اور کہا کہ سلام کی آواز اس قدر بلند تھی۔ کہ میں بہ آسانی سن رہا تھا!

(۱۶)

کھجوروں کے گچھّے کی گواہی

ایک روز ایک بدو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا دین قبول کرنے کو جی چاہتا ہے لیکن کوئی نشانی یا معجزہ دیکھے بغیر ایسا کرنا مشکل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کیا نشانی چاہتے ہو۔ سامنے کھجور کے درخت کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا کہ اس پر کھجوروں کے گچھے موجود ہیں: آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم انہیں بلا کر دکھائیں۔ حضور رسالت مآبؐ نے اشارہ کیا تو گچھے حاضر ہو گئے[۲] پھر آپؐ کے حکم

۱۔ شمائل ترمذی ۲۔ شمائل ترمذی

Marfat.com

سے واپس چلے گئے۔ یہ دیکھ کر بدو کا شک یقین میں بدل گیا اور وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

۱۷

ستون حنانہ

مسجد نبوی آج کل تو اعلیٰ طرز پر تعمیر کی گئی ایک شاندار اور جدید عمارت ہے۔ لیکن حضورؐ کے زمانے میں مٹی، پتھروں، کھجور کے پتوں اور چھال سے بنی ہوئی تھی۔ چھت کو سہارا دینے کے لئے کھجور کا ایک ستون تھا۔ جسے تاریخ میں ستون حنانہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ حضور ایک عرصہ تک اسی کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے رہے۔ چونکہ کھڑے رہنے سے تکلیف ہوتی تھی۔ چنانچہ ایک بڑھئی نے منبر بنا کر پیش کیا اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس پر بیٹھ کر خطبہ دینے لگے۔

آپؐ منبر پر بیٹھے ہی تھے، کہ بے جان ستون نے بچوں کی طرح رونا شروع کر دیا۔ بعض روایتوں کے مطابق رونے کی آواز اونٹ کے بلبلانے سے مشابہ تھی۔ جناب رسالت مآب کی جدائی اس سے برداشت نہ ہو سکی۔ یہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم منبر سے نیچے اتر کر ستون کے پاس تشریف لے گئے شفقت سے دلاسہ دیا تسکین کے لئے اس پر ہاتھ رکھا اور سینے سے لگایا اس پر آواز بند ہو گئی۔ صحابہ کو اس بات پر متعجب دیکھ کر فرمایا اس کے رونے کی وجہ یہ تھی کہ یہ پہلے خدا کا ذکر سنا کرتا تھا۔ (اور اب اس سے محروم یا دور ہو گیا ہے۔)

۱۔ صحیح بخاری

(۱۸)

راستہ روشن ہو گیا

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات مبارک صحابہ کرام کے لئے بے پناہ کشش کا باعث تھی۔ وہ دیوانہ وار آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے گرد جمع رہتے۔ دین کی باتیں پوچھتے، اپنے مسئلے مسائل دریافت کرتے۔ قرآن سیکھتے، صحابہ کی آمدورفت صبح شام جاری رہتی تھی۔

ایک شام دو صحابی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صحبت سے فیضاب ہوئے۔ دین کی باتوں میں ذوق و شوق کا یہ عالم تھا کہ وقت کا دھیان ہی نہ رہا۔ رات گہری ہو گئی۔ اٹھنے کو دل تو نہیں چاہ رہا تھا۔ ناچار اٹھے، اجازت لے کر مسجد سے باہر نکلے تو گھپ اندھیرا تھا۔ راستہ دکھائی نہ دیتا تھا۔ ۔ ناگاہ ان دونوں کے سامنے دو چراغ روشن ہو گئے۔ اور ان کے آگے آگے چلنے لگے۔ تاریکی چھٹ گئی اور وہ بہ آسانی چلتے گئے۔

کچھ آگے جا کر وہ اپنے اپنے گھروں کی طرف مڑے تو ایک چراغ ایک کے آگے ہو لیا اور دوسرا دوسرے کے، اور یوں عاشقان رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم گھروں تک پہنچے۔

سبحان اللہ! وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مہمان تھے۔ ان کو کسی قسم کی بھی پریشانی کیونکر ہوتی۔

(۱۹)

بت گرے

۱۔ صحیح بخاری

Marfat.com

کفار مکہ نے خانہ کعبہ کے اندر اور باہر بے شمار بت رکھے ہوئے تھے۔ مکہ فتح ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم شہر میں داخل ہوئے تو سب سے پہلے خانہ کعبہ تشریف لے گئے۔ ایک چھوٹی سی چھڑی ہاتھ میں تھی اور زبان مبارک پر سورہ بنی اسرائیل کی یہ آیت جاری تھی۔

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (بنی اسرائیل۔ ۹)

ترجمہ حق آگیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل نے مٹنا ہی تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم چھڑی سے جس بت کی طرف اشارہ کرتے وہ ہاتھ لگائے بغیر دھم سے زمین پر گر پڑتا تھا۔ یوں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خانہ کعبہ کے گرد موجود بتوں کو زمین بوس کیا۔

خانہ کعبہ کے اندر موجود بتوں کو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی آمد سے پہلے ہی اکھڑوا کر باہر پھنکوا دیا گیا تھا۔[1]

۱۔ صحیح بخاری

Marfat.com

نواں باب

بے ادبی کی سزا

رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سراپا رحمت ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عام طور پر بد دعا سے گریز کیا۔ مخالفین نے ہر طرح کے ظلم ڈھائے لیکن آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے صبر و شکر سے سہا اور اُف تک نہ کی۔

تاریخ سیرت اور احادیث کی کتابوں میں ایسے کئی واقعات ملتے ہیں کہ کفار کے مظالم دیکھ کر حاضرین کا دل کڑھا اور انہوں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں دُعا کی درخواست کی۔ مگر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے در گزر سے کام لیا۔ برائی کی بدلے میں بھلائی کی اور ظالموں کی اصلاح اور ہدایت کے لئے دعا فرمائی۔

تاہم ایک آدھ واقعہ ایسا ضرور ملتا ہے کہ رسول خدا نے دشمنوں کی عبرت کے لئے ان کے لئے بد دعا فرمائی۔

اور پھر اللہ کو بھی پیارے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان میں کفار کی گستاخیاں برداشت نہیں ہوتی تھیں اور ظالموں کو بے ادبی کی سزا مل کر رہتی تھی۔ اس باب میں ایسے ہی معجزات کا ذکر ہے۔

Marfat.com

(۱)

خداوندا! ان کو پکڑ!

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خانہ کعبہ میں نماز پڑھنے کے لئے جاتے، تو کفار مکہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو طرح طرح سے پریشان کرتے۔ کبھی دور بیٹھ کر قہقہے لگاتے، کبھی بلند آواز سے گانا شروع کر دیتے۔ نماز کو اُلٹی سیدھی حرکتوں سے تعبیر کرتے یہ زبانی ایذا روز کا معمول تھا۔

آہستہ آہستہ ان کے حوصلے بڑھتے گئے۔ اور وہ دست درازی پر اتر آئے۔ کبھی حالت نماز میں دھکا دے دیتے۔ کبھی کپڑوں کو پکڑ کر جھٹکا دیتے اور کبھی گلے میں چادر ڈال کر دم گھٹنے کی کوشش کرتے۔

حضور سرور کونین صلی اللہ اللہ علیہ و آلہ وسلم نہایت صبر کے ساتھ یہ سب برداشت کرتے رہے مگر ایک روز تو ظالموں نے زیادتی کی انتہا کر دی۔ وہ کہیں سے گندگی سے بھری ہوئی اوجھڑی اٹھا لائے۔ جناب رسالت مآبؐ سجدے میں گئے۔ تو ایک بدبخت نے اوجھڑی اٹھا کر اوپر الٹ دی۔ گند جو نکل کر پھیلا تو مارے ہنسی کے دوہرے ہوئے جا رہے تھے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ابھی سجدے ہی میں تھے۔ کہ اتفاق سے ان کی پیاری صاحب زادی حضرت فاطمہؓ ادھر آ نکلیں باپ کو اس حالت میں دیکھا تو لپک کر آئیں۔ پشت پر سے اوجھڑی ہٹائی اپنے ہاتھوں اور چادر سے گندگی صاف کی۔

حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سجدے سے اٹھے، اطمینان کے ساتھ نماز ختم کی۔ سلام پھیرا تو وہ بدبخت اپنی کارستانی پر خوش ہو رہے تھے۔ تعداد میں دس لوگ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور ایک ایک کا نام لے کر فرمایا 'خداوند! ان کو پکڑ'

حبیب خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زبان سے ان الفاظ کا نکلنا تھا۔ کہ کفار مکہ کی سٹی گم ہو گئی چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں لیکن اب

Marfat.com

کیا ہو سکتا تھا۔ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دعا قبول ہوئی اور وہ سب کے سب بدر کے میدان میں مارے گئے![1]

(۲)

ابولہب اور اس کی بیوی کو سزا

ابولہب رشتے میں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا چچا تھا۔ نہایت اکھڑ، درشت لہجہ اور بد مزاج شخص تھا۔ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کوہ صفا سے قوم کو پکارا تو وہ بھی چلا آیا۔ پوری بات توجہ سے سنی۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صداقت پر گواہی بھی دی۔ مگر جب پیغام الٰہی سنا تو بھڑک اٹھا بولا، تمہارا استیاناس ہو، کیا یہی کچھ سنانے کے لئے یہاں بلایا تھا؟

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم رحمۃ اللعالمین ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھلا دشمنِ دین کی اس بد زبانی کا کیا جواب دیتے' خاموش ہو رہے۔ مگر اللہ سے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان میں یہ گستاخی برداشت نہ ہوئی۔ سورہ لہب[2] نازل ہوئی۔ جس میں ابولہب کے حسرت ناک انجام کا اعلان ہوا۔ اس کے بارے میں تین باتیں قابل ذکر تھیں۔

(الف) اسلام اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خلاف اس کی تمام تدبیریں ضائع جائیں گی۔

(ب) اس کی اولاد اور اس کا مال اس کے کسی کام نہ آئے گا۔

(ج) وہ خود آگ کا ایندھن بنے گا۔

ابولہب کے بارے میں یہ پیشین گویاں چند ہی سالوں میں پوری ہو گئیں اور اسے گستاخی رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عبرت ناک سزا ملی۔

---

۱ صحیح بخاری

۲۔ سورہ لہب کا ترجمہ: ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ تباہ ہو گیا۔ اس کی دولت اور کمائی اس کے کسی کام نہ آئی اب وہ لپک مارتی آگ میں دھنسنے والا ہے اور لکڑیوں کا گٹھا اٹھانے والی اس کی بیوی کے گلے میں کھجور کی چھال کا رسہ ہو گا۔

Marfat.com

ابو لہب اور اس کے ساتھیوں کی پوری کوشش کے باوجود دین اسلام کو ترقی ملی اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ ہر طرف پھیل گیا۔

ابو لہب کے چار بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ دو کفر کی حالت میں اس کے سامنے مرے اور اس کے کسی کام نہ آسکے۔ باقی دو بیٹوں اور بیٹی کو اس نے اسلام سے دور رکھنے کی پوری کوشش کی، مگر ناکام رہا۔ انہوں نے اسلام قبول کیا اور ابو لہب کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔

ابو لہب کا اپنا انجام بھی بے حد عبرت ناک تھا۔ وہ طاعون سے ہلاک ہوا شہر کے لوگ اس بیماری سے بے حد خوف زدہ تھے۔ کسی کو بھی اس کی نعش کے پاس جانے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ جب بو اٹھنے لگی تو بالآخر فیصلہ ہوا کہ اسے مکان کے اندر ہی دفن کر دیا جائے۔ لوگوں نے نعش کے پاس جانے اور قبر کھودنے کی بجائے۔ مکان کی چھت کو پھاڑا اور اوپر سے مٹی اور پتھروں کا انباریوں گرایا کہ بد بخت ابو لہب کی نعش ملبے کے نیچے دب کر قبر کی شکل اختیار کر گئی۔

قرآن حکیم کی سورہ لہب میں ابو لہب کی بیوی ام جمیل کی ہلاکت کی پیشین گوئی بھی موجود ہے۔

یعنی کہ وہ لکڑیوں کا گٹھا اٹھانے والی ہے۔ اور اس کے گلے میں کھجور کے چھال کا رسہ ہو گا۔

اپنے شوہر کی طرح یہ بد نصیب عورت بھی رسول خدا کی سخت دشمن تھی۔ اچھی خاصی صاحب حیثیت تھی۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے عداوت کا یہ عالم تھا۔ کہ خود جنگل سے کانٹے اکٹھے کر کے لاتی اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی راہ میں بچھاتی تھی۔

ایک روز جنگل سے لکڑیوں اور کانٹوں کا گٹھا سر پر اٹھائے لا رہی تھی۔ جو کھجور کی چھال کی مضبوط رسی سے بندھا ہوا تھا۔ راہ میں تھک گئی تو ستانے کے لئے ایک چٹان پر بیٹھ گئی۔ گٹھا بدستور سر پر تھا۔ یہ جو پیچھے کی جانب پھسلا تو رسی گلے

میں آرہی اور بوجھ سے پھندا بن گیا۔ یوں یہ دشمن خدا دم گھٹنے سے مر گئی!
اور یوں رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بے ادبی کرنے والا یہ جوڑا اپنے انجام کو پہنچا۔

۳

ام جمیل کی نظر بندی

ابو لہب کی بیوی ام جمیل کے لئے سورہ لہب میں حمالتہ الحطب 'یعنی لکڑیاں اٹھانے والی استعمال ہوا' تو بہت بھڑکی۔ ہر کسی سے کہتی کہ اب محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سامنا ہوا تو اس کا بدلہ ضرور لوں گی۔

چنانچہ ایک روز حضرت ابو بکر صدیقؓ خدمت نبوی میں حاضر تھے کہ ام جمیل بھی ادھر آنکلی۔ اسے دور سے آتا دیکھ کر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بہتر ہے کہ یہاں سے اٹھ چلیں۔ بہت بے ادب اور بدزبان عورت ہے۔ مبادا گستاخی کرے۔

ارشاد ہوا 'ابو بکرؓ' فکر نہ کریں وہ مجھ کو نہیں دیکھ سکے گی۔

اتنے میں وہ قریب آگئی اور آنکھوں پہ ایسی پٹی بندھی کہ رسول خدا بالکل دکھائی نہ دیئے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے کہنے لگی' دیکھو تمہارے آقا نے پھر میری ہجو کی ہے۔ میں ہرگز معاف نہیں کروں گی۔

ابو بکر صدیقؓ بولے تم غلطی پر ہو میرے آقا شاعر نہیں اور نہ ہی وہ کسی کی برائی کرتے ہیں۔

بد بخت عورت تو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تلاش میں آئی

۱۔ تفسیر سورہ لہب

Marfat.com

تھی۔ چنانچہ مایوس ہو کر لوٹ گئی۔ حالانکہ جناب رسالت مآب صلی اللہ آلہ و آلہ وسلم سامنے بیٹھے تھے اور قدرت نے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو یوں اپنی حفاظت میں لے لیا کہ وہ دیکھ نہ سکی۔

(۴)

ابوجہل کا خوف زدہ ہونا

نبوت کے اعلان کے بعد کچھ عرصہ تک تو نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم گھر پر نماز ادا کرتے رہے۔ پھر اللہ کے حکم سے حرم کعبہ میں نماز پڑھنے لگے۔ پتھروں کی پرستش کرنے والے کفار مکہ کے لئے عبادت کا یہ انداز بالکل نیا اور انوکھا تھا، وہ تو بتوں کو پوجتے تھے 'ایک اَن دیکھے خدا کی عبادت کا تصور ان کی سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ چنانچہ وہ طرح طرح کی باتیں بنانے لگے' لیکن حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کچھ کہنے کی جرات کسی کو نہ ہوئی' ہوتے ہوتے بات ابو جہل تک پہنچی' جو بے حد دولت مند ہونے کے علاوہ قریش کا سردار بھی تھا اور اس پر طرّہ یہ کہ اپنے تکبر اور جہالت کے سبب کسی کو خاطر میں نہ لاتا تھا۔ حرم کعبہ میں نماز کا سن کر آگ بگولا ہو گیا' ساتھیوں سے کہنے لگا کہ ذرا مجھے بھی تو دکھاؤ کہ محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کس طرح اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں۔ نماز کا وقت ہوا' سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بڑی شان بے نیازی سے تشریف لائے اور نماز کی نیت باندھ لی۔ ابو جہل فاصلے پر کھڑا حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نماز پڑھنے کے انداز کو غور اور دلچسپی سے دیکھتا رہا۔

جونہی آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سلام پھیر کر فارغ ہوئے' بڑے تکبر سے اکڑ اکڑ کر چلتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس پہنچا اور اس قسم کی عبادت

سے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو سخت لہجے میں منع کرنے لگالیکن سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس سے خوفزدہ یا متاثر ہوئے بغیر اسے زبردست ڈانٹ پلائی۔ابو جہل کو اس قسم کے جواب کی توقع نہ تھی۔ وہ تو سمجھتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس کی ظاہری شان وشوکت سے مرعوب ہوجائیں گے۔ لیکن ادھر تو معاملہ ہی دوسرا تھا اس کا سامنا ایسے شخص سے ہوا تھا جو اللہ کے سوا کسی سے خوفزدہ ہونا جانتا ہی نہ تھا۔ ابو جہل کے تو گویا تن بدن میں آگ لگ گئی کہنے لگا "محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تم مجھے ڈانٹتے ہو کیا تم جانتے نہیں کہ میں مکہ کا سب سے امیر اور بااثر سردار ہوں لات ومنات[1] کی قسم میں اس ذلت کا بدلہ ضرور لوں گا۔ اور تمہارے مقابلے میں نوجوان سواروں سے جنگل بھردوں گا۔

وہ اول فول بکتا رہا۔ لیکن رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اس کی ان دھمکیوں کی پرواہ کب تھی۔ آپ اطمینان سے عبادت میں مصروف رہے۔ اس واقعہ سے ابو جہل کی بہت سبکی ہوئی خفت مٹانے کے لئے کہنے لگا خیر آج چھوڑے دیتا ہوں۔ آئندہ کبھی حرم میں نماز ادا کرنے کی جرأت کی تو بُرا پیش آؤں گا۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان دھمکیوں کی پرواہ کئے بغیر حرم میں نماز کے لئے تشریف لے جاتے رہے۔

چند ہی روز گزرے ہوں گے کہ ابو جہل نے پھر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حرم میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سجدے کی حالت میں تھے کہ وہ تیزی سے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف لپکا کہ گردن مبارک پر پاؤں رکھ دے۔اس ارادے سے وہ آگے بڑھا ہی تھا کہ سخت خوفزدہ ہوکر الٹے پاؤں بھاگا اور تھر تھر کانپنے لگا۔حرم کے صحن میں بیٹھے ہوئے دوسرے لوگوں نے یہ منظر دیکھا تو قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔ابو جہل سے خوف کی وجہ پوچھی تو کہنے لگا کہ میں نے جونہی محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر حملہ کرنے کا سوچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ تند وتیز آگ مجھے اپنی لپٹ میں لے رہی ہے۔ یہی نہیں بلکہ بڑے بڑے پروں والے ایک

۱۔ مشہور بتوں کے نام

Marfat.com

نہایت خوں خوار پرندے کو بھی دیکھا جو مجھ پر جھپٹنے ہی والا تھا۔ لوگوں نے اس بات پر ابو جہل کا خوب مذاق اڑایا انہیں کیا معلوم تھا کہ ابو جہل کو گستاخ رسول کا حشر واقعی دکھادیا گیا ہے!

(۵)

عبرتناک انجام

قریش کے یہ پانچ سر کردہ سردار حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ ٹھٹھا کرتے، تضحیک کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکھ کر بلاوجہ قہقہے لگایا کرتے تھے۔

۱۔ عاص بن وائل سہمی
۲۔ حارث بن قیس سہمی
۳۔ سود بن المطلب بن الحارث
۴۔ ولید بن مغیرہ
۵۔ اسد بن عبد یغوث

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم در گزر فرماتے اُن کی بد تمیزیوں کو صبر سے برداشت کر لیتے اور کوئی جواب نہیں دیتے تھے۔ لیکن اللہ کو اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ کفار کا یہ سلوک ناگوار گزرا۔ چنانچہ پکڑ ہوگئی۔ قرآن حکیم کی سورہ حجر کے ذریعے ان لوگوں کو عبرت ناک انجام سے آگاہ کر دیا گیا۔

○ .... چنانچہ عاص بن وائل سہمی ایک روز اپنے بیٹے کے ہمراہ سیر کو نکلا، چلتے چلتے پہاڑ کے دامن تک پہنچ گئے۔ عاص اچانک بلبلا اٹھا کہ اسے کسی زہریلی چیز نے

۱۔ صحیح مسلم باب قولہ تعالیٰ وما کان اللہ

Marfat.com

کاٹ کھایا ہے' بیٹے نے بہت تلاش کی مگر وہاں کچھ نظر نہ آیا اُدھر عاص کا درد سے برا حال ہو گیا۔ پاؤں میں سوجن آ گئی حتیٰ کہ اونٹ کی گردن کے برابر ہو گیا اور وہیں مر گیا۔

○ .... حارث بن قیس سہمی مچھلی کھانے کا شوقین تھا۔ ایک دن بڑے چاؤ سے ایک عمدہ سی مچھلی لادیا، نمک لگا کر پکائی اور کھا گیا۔ مچھلی پیٹ میں گئی ہی تھی' کہ پیاس نے برا حال کر دیا بار بار پانی پیتا رہا۔ حتیٰ کہ بدبخت کا پیٹ پھٹ گیا اور مر گیا۔ مرنے سے پہلے پکار پکار کر کہتا تھا کہ مچھلی کا کوئی قصور نہیں یہ تو میں ہمیشہ کھاتا رہا ہوں۔ مجھے میری گستاخیوں کی سزا ملی ہے مجھے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے رب نے مار ڈالا۔

○ .... تیسرا اسود بن المطلب بن الحارث اپنے غلام کے ہمراہ گھومنے نکلا راستے میں ایک بڑا سا درخت دیکھا تو اس کی جڑوں پر بیٹھ کر ستانے لگا۔ اتنے میں حضرت جبرائیلؑ آئے اور اس کے سر کو درخت سے پٹخنے لگے۔ سود کی تو چیخیں نکل گئیں۔ غلام سے فریاد کرنے لگا۔ کہ مجھے بچاؤ غلام بیچارہ پریشان تھا کہ اسے تو کچھ بھی نظر نہیں آ رہا۔ اسے کیا معلوم کہ اس کے آقا کو سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بے ادبی کا مزہ چکھایا جا رہا ہے۔ بالآخر سعود کا بھیجہ بہہ نکلا اور وہیں ٹھنڈا ہو گیا۔

○ .... چوتھا شخص ولید بن مغیرہ ایک روز بازار میں جا رہا تھا کہ ایک تیر ساز کی دوکان کے سامنے سے گزرا۔ اچانک ایک پیکان[1] اس کی چادر سے الجھ گیا۔ تھوڑا آگے جا کر احساس ہوا تو ولید نے پیکاں نیچے گرانے کے لئے چادر کو جھٹکا دیا۔ مگر یہ کیا؟ نیچے گرنے کی بجائے پیکاں سیدھا اس کی شاہ رگ پر آن لگا اور خون کا فوارہ ابل پڑا اور وہ دشمن خدا وہیں ڈھیر ہو گیا[2]

○ .... پانچواں شخص اسود کسی کام کی غرض سے صحرا کی جانب گیا وہاں اس قدر

۱۔ پیکاں، تیر کا اگلا نکون نما سرا ۲۔ دلائل حافظ ابی نعیم مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد ص ۹۱۔ ۹۰

Marfat.com

سخت لُو لگی کہ الٹے توے کی طرح سیاہ ہو گیا۔ گھر لوٹا تو گھر والوں نے پہچاننے سے انکار کر دیا آخر اسی لُو کے اثر سے ہلاک ہو گیا۔

(۶)

قبر کا مرتد کو قبول نہ کرنا

ایک روز ایک عیسائی آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی یا رسول اللہ! مجھے ہدایت بخشیں، یہ کہا اور مسلمان ہو گیا۔ خدمت اقدس میں رہنے لگا۔ نماز روزے اور اسلامی تعلیمات پر خوب توجہ دیتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس کا ذوق و شوق دیکھا تو کاتب وحی بنا دیا۔

یوں وقت خوب کٹ رہا تھا کہ اسے بدبختی نے آلیا، دل میں نہ جانے کیا آئی کہ مرتد ہو گیا دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بھاگ کر اپنے بھائی بندوں سے جاملا۔ پھر سے عیسائی ہو گیا۔ اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خلاف بیہودہ قسم کی باتیں کرنے لگا لوگوں سے کہتا کہ جو کچھ میں لکھ آیا ہوں اس کے علاوہ محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کچھ نہیں جانتے (نعوذ باللہ)

ابھی زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ ایک دن یہ نامراد شخص اچانک مر گیا۔ دوست احباب آئے اور اپنے طریقے کے مطابق دفن کر دیا۔ صبح کو دیکھا تو نعش قبر سے باہر تھی۔ اس کے ساتھی یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئے فوراً دھیان مسلمانوں کی طرف گیا۔ کہ چونکہ یہ ان کا مذہب چھوڑ آیا تھا لہٰذا انہوں نے اور ان کے نبی نے یہ حرکت کی ہے۔ لہٰذا دوبارہ گہرا کر کے دفن کیا، اور گھروں کو چلے گئے۔

صبح طلوع ہوئی تو وہی منظر تھا۔ نعش قبر سے باہر پڑی تھی۔ بہت سٹپٹائے اور انہیں یقین ہو گیا۔ کہ یہ کام مسلمانوں کا ہی ہے۔ چنانچہ اس دفعہ بے حد تک گہری قبر کھودی اور کہنے لگے کہ اب دیکھیں گے مسلمان کیسے باہر نکالتے ہیں۔

Marfat.com

صبح ہوئی تو یہ دیکھ کر ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے کہ نعش پھر سے باہر زمین پر پڑی ہے۔ اب تو انہیں یقین ہو گیا کہ یہ کسی انسان کا کام نہیں بلکہ یہ تو اسے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی بے ادبی کی سزا مل رہی ہے۔ چنانچہ مردے کو وہیں چھوڑا اور گھروں کو چلے گئے اور وہ بعد میں کیڑوں مکوڑوں اور جانوروں کی خوراک بنا۔[1]

(۷)

تکبّر کی سزا

ایک دفعہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کسی کام کی غرض سے مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے گئے۔ راہ میں کچھ لوگ بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ ایک شخص نمایاں جگہ پر بڑے کروفر سے بیٹھا تھا۔ معلوم ہوا کہ سردار ہے۔ وہ بھی کھانے میں مشغول تھا۔ مگر بایاں ہاتھ استعمال کر رہا تھا۔

حضور نے دیکھا تو دائیں ہاتھ سے کھانے کو کہا نہایت بد تمیزی سے بولا "میں اس سے کھا نہیں سکتا۔"

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کو اس کا جواب ناگوار گزرا فرمایا "خدا کرے ایسا ہی ہو۔"

تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ اس مغرور شخص کے دائیں رخ فالج کا حملہ ہوا دائیں بازو نے کام کرنا چھوڑ دیا۔ اور حالت یہ ہو گئی کہ ہاتھ واقعی منہ تک نہیں پہنچتا تھا۔

اس کے ساتھی سمجھ گئے کہ یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی بد دعا کا نتیجہ ہے۔ اور اسے انہیں اس قسم کا فضول جواب نہیں دینا چاہیے تھا۔[2]

---

1 صحیح بخاری ۲۔ صحیح مسلم باب آداب الطعام والشراب واحکامہا

Marfat.com

⑧

ٹیڑھا منہ

حکم بن ابی العاص نامی کافر حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ مذاق کیا کرتا تھا۔ ۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم درگذر فرماتے اور اس کی باتوں کا کوئی جواب نہیں دیتے تھے۔ ایک دن اُس بدبخت کے ذہن میں ایک نئی ترکیب آئی اپنا منہ ٹیڑھا کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے گیا اور کہنے لگا محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) دیکھو میرا منہ کیسے ہو گیا ہے۔

ارشاد ہوا اب یہ ایسا ہی رہے گا۔

زبان رسالت سے نکلے ہوئے یہ الفاظ حکم کی زندگی کا روگ بن گئے۔ اس کا منہ زندگی بھر ٹیڑھا رہا اور اسی حالت میں مر گیا![1]

⑨

اللہ کی پناہ

صحابہ کرام اکثر رسول خدا کی خدمت میں حاضر رہتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حفاظت کے لئے ہر وقت چوکس مگر روزمرہ زندگی میں ایسے مواقع بھی آتے ہیں کہ انسان بالکل تنہا ہوتا ہے۔

کفار ایسے مواقع کی تلاش میں رہتے تھے۔ کہ اگر موقع ملے تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کام تمام کر دیں۔ مکہ میں کئی مرتبہ کوشش کی مگر ناکام رہے آپ

۱۔ صحیح مسلم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بحفاظت مدینہ ہجرت کر گئے تو دشمنوں کے سینے پر گویا سانپ لوٹ گیا۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان کی دسترس سے باہر ہو گئے۔

بدر کے میدان میں دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے' تو کفار نے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نقل و حرکت پر گہری نظر رکھی۔ مدینہ کے ایک منافق کو بڑی رقم دے کر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پیچھے لگا دیا کہ جونہی موقعہ ملے' آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ختم کر دے۔ لالچ کے مارے منافق نے عہد کیا کہ وہ ہر حال میں اپنی ذمہ داری پوری کرے گا۔ چنانچہ تاک میں رہا لڑائی ابھی شروع نہیں ہوئی تھی۔ کہ رسول خدا قضائے حاجت کے لئے ایک طرف تشریف لے گئے۔ اس شخص نے موقعہ غنیمت جانا اور پیچھے' پیچھے ہو لیا مگر وار کرنے کی جرات نہ ہوئی تھوڑی دیر میں ہانپتا کانپتا واپس آیا تو کفار نے وجہ پوچھی' تو بولا کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا میں نے وار کرنے کا سوچا ہی تھا کہ نورانی چہرے والا ایک اونچا لمبا شخص درمیان میں آ گیا اس نے پر مارا تو تلوار میرے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ وہ یقیناً فرشتہ تھا۔ اور اللہ کی جانب سے رسول اللہ کی حفاظت پر مقرر تھا۔ اس واقعہ کا اس شخص پر اس قدر اثر ہوا کہ ایمان لے آیا!

(۱۰)

اللہ کی پناہ

اللہ اپنے پاک نبیوں کی حفاظت خود کرتا ہے' اور دشمنوں کے دلوں میں ان کا رعب اور دبدبہ بٹھا دیتا ہے۔ اس سلسلے کا ایک اور واقعہ عامر بن طفیل اور اربد بن قیس کا بھی ہے۔ مکہ فتح ہوا' تو مسلمانوں کے غلبے سے سخت پریشان تھے۔ بڑی سوچ بچار کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ اسلام کا زور توڑنے کے لئے نبی اکرم صلی اللہ

ا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوت حصہ اول ص ۳۸۶

Marfat.com

علیہ و آلہ وسم کو درمیان سے ہٹانا ضروری ہے۔ چنانچہ طے پایا کہ کسی دن دربار رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں جائیں، عامر رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو باتوں میں لگائے اور اربد موقع پاکر کام تمام کردے۔

چنانچہ منصوبہ کے مطابق خدمت رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں حاضر ہوئے ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے عامر منتظر رہا کہ اربد وار کرے گا۔ مگر اس نے بڑی دیر تک ایسا نہ کیا تو دونوں واپس چلے آئے۔ راستے میں عامر نے موقع کھودینے کی وجہ پوچھی تو اربد بولا کیا بتاؤں جونہی میں وار کرنے کا ارادہ کرتا، تم درمیان میں آ جاتے، ایسے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا تو کیا بگڑنا تھا البتہ تم ضرور مارے جاتے اور کیا میں تمہیں قتل کر دیتا۔

اس واقعہ نے دونوں کے دل پر اس قدر اثر کیا، کہ پھر سے حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ کی اور سچے دل سے مسلمان ہو گئے!

۱۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوت حصہ اول ص ۳۸۹

Marfat.com

دسواں باب

ذاتی کردار کا معجزہ

رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ کیا اور مکہ والوں کو دین اسلام کی دعوت دی تو وہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جان کے دشمن ہو گئے۔ وہ کون سا ظلم تھا، جو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ماننے والوں پر نہ توڑا گیا۔ مگر دین حق کی جی بھر مخالفت کرنے کے باوجود وہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ذاتی کردار پر انگلی نہ اٹھا سکے۔

مکہ میں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنی بے پناہ دیانت اور سچائی کی وجہ سے صادق اور امین کے لقب سے مشہور تھے۔ یہ اعزاز آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو نبوت سے پہلے ملا اور نبوت کے بعد بھی برقرار رہا۔ کفار نے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو سب کچھ کہا مگر جھوٹا اور بددیانت نہیں کہا۔

○ .... کچھ عرصہ خفیہ تبلیغ کے بعد جب اسلام کی اعلانیہ تبلیغ کا حکم ہوا تو جناب رسالت مآب کوہ صفا پر چڑھ گئے۔ مکہ کے مختلف قبائل اور گھرانوں کو نام لے لے کر پکارا جب سب جمع ہو گئے تو پوچھا کہ اگر میں کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے دشمن کا لشکر جمع ہے اور تم لوگوں پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم یقین کر لو گے۔ جواب ملا یقین کیوں نہ کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کبھی جھوٹ بولا ہی نہیں، مگر جونہی انہیں دین کی طرف بلایا گیا تو برا بھلا کہتے ہوئے گھروں کو لوٹ گئے

○ .... پھر وہ دن آیا کہ قریش کے سرکردہ سردار کعبہ میں جمع ہیں۔ اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر کیچڑ اچھالا جا رہا ہے۔ سب جی بھر کر دل کی

Marfat.com

بھڑاس نکالتے ہیں مگر انہیں میں سے اللہ کا ایک بندہ نصیر بن حارث یہ کہنے پر مجبور ہے"

"قریش والو! تم غلطی پر ہو محمدؐ کا بچپن، لڑکپن اور جوانی تمہارے سامنے گزرے ہیں۔ آج تک اس نے جھوٹ بولا نہ کوئی غلط بات کی۔ اب جب کہ اس کے بال سفید ہو گئے ہیں تو تم اس پر طرح طرح کے الزامات لگا رہے ہو۔ قریشی سردارو عقل کے ناخن لو یقیناً کوئی بہت بڑا واقعہ رونما ہو چکا ہے جس کا ہم احساس نہیں کر رہے۔

○ .... ابو جہل آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سب سے بڑا دشمن تھا مگر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صداقت کا عمر بھر معترف رہا۔ اس نے خود حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہا تھا کہ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سچائی اور دیانت پر کوئی شبہ نہیں اور نہ ہم آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو جھٹلاتے ہیں۔ مگر جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لائے ہیں (دین اسلام) اور اس کے بارے میں جو کہتے ہیں ہم اس کو نہیں مانتے اور اس کو جھٹلاتے ہیں۔

○ .... اور پھر بدر کے موقعہ پر جب دونوں فوجیں آمنے سامنے تھیں۔ لڑائی شروع ہونے سے ذرا پہلے کسی نے تنہائی میں ابو جہل سے پوچھا کہ اس وقت کوئی تیسرا شخص موجود نہیں، تو سچ سچ بتا دے کہ آیا محمدؐ سچا ہے یا جھوٹا تو ابو جہل بولا بے شک محمدؐ سچ بولتا ہے اور اس نے کبھی غلط بیانی نہیں کی!

○ .... قریش کا ایک دوسرا بڑا سردار ابو سفیان حاکم روم ہرقل کے دربار میں یہی گواہی دینے پر مجبور ہے' دربار روم میں رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جی بھر برائیاں بیان کر چکے تو ہرقل نے کہا اور چھوڑو صرف اس قدر بتاؤ کہ اس نئے نبی کو آپ نے روزمرہ زندگی میں کیسا پایا' ابو سفیان کو اعتراف کرنا پڑا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

○ .... اور آگے چلیں، مکہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زندگی دوبھر ہو رہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ایمان لانے والوں کا تو اور بھی برا

Marfat.com

حال ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ہر طرح کے بہتان اور الزام لگ رہے ہیں مگر کفار کی نظروں میں اب بھی، آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دیانت ہر قسم کے شک وشبہ سے بالاتر ہے وہ اپنی امانتیں بھی آپؐ کے پاس رکھواتے ہیں۔ انہیں مکہ بھر میں کوئی اور شخص اس قابل نظر نہیں آتا۔

آنحضرتؐ ہجرت کا سوچ رہے ہیں، کفار کو بھی علم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کسی وقت بھی مکہ چھوڑ کر جا سکتے ہیں۔ مگر دیانت پر اُب بھی شک نہیں۔ کسی نے امانت کی واپسی کا تقاضہ نہیں کیا۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم امین ہے۔ شہر چھوڑے گا بھی، تو ہماری امانتیں لوٹا کر جائے گا۔ اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس اعتماد پر پورا اترتے ہیں، ہجرت کی شب یہ ذمہ داری حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کو سونپتے ہیں کہ گھر میں رکھی امانتیں صبح ان کے مالکوں تک پہنچا دیں اور پھر مدینہ آئیں۔

سبحان اللہ! دوستو! دنیا کی تاریخ کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک پڑھ لیں، امانت اور دیانت کی ایسی عظیم مثال نہ ملے گی اور یہ بے شک حضور سرور کائنات کے ذاتی کردار کا معجزہ ہے۔

○ .... آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ذاتی کردار کا ایک اور پہلو خدمت خلق ہے۔ بعثت سے پہلے بھی آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم غریبوں، مسکینوں، یتیموں، بیواؤں، بوڑھوں اور اپاہجوں سے ہمدردی رکھتے تھے اور ان کے کام آتے تھے۔ بعثت کے بعد بھی یہ طرز عمل جاری رہا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان کے جانوروں کا دودھ دھو دیتے بازار سے سودا سلف لا دیتے اور ان کی مالی اعانت بھی فرما دیتے تھے۔ مکہ کی اس بڑھیا کا واقعہ تو آپ کو معلوم ہی ہو گا۔ جو ایک دوپہر سر پر گٹھڑی اٹھائے ہانپتی کانپتی بھاگی جا رہی تھی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے وجہ پوچھی تو پتہ چلا کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خوف سے بھاگی جا رہی ہے، جو جادوگر ہے اور لوگوں کو ان کے دین سے بھٹکا رہا ہے، رسول خدا مسکرا کر اس کی بھی گٹھڑی اٹھا لیتے ہیں کہ چلو اماں تمہیں آگے تک چھوڑ آؤں اور جب باتوں

باتوں میں بڑھیا کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا بوجھ اٹھانے والا ہی محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے تو گڑبڑا جاتی ہے۔ بولی لوگ جھوٹ کہتے ہیں۔ تجھ جیسا ہمدرد شخص جادوگر ہو ہی نہیں سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بے شک اللہ کے سچے نبی ہیں۔ یہ کہا اور مسلمان ہو گئی۔

یہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ذاتی کردار کا معجزہ تھا کہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف کھنچے چلے آتے تھے۔ کفار کا ظلم اور پراپیگنڈہ ان پر بالکل اثر نہیں کرتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ماضی اور حال ان کے سامنے تھا۔ وہ جانتے تھے کہ اس قدر ہمدرد' خدا ترس' سچا' دیانت دار' باحیا اور مخلص شخص غلط ہو ہی نہیں سکتا وہ جو کچھ کہتا ہے حق ہے۔

دوستو! اپنوں اور بیگانوں سے اس طرح کی دوٹوک گواہی کوئی آسان کام نہیں یہ محض انبیاء کا حصہ ہے۔ اور خاص طور پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جو سب نبیوں سے افضل اور ان کے سردار ہیں۔ کردار کی عظمت کے اس عظیم معجزہ کے بعد کسی اور معجزہ کی گنجائش ہی کہاں رہتی ہے۔

اصلاحِ عرب

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ایک عظیم معجزہ عربوں کی اصلاح ہے۔ سرزمین عرب' جو صدیوں سے جہالت میں غرق تھی۔ جہاں کے باشندے گنوار' اجڈ اور جھگڑالو شمار ہوتے تھے' جہاں معمولی سی بات پر شروع ہونے والی لڑائیاں پشتوں چلتی تھیں اور خاندانوں کے خاندان تباہ ہو جاتے تھے۔

عربوں میں اپنی ناک سے آگے کا سوچنے کا رواج نہ تھا۔ ذاتی مفاد ہی سب کچھ تھا۔ پورا ملک قبائل میں بٹا ہوا تھا ان کی تمام تر صلاحیتیں اور کوششیں ایک دوسرے کو نیچا دکھانے میں صرف ہوتی تھیں۔

Marfat.com

وہ لوگ جو پتھروں کی پرستش کرتے تھے۔ جنہوں نے خانہ کعبہ میں ۳۶۰ بت رکھ چھوڑے تھے۔ جو ان بتوں سے مرادیں مانگتے انہیں خوش کرنے کے لئے چڑھاوے چڑھاتے، نذر، نیازیں دیتے، وہ عرب جو توحید کے تصور سے قطعاً نا آشنا تھے۔

وہ عرب جو فحاشی میں بدنام زمانہ تھے۔ جن کی بے حیائی اس حد تک بڑھی ہوئی تھی کہ ننگے ہو کر کعبہ کا طواف کرتے اور اسے بہت بڑی عبادت خیال کرتے تھے۔

مگر اسلام لانے کے بعد جب ان کا واسطہ سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پڑا تو ایک ایسا سیاسی اور معاشرتی معجزہ رونما ہوا جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ بتوں کے پجاری توحید الٰہی کے سب سے بڑے علمبردار بن گئے۔ فحاشی اور بے حیائی کے رسیا عربوں کی پارسائی ضرب المثل بن گئی۔

زمانہ جہالت کے فتنے، فساد ماضی کا حصہ بن گئے۔ گروہوں، فرقوں اور قبیلوں میں بٹے ہوئے عرب ایک متحدہ قوم کی حیثیت سے ابھرے اور انہوں نے اپنی تمام صلاحیتیں اسلام کی ترقی کے لئے وقف کر دیں۔

گیارھواں باب

معجزۂ قرآن

قرآن حکیم بذات خود، حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ ہے۔ ایک ایسی کتاب جو ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ جو کچھ اس میں بیان کیا گیا۔ وہ وحی ہے اور کلام الٰہی ہے۔ دنیاو جہاں کی تمام مخلوقات مل کر بھی کوشش کریں تو قرآن حکیم کی ایک آیت تک کی مثال پیش نہیں کر سکتیں۔

کفار حضور سرور کونین سے معجزات طلب کرتے تھے۔ تو اللہ کی طرف سے اس کا جواب یوں دیا گیا کہ کیا قرآن حکیم کافی نہیں ہے اور اس الہامی کتاب کے اتارے جانے کے بعد کسی اور معجزہ کی ضرورت اور گنجائش بھلا کہاں رہ جاتی ہے!

جناب رسالت مآبؐ بھی اس عظیم معجزہ (قرآن) کے حاصل ہونے پر بے حد نازاں تھے' فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے سابقہ انبیاء کو بے شمار معجزے عطا کئے' جن سے متاثر ہو کر لوگ ایمان لایا کرتے تھے۔ لیکن جو معجزہ مجھے قرآن کی شکل میں ملا ہے۔ اس کی شان ہی نرالی ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ اس کی برکت
سے قیامت کے دن میری امت کی تعداد سب سے زیادہ ہوگی۔ خود قرآن حکیم کے معجزوں کا ذکر کرنے کے لئے ایک طویل مدت چاہئے' کلام الٰہی کا ہر پہلو ایک نئے راز سے پردہ اٹھاتا ہے۔

○ .... پہلی بات تو یہ کہ کتاب ایک ایسے شخص پر نازل ہوئی جو لکھنا پڑھنا نہیں

۱۔ حوالہ سورۃ العنکوت (۵۱-۵۰) ۲۔ صحیح بخاری باب الاعتصام

جانتا تھا۔ اور اس حقیقت سے اپنے بیگانے بھی واقف تھے۔ شدید مخالفت کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بدترین دشمن بھی قرآن حکیم کے اس معجزہ کو تسلیم کرتے تھے۔

○ .... دوسری بات یہ کہ مخالفین اپنی بہترین کوششوں کے باوجود قرآن حکیم کی ایک آیت کی بھی نظیر پیش نہ کر سکے۔ دشمنی میں یہ تو کہہ دیا کہ یہ کلام الٰہی نہیں، محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خود تصنیف کر لیا ہے یا کسی اور سے لکھوا لیا ہے۔ مگر جب انہیں اس کی مختصر ترین آیت سورہ کوثر جیسی آیت بنانے کو کہا گیا تو ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے، عرب بھر کے شاعروں، ادیبوں، عالموں، فاضلوں نے پورا زور لگا دیا لیکن جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اس چیلنج کا جواب نہ دے سکے۔

آئندہ چند سطور میں معجزہ قرآن کے بارے میں کفار کے رد عمل کا ذکر کیا جائے گا۔

①

کہاں کی شاعری کہاں کے شعر

جناب لبیدؓ عرب کے نامور شاعر تھے ان کی فصاحت اور بلاغت کی ہر طرف دھوم تھی۔ ایمان لے آئے تو حضرت عمرؓ نے ایک دن کوئی شعر سنانے کو کہا بولے کہاں کی شاعری، کہاں کے شعر، قرآن حکیم کی سورہ بقرہ اور آل عمران سیکھنے کے بعد مجھے شعر کہنا زیب نہیں دیتا جو حسن قرآن میں ہے وہ کسی انسان کے کلام میں کہاں۔

Marfat.com

۲

یہ جادو ہے نہ منتر

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کفار کو اسلام کی دعوت دی۔ انہیں قرآن کی آیات سنائیں تو وہ عقل و شعور کھو بیٹھے نبوت اور وحی کی باتیں ان کی سمجھ میں نہ آئیں تو اپنی اپنی عقل کے گھوڑے دوڑانے لگے۔ بولے کہ کل تک تو ہمارے درمیان میں اچھے بھلے رہ رہے تھے یہ آج اچانک کیا ہوگیا۔ یقیناً آسیب یا جادو کا اثر ہے۔ سوچا کہ برادری، قبیلے کا آدمی ہے۔ اس کا علاج کروالیا جائے۔

زمانے کے رواج کے مطابق ملک عرب میں آسیب، جادو نکالنے والوں کی کوئی کمی نہ تھی ۔ ایک بستی میں کئی کئی مل جاتے تھے۔ البتہ ضماد ازدی کا علاقے بھر میں شہرہ تھا۔ جہاں گیا، کامیاب لوٹا چنانچہ قریش اسے ہی بلالائے۔

ضماد نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے گفتگو شروع کی تو ٹھٹھکا کہ آسیب زدہ ایسے تو نہیں ہوتے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مختصر سا بیان فرمایا اور کلمہ شہادت پڑھا اسی کلمہ ہی نے وہ اثر دکھایا کہ ضماد میں آگے بڑھنے کی ہمت نہ رہی فرمائش کر کے تین بار کلمہ شہادت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا۔

بے اختیار بول اٹھا[۱] آیا تو کسی اور غرض سے تھا۔ مگر یہاں تو قصہ ہی کچھ اور ہے میں نے جادوگروں کے جادو دیکھے ہیں کاہنوں کے منتر سے واقف ہوں، شاعروں کے کلام سے بھی گہری شناسائی ہے۔ مگر خدا کی قسم آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا تو کلام ہی کچھ اور ہے یہ تو سمندروں کی گہرائیوں تک اثر کرنے کی خاصیت رکھتا ہے۔

۱۔ صحیح مسلم باب تخفیف الصلوۃ و الخطبہ

(٣)

عتبہ کی بے بسی

اسلام کی ترقی، کفار مکہ کے لئے پریشانی کا باعث تھی۔ ان کے سب حربے بے اثر ثابت ہو رہے تھے اور دین محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بتدریج پھیلتا جا رہا تھا۔ اکثر سر جوڑ کر بیٹھتے کہ نئے دن کو کیونکر ناکام بنایا جائے۔ ایک روز کافی سوچ بچار کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ آج تک ہم نے ایسا شخص کو محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس بھیجا ہے، جو محض کسی ایک شعبے کے ماہر تھے۔ اور دوسرے علوم سے لاعلمی کی وجہ سے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے متاثر ہو گئے۔ کیوں نہ اب کسی ایسے شخص کو آزمایا جائے، جو متعدد علوم میں شدھ بدھ رکھتا ہو تاکہ آسانی سے ہار تسلیم نہ کرے۔

موزوں آدمی کی تلاش ہوئی۔ تو معروف قریشی سردار عتبہ بن ربیعہ پر اتفاق ہو گیا۔ سب کی رائے یہ تھی کہ وہ اچھا شاعر بھی ہے۔ کہانت بھی، جادو بھی جانتا ہے اور مختلف منتروں سے بھی واقف ہے نئے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو لاجواب کرنے کے لئے اسے بھیجا جائے۔

عتبہ بن ربیعہ نے یہ سنا تو قوم کی خاطر تیار ہو گیا، دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں پہنچا اور تجویز پیش کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کفار کی مخالفت ترک کر دیں تو وہ انہیں کچھ رعائتیں دینے پر تیار ہیں۔ جس کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سورہ حم السجدہ کی تلاوت شروع کی۔ کچھ ہی آیتیں پڑھی تھیں کہ عتبہ کو یارا نہ رہا۔ آگے بڑھ کر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے منہ پر ہاتھ رکھ کر قرابت کا واسطہ دیا۔ کہ بس کریں۔ مجھ میں مزید سننے کی تاب نہیں۔ مذاکرات بیچ میں چھوڑ کر گھر کی طرف لپکا اور کئی روز تک باہر نہ نکلا۔

Marfat.com

کفار کو عتبہ کی اس حرکت پر سخت حیرت ہوئی۔ ابو جہل کو اس کے گھر بھیجا کہ صورت حال معلوم کرے۔ عتبہ کے تاثرات سن کر ابو جہل نے چوٹ کی۔ بس عتبہ، محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے ہاں کا کھانا کھا کر پھسل گئے۔ بولا ابو جہل! کیوں بھولتے ہو، کہ میں ایک امیر اور با اثر آدمی ہوں۔ مجھے کھانے پینے، یا دولت کا لالچ ہرگز نہیں، میری باتوں کے جواب میں محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو کلام پیش کیا۔ وہ شاعری تھی نہ افسانہ، میں نے اس سے قبل ایسا کلام کبھی نہیں سنا۔ اس میں موجود عذاب الٰہی کی دھمکی نے میرے رونگٹے کھڑے کر دیئے اور میں نے انہیں قرابت کا واسطہ دے کر چپ کرایا۔ میں خوف زدہ ہو گیا۔ مبادا ہم پر عذاب آ جائے۔

مگر کفار بھلا کب ماننے والے تھے۔ بولے لو! محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زبان کا جادو عتبہ پر بھی ہو گیا!

(۴)

قرائت سے خوف

کفار قرآن حکیم کے معجزانہ اثر سے بے حد خوف زدہ رہتے تھے۔ وہ حتی الا مکان کوشش کرتے کہ کلام پاک کا کوئی لفظ ان کے کانوں میں نہ پڑے۔

۶ھ میں حضرت ابو بکر صدیقؓ جشہ کی جانب ہجرت کے لئے نکلے تو ان کا ہمسایہ ابن الدغنہ راستے سے واپس لے آیا۔ کہنے لگا کہ آج سے آپ میری پناہ میں ہیں۔ کفار آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے اور مکہ آ کر اس بات کا باقاعدہ طور پر اعلان بھی کر دیا۔

۱۔ بحوالہ ابن اسحاق | اور سیرۃ النبی جلد سوم از سید سلیمان ندوی

Marfat.com

کفار بولے ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں مگر ابو بکر سے کہہ دو کہ اپنے گھر میں بلند آواز سے تلاوت نہ کیا کریں۔ اس سے ہمارے بیوی بچوں پر اثر پڑنے کا اندیشہ ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے کچھ دن تو ایسے ہی کیا مگر طبیعت نہ مانی کہ اللہ کے کلام کو یوں چھپ چھپ کر پڑھیں چنانچہ اپنے گھر کے پاس ہی ایک چھوٹی سی مسجد بنالی اور وہاں نماز اور تلاوت شروع کر دی۔ آواز میں بے حد سوز تھا۔ قرآن حکیم پڑھتے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔

اب تو کفار کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ بھاگے بھاگے ابن الدغنہ کے پاس آئے کہ ہمیں تو تیرا لحاظ آڑے ہے۔ ورنہ ابو بکر صدیق ؓ کی یہ مجال نہ ہوتی' انہیں کہو کہ قرآن کو بلند آواز سے نہ پڑھیں ورنہ ان کو اپنی پناہ سے نکال دو' ہم خود نمٹ لیں گے۔

ابن الدغنہ یہ پیغام لے کر ابو بکر صدیق ؓ کے پاس گیا۔ تو آپ نے اس کی تجویز ماننے سے معذرت کر دی۔ ان حالات میں ابن الدغنہ نے کسی قسم کی مدد کرنے سے معذوری کا اظہار کیا تو ابو بکر صدیق ؓ بولے۔ یہ تم بڑی خوشی سے کر سکتے ہو۔ مجھے میرے اللہ کی پناہ ہی کافی ہے۔[1]

(۵)

یہ کسی انسان کا کلام نہیں

کفار مکہ گو اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سخت دشمن تھے اور دشمنی کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔ لیکن دل میں ایک کھٹکا سا ضرور محسوس کرتے تھے۔ بعض تو نئے دین کی صداقت کے قائل بھی تھے۔ مگر ہٹ دھرمی نے انہیں زبان سے اقرار کرنے سے روک رکھا تھا۔ ایسے میں قریش کے چیدہ

ا۔ صحیح بخاری باب ہجرت النبیؐ

چیدہ سردار گاہے بگاہے خدمت نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں جاتے اور اپنے وسوسوں کی تشفی کے لئے جناب رسالت مآب سے مختلف قسم کے سوال پوچھتے یا قرآن حکیم کی آیات سننے کی خواہش کا اظہار کرتے۔

ولید بن مغیرہ بھی انہیں لوگوں میں تھا۔ قریش کا یہ صاحب اثر اور صاحب ثروت سردار قبیلہ بھر میں نہایت معزز شمار کیا جاتا تھا۔ ایک دن خدمت رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں حاضر ہو کر کچھ سننے کی فرمائش کی۔ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے چند آیات تلاوت فرمائیں۔ طبیعت پہ اثر ہوا تو دوبارہ پڑھنے کی درخواست کی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دوبارہ پڑھ دیں۔

آخر بے خود ہو کر بولا آج تک بہت کچھ سنا مگر خدا کی قسم قرآن کی تو کچھ اور ہی لذت ہے۔ اس کی تازگی اور چاشنی کے کیا کہنے اس کی مثال ایسے درخت کی ہے۔ جس کا تنا مضبوط ہو اور شاخیں پھل سے لدی ہوئی ہوں۔ بے شک یہ کسی انسان کا کلام نہیں!

سبحان اللہ! دوستو! قرآن کا معجزہ ملاحظہ ہو۔ ایک دشمن دین سے بھلا اس سے بڑھ کر کیا خراج وصول کیا جاسکتا ہے!

۶

بخدا محمدؐ سچے ہیں

حضرت ابو غفاری ایک نامور صحابی ہو گزرے ہیں ان کے قبیلہ غفار میں انیس نام کا ایک شاعر تھا۔ بے حد فصیح، موزوں کلام اور شاعری کے تمام اسرار و رموز سے آگاہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بعثت کا سنا تو تجسس ہوا۔ پھر کفار مکہ کی اڑائی ہوئی افواہیں سنیں کہ نبوت کا دعوے دار شاعر ہے۔ قصہ گو ہے،

۱۔ سیرۃ النبی، جلد سوم سید سلیمان ندوی

Marfat.com

جادوگر ہے۔ تو شوق چرایا کہ کیوں نہ جا کر دیکھا جائے۔ مگر کھلم کھلا ایسا کرنے میں قبیلے والوں کا خوف تھا۔ چنانچہ اپنے بھائی کو اعتماد میں لیا اور چپکے سے مکہ پہنچ گئے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ملاقات کی۔ ان کی زبان مبارک سے قرآن حکیم کی چند آیات سنیں۔ واپس لوٹے تو بھائی نے پوچھا سناؤ' محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کیسا پایا۔

انیس بولے۔ قریش کی افواہیں غلط ہیں میں کاہنوں کی صحبت میں بیٹھا ہوں ان کی باتیں سنیں ہیں۔ بخدا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کاہن نہیں۔ میں شاعری کے اصول وضوابط اور اس کی اونچ نیچ سے واقف ہو۔ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کلام ہرگز ہرگز شاعری نہیں۔

خدا کی قسم محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سچے ہیں اور قریش جھوٹے ہیں۔ اس واقعہ کے بعد حضرت ابو غفاری خدمت نبوی میں حاضر ہو کر دولت ایمان سے مالا مال ہوئے[۱]!

(۷)

ایک ہی چراغ کے پرتو

مصیبت کے مارے مسلمانوں نے ۵ نبوی حبشہ کی جانب ہجرت کی' وہاں حالات سازگار تھے۔ حبشہ کا حاکم نجاشی گو عیسائی تھا" مگر مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی کے ساتھ پیش آیا' حالات سازگار ہونے تک اپنے ملک میں رہنے کی اجازت دے دی۔

کفار مکہ کو مسلمانوں کی یہ سہولت ایک آنکھ نہ بھائی۔ فوراً نجاشی کے دربار میں پہنچے اور مسلمانوں کی واپسی کا مطالبہ کیا کہ ہمارے باغی ہیں ہمارے حوالے کئے

۱۔ صحیح مسلم' اسلام ابوذر

جائیں۔

نجاشی نے یک طرفہ فیصلہ کرنے کی بجائے حقیقت حال جاننے کے لئے مسلمانوں کو دربار میں طلب کیا' کئی سوال جواب ہوئے۔ جب کفار نے دال گلتی نہ دیکھی تو ایک اور پتہ پھینکا کہ جناب یہ مسلمان عیسائیوں کو برا بھلا کہتے ہیں اور حضرت عیسیٰ کے بارے میں عجیب عجیب باتیں کرتے ہیں مقصد یہ تھا کہ عیسائی حکمران اس پر بھڑک اٹھے گا۔

چنانچہ مسلمانوں سے وضاحت چاہی تو جواب میں حضرت جعفرؓ نے سورہ مریم کی آیات تلاوت کیں۔ نجاشی نے سنا تو آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔

بولا خدا کی قسم عیسیٰؑ اس سے رتی بھر کم یا زیادہ نہیں تھے۔ پھر بولا یہ کلام اور انجیل دونوں ایک ہی چراغ کے پرتو ہیں!

یوں کفار کو ناکامی ہوئی اور معجزہ قرآن نے عیسائی حکمران کا دل مسخر کر لیا۔[1]

احادیث کی کتابوں میں ایسے اور بھی بہت سے واقعات ملتے ہیں مگر طوالت کے خوف سے انہیں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

۸

قرآن کا تحفّظ

قرآن کا ایک بہت بڑا معجزہ اس کا اپنی اصلی حالت میں موجود ہونا ہے۔ توریت' زبور اور انجیل بھی بلاشبہ الہامی کتابیں ہیں لیکن آج کہیں بھی اپنی اصلی شکل میں موجود نہیں وقت کے ساتھ ساتھ' ان میں اس قدر تبدیلیاں ہوئیں کہ یہ اب مکمل طور پر اللہ کا کلام نہیں رہیں۔

اس کے برعکس قرآن حکیم جس شکل میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ

۱۔ مسند احمد بن حنبل جلد اول

Marfat.com

و آلہ وسلم پر نازل ہوا۔ سو فیصد اسی صورت میں موجود ہے۔ اور قیامت تک ایسے ہی رہے گا۔ اس میں زیر زبر تک کا فرق آیا ہے اور نہ آئے گا۔

تاریخ میں مسلمانوں پر مصیبت کے کئی دور آئے اور بعض دفعہ تو جینا دوبھر ہو گیا۔ ماضی کے شاندار ورثہ میں سے بہت کچھ کھو گیا۔ عظیم الشان تاریخی کتب خانے تباہ و برباد ہو گئے۔ بغداد جلا تو وہاں کا نادر کتب خانہ کئی روز تک جلتا رہا۔ بالآخر خاکستر ہو گیا ہزاروں قیمتی کتابوں میں سے ایک بھی نہ بچی۔ مگر دوستو! قرآن کوئی عام کتاب تھوڑی ہے یہ تو اللہ کا کلام ہے۔ اسے قیامت تک اپنی اصل شکل میں قائم رہنا ہے۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اس پاک کتاب کی حفاظت بھی مولا کریم خود کرتے ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے ترجمہ : ہم نے اس کو نازل کیا اور بے شک ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں (الحجر ۹)

برصغیر جنوبی ایشیا پر انگریزوں نے قبضہ کیا تو مسلمان انہیں ایک آنکھ نہ بھاتے تھے۔ وہ اسلام کی قوت سے خوف زدہ تھے۔ بہت تحقیق کی کہ مسلمانوں کو ان کے مرکز سے کیسے ہٹا دیا جائے انہیں گمراہ کیسے کیا جائے۔

کچھ سیانوں نے صلاح دی کہ اسلام کا منبع قرآن ہے۔ قرآن کو ختم کر دو تو اسلام رہے گا اور نہ اس کے پیروکار۔

انگریز حاکموں کو یہ مشورہ دل لگا۔ چنانچہ نہایت منظم طریقے سے ملک کے طول و عرض سے قرآن پاک جمع کرنا شروع کر دیئے۔ دکانوں کے پورے پورے سٹاک خرید لئے۔ مسلمان گھرانوں سے مانگے کہ اسلام پر تحقیق کے لئے اس مقدس کتاب کی ضرورت ہے۔ یوں ہزاروں، لاکھوں جلدیں جمع کر کے ضائع کر دیں۔ مگر ایسا کرتے ہوئے وہ یہ بھول گئے کہ قرآن حکیم کے محافظ مسلمان نہیں بلکہ خود اللہ کی ذات ہے۔ لہٰذا وہ اسے کیوں کر ختم کر سکتے ہیں چنانچہ وہ اس کوشش میں بری طرح ناکام رہے اور دیکھتے ہی دیکھتے دکانیں، مدرسے اور مسلمانوں کے گھر پھر سے کلام پاک سے بھر گئے۔

Marfat.com

۹

ایک تاریخی واقعہ

یہاں پر اس سلسلے میں تاریخ اسلام سے ایک واقعہ کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ ماموں الرشید ایک نامور عباسی خلیفہ گزرا ہے۔ بے حد خدا ترس اور علم دوست انسان تھا۔ ایک روز دربار میں بیٹھا تھا کہ ایک یہودی عالم حاضر خدمت ہوا۔ خلیفہ اس کے علم و دانش سے بے حد متاثر ہوا اور اسے اسلام قبول کر لینے کی دعوت دی۔ مگر یہودی عالم نے انکار کر دیا۔

ابھی سال بھر ہی گزرا تھا کہ وہ ایمان لے آیا۔ خلیفہ کو پتہ چلا تو دربار میں طلب کیا۔ خوشی کا اظہار کیا' مبارک باد دی اور پوچھا کہ ایک بات سمجھ میں نہیں آئی کہ پچھلے برس تو آپ نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا اور پھر یہ سعادت کیوں کر نصیب ہوئی۔

اس نے جواب دیا کہ اس دوران میں نے مختلف مذاہب کا امتحان لیا۔ اس مقصد کے لئے میں نے پہلے توریت کے تین نسخے لکھے اور متن میں اپنی مرضی سے کمی بیشی کی۔ پھر انہیں یہودیوں کی بستی میں جاکر بیچ آیا۔ کسی نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ پھر انجیل کے تین نسخے لکھے' حسب منشا تحریف کی۔ انہیں عیسائیوں کے حوالے کیا تو خوش دلی سے قبول کر لئے گئے۔ کہیں سے کوئی آواز نہ اٹھی۔

آخر میں قرآن حکیم کے تین نسخے لکھے اور چند آیات بدل دیں۔ مگر جونہی انہیں مسلمانوں کو پیش کیا گیا' ایک طوفان کھڑا ہو گیا۔ غلط آیات کی فوراً نشان دہی ہوئی اور کسی نے بھی ان نسخوں کو قبول نہ کیا!

اس پر میرے دل نے گواہی دی کہ قرآن حکیم بے شک الہامی کتاب ہے اور اس میں آج تک کوئی کمی بیشی نہیں ہوئی اور نہ آئندہ ہوگی۔ بس یہی میرے

۱۔ علامہ نور بخش توکلی سیرۃ رسول عربی ص ۴۳۰

اسلام لانے کا سبب ہے۔

(۱۰)

حفظِ قرآن

قرآن پاک کا ایک اور معجزہ یہ ہے کہ یہ مسلمانوں کے سینوں میں مکمل طور پر محفوظ ہو سکتا ہے۔ آپ کو ایسے ہزاروں اللہ کے بندے ملیں گے جنہیں کلام پاک اول تا آخر ازبر ہے۔ ان میں ہر نسل و قوم، ملک و ملت اور صلاحیت کے لوگ ہیں، ان میں عرب بھی ہیں اور غیر عرب بھی۔ گورے بھی ہیں، کالے بھی، ان پڑھ بھی ہیں اور پڑھے لکھے بھی۔

دوستو! اس مسئلے پر ذرا غور کریں تو حیرت کی انتہا نہیں رہتی۔ کہ ایک ان پڑھ شخص جسے اپنی مادری زبان کا ابتدائی قاعدہ یاد نہیں ہوتا ایک غیر ملکی زبان میں لکھی ہوئی پانچ چھ سو صفحوں کی کتاب کسی شوشے اور زیر و زبر کی غلطی کے بغیر ازبر کر لیتا ہے۔ آنکھوں والے تو رہے ایک طرف عربی زبان کی ابجد سے ناواقف نابینا اشخاص اس مقدس کتاب کو اپنے سینوں میں لئے پھرتے ہیں۔ قرآن حکیم کو اپنی اصل شکل میں محفوظ رکھنے میں ان حفاظ کرام کا بہت بڑا دخل ہے۔

ابتدائے اسلام میں جب کاغذ نہیں تھا۔ لکھنے والے نہیں تھے تو قرآن حکیم یوں بھی سینہ بہ سینہ ایک سے دوسری نسل کو منتقل ہوتا رہا![1] اور یہ قرآن کا بہت عظیم معجزہ ہے۔

دوستو! آپ خود کوشش کر کے دیکھ لیں اپنی نصاب کی کسی کتاب کو ازبر

۱۔ ویسے قرآن پاک کو تیسرے خلیفہ حضرت عثمان غنی کے زمانے میں جمع کر لیا گیا تھا اور اسلامی مملکت کے مختلف حصوں میں اس کے نسخے بھجوا دیے گئے تھے۔ جب اسلامی حکومت غیر عرب علاقوں میں پہنچی تو قرآن پر اعراب لگانے کی ضرورت محسوس ہوئی یہ خدمت اموی عہد میں عراق کے گورنر حجاج بن یوسف ثقفی نے انجام دی۔

Marfat.com

کرنے کی کوشش کریں۔ حرف بہ حرف شاید ایک آدھ صفحہ ہی یاد ہو سکے اور کسی ان پڑھ شخص کے لئے تو ایسا کرنا بھی ناممکن ہو گا۔ حالانکہ اردو ہماری قومی زبان ہے ہمارا اوڑھنا بچھونا ہے۔ سکولوں، دفتروں، بازاروں، کارخانوں، گلیوں غرض ہر جگہ بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ مگر حرف بہ حرف حفظ کا معاملہ آئے تو بات چند صفحات سے آگے نہیں بڑھتی اور اُدھر قرآن حکیم ہے کہ عربی جیسی اجنبی اور غیر مانوس زبان میں ہونے کے باوجود لاکھوں کو ازبر ہے۔ بے شک یہ اس مقدس کتاب کا بہت بڑا معجزہ ہے۔

(۱۱)

قرآن کی جامعیّت

موضوعات کے اعتبار سے دیکھیں تو قرآن کی اپنی ہی شان ہے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے بندوں کی رہنمائی کے لئے پیغمبر بھیجے، مختلف اوقات میں مختلف نبی آئے۔ جن کی مجموعی تعداد کوئی ایک لاکھ چوبیس ہزار کے لگ بھگ ہے۔ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان وحی کا سلسلہ ہوتا ہے۔

قرآن حکیم کے علاوہ معروف الہامی کتابیں تین ہیں۔

(ا) توریت حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوئی۔

(ب) زبور حضرت داوٴدؑ پر نازل ہوئی۔

(ج) انجیل حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہوئی۔

ان تینوں کے موضوعات کو دیکھیں، تو ان میں ایک قسم کی کمی اور خلا سا محسوس ہوتا ہے۔ مثلاً

توریت میں اصول و ضوابط اور قانون و شریعت کا بہت ذکر ہے لیکن اخلاق اور وعظ و نصیحت سرے سے نہیں۔

Marfat.com

زبور محض دعاؤں کا مجموعہ ہے یا کچھ انسان کی روحانی تسکیں کا سامان ہے، انسان کی معاشرتی ضرورتوں کا کوئی ذکر نہیں۔

انجیل سراسر نیکی 'اخلاق' نرمی جیسی نصیحتوں سے بھری ہوئی ہے۔

اب قرآن حکیم کو دیکھیں تو اس کے مضامین میں جامعیت ہے۔ اس میں انسانی زندگی کے ہر مسئلے کا ذکر اور رہنمائی موجود ہے۔ اس میں اصول و ضوابط بھی ہیں قانون و شریعت بھی اس میں اخلاق کا بھی ذکر ہے اور وعظ و نصیحت کی بھی کمی نہیں انسان کی روحانی تسکین کا بھی سامان ہے اور دعاؤں کا ذکر بھی۔

غرض قرآن حکیم ایک مکمل ضابطہ حیات ہے کوئی بھی مسئلہ ہو اس کی رہنمائی اس مقدس کتاب میں موجود ہے۔

Marfat.com

(۱۲)

عربی زبان کا فروغ

دیگر الہامی کتابیں اصل شکل میں نہ ہونے کے علاوہ اصل زبان میں بھی نہیں ہیں۔ ان کی اصل زبانیں دنیا سے تقریباً ختم ہو چکی ہیں اور اب ہم تک جو کچھ پہنچتا ہے وہ ترجمے ہیں۔ مگر ترجمے میں اصل کی شان کہاں۔ بات کچھ سے کچھ بن جاتی ہے۔ پہلی الہامی کتابوں کی اصل زبانوں کے خاتمے میں ایک بڑا راز پوشیدہ ہے۔ وہ یہ کہ ان زبانوں کے ساتھ ساتھ ان کتابوں کا دور بھی ختم ہو گیا۔

اب قرآن حکیم کو دیکھئے عربی میں نازل ہوا۔ آج بھی اسی میں موجود ہے' گو بے شمار زبانوں میں ترجمے ہوئے لیکن اصل زبان کا مقام اپنی جگہ ہے۔

دوستو! زبان کوئی ساکت اور جامد چیز نہیں ہے زبانوں میں مسلسل تبدیلی

آتی ہے انسانوں کی طرح زبانیں بھی پیدا ہوتی ہیں' جوان ہوتی ہیں بڑھتی پھولتی ہیں اور مرجاتی ہیں' وقت کے ساتھ ساتھ ان کے حروف' معانی بدل جاتے ہیں۔ کچھ لفظ ترک کر دیئے جاتے ہیں اور کچھ نئے ان کی جگہ لے لیتے ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے زبان کا حلیہ یکسر تبدیل ہو جاتا ہے

مگر قرآن کی زبان کو لیں۔ اس مقدس کتاب میں استعمال ہونے والی عربی آج بھی دنیائے عرب میں لکھی' بولی اور سمجھی جاتی ہے اس کے کسی لفظ کو ترک نہیں کیا گیا۔ کیونکہ اس کا بہتر متبادل نہیں مل سکتا۔ یہ زبان روز بروز ترقی کر رہی ہے۔ اب تو پوری دنیا میں اس کا چرچا ہے۔ دنیا کے کسی بھی بڑے ہوٹل یا ہوائی اڈے پر چلے جائیں۔ ہدایات کے تختوں اور کتابچوں میں عربی کا استعمال واضح طور پر نظر آئے گا۔

دنیاو جہاں کے تعلیمی اداروں میں یہ زبان پڑھائی جاتی ہے اور اب تو انجمن اقوام متحدہ میں بھی اسے سرکاری زبان کا درجہ دے دیا گیا ہے۔

بے شک عربی زبان کی یہ ترقی اور پزیرائی قرآن حکیم کا معجزہ ہے۔

Marfat.com

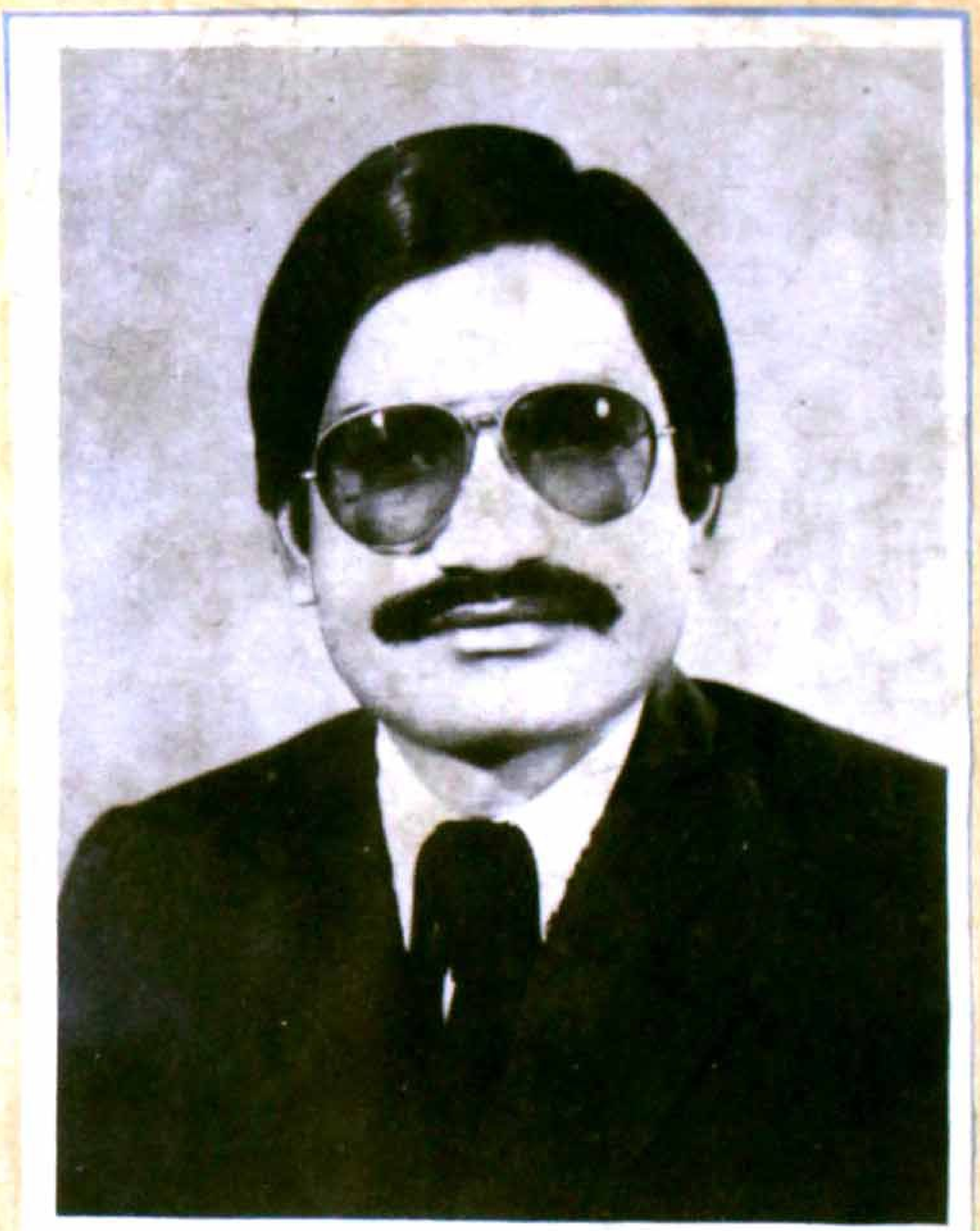

Marfat.com

Marfat.com